مؤرخین اسلام



غلام جیلانی برق

مکتبہ جریر لاہور

مؤرخینِ اسلام

ڈاکٹر غلام جیلانی برق

مؤرّخینِ اسلام

مکتبہ جدید ○ لاہور

ناشر : محسن رشید چودھری
مکتبہ جدید۔ چوک انارکلی۔ لاہور

طابع : رشید احمد چودھری
مکتبہ جدید پریس۔ شارع فاطمہ جناح۔ لاہور

ڈاکٹر غلام جیلانی برقؔ کی دیگر تصانیف

(۱) دو قرآن
(۲) حکمائے عالم
(۳) دو اسلام
(۴) امام ابن تیمیہ (انگریزی)
(۵) امام ابنِ تیمیہ (اردو)
(۶) آئینِ فطرت
(۷) لمعاتِ برق
(۸) ایک اسلام۔
(۹) جہانِ نَو
(۱۰) پیامِ ادب
(۱۱) انفعال
(۱۲) گلہائے ایران
(۱۳) حیاتِ سکندر
(۱۴) ہم اور ہمارے اسلاف
(۱۵) فرماں روایانِ اسلام
(۱۶) حرفِ محرمانہ
(۱۷) من کی دنیا
(۱۸) ہماری عظیم تہذیب
(۱۹) اللہ کی عادت
(۲۰) بھائی۔ بھائی
(۲۱) یورپ پر اسلام کے احسان
(۲۲) دانشِ رومی و سعدی
(۲۳) اسلام اور عصرِ رواں
(۲۴) مسائلِ نَو
(۲۵) دانشِ عرب و عجم
(۲۶) فلسفیانِ اسلام
(۲۷) رمزِ ایمان
(۲۸) تاریخِ حدیث
(۲۹) کئی سو مقالات
(۳۰) ۱۱۰ مقالات کا اُردو ترجمہ برائے ادارۂ معارفِ اسلامیہ اُردو، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔
(۳۱) الحاد مغرب اور ہم (۳۲) معجم القرآن
(۳۳) معجم البلدان
(۳۴) عالمِ اسلام
(۳۵) عظیم کائنات کا عظیم خدا

اَلفِہرس

ح

خ

د

غ

ی

اختصارات

مآخذ کے سلسلے میں ان اختصارات سے کام لیا گیا ہے :-

۱-	وجدی-	دائرۃ المعارف الاسلامیۃ از علامہ فرید وجدی-
۲-	انگ-	انسائیکلوپیڈیا آف اسلام- انگلش-
۳-	دماپ-	دائرۂ معارف اسلامیہ- اردو- پنجاب یونیورسٹی-
۴-	دمام-	دائرۂ معارف اسلامیہ- عربی- مصر-
۵-	زبید-	ہندوستان کا عربی ادب- از ڈاکٹر زبید-
۶-	عقود-	عقود الجواہر از جمیل عظم بیگ-
۷-	شفق-	تاریخ ادبیات ایران- از ڈاکٹر رضازادہ شفق-
۸-	لباب-	لباب المعارف العلمیہ- از مولانا عبدالرحیم-
۹-	قاموس-	قاموس المشاہیر- از نظامی بدایونی-
۱۰-	ایلیٹ-	ہسٹری آف انڈیا- از ایچ- ایم- ایلیٹ-
۱۱-	مخطوطات فارسیہ-	فہرست مخطوطات فارسیہ- پبلک لائبریری- لاہور- مرتبہ منظور حسن عباسی-
۱۲-	علمائے اسلام-	نگار- علمائے اسلام نمبر- اشاعت جنوری- فروری- سنہ ۱۹۵۵ء

۱۳ ۔ کشف ۔ کشف الظنون ۔ از حاجی خلیفہ مصطفیٰ ابن عبداللہ کاتب چلپی ۔

۱۴ ۔ براؤن ۔ تاریخِ ادبیاتِ ایران ۔ از پروفیسر براؤن ۔

۱۵ ۔ نکلسن ۔ تاریخِ ادبیاتِ عربی ۔ از پروفیسر نکلسن ۔

۱۶ ۔ قفطی ۔ حکمائے عالم، اردو ترجمۂ تاریخ الحکما (قفطی) ۔ از ڈاکٹر برق ۔

۱۷ ۔ (۱۱۶۰ء ۔ زندہ) (۱۸۹۵ء ۔ ۱۹۶۸ء ۔ زندہ) کا مفہوم یہ کہ پہلا مؤرخ ۱۱۶۰ء میں اور دوسرا ۱۹۶۸ء میں زندہ تھا ۔

حرفِ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب مجھے یہ کتاب لکھنے کا خیال آیا تو سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوا۔ کہ کیا تاریخ صرف ملوک و ممالک کی داستان کا نام ہے۔ یا شعرا، اُدبا، حُکما اور اَطبّا کے تذکرے (سوانح) بھی اس میں شامل ہیں؟ اِس سلسلے میں مختلف مآخذ کی طرف رجوع کیا۔ دائرۂ معارفِ اسلامیہ اُردو میں لفظِ تاریخ کے تحت استادِ محترم قبلہ ڈاکٹر پروفیسر مولوی محمد شفیع صاحب کا یہ قول سامنے آیا:۔

"علم التاریخ ادبیات کی ایک اصطلاح ہے۔ جس میں سالنامے (وقائع سالیانہ۔ حَولیّات) اور سِیَر دونوں شامل ہیں۔ (لیکن معمولاً اس میں تاریخِ ادب کو شامل نہیں کرتے)"۔

(دائرۂ معارفِ اسلامیہ اُردو۔ جلد ۴ صفحہ ۴۶)

حیرت ہوئی کہ بادشاہوں کی داستانیں تو تاریخ کہلائیں۔ اور کسی زبان کی داستان، کہ وہ کب شروع ہوئی؟ ارتقا کی کن کن منازل سے گذری؟ اور کس کس نے کون کونسی کتاب لکھی؟ تاریخ ہی شمار نہ ہو۔ دوسری طرف بعض دیگر علماء کی رائے یہ تھی، کہ تاریخ داستانِ ماضی کا نام ہے۔ خواہ وہ داستانِ اقوام و مُلوک ہو، یا داستانِ اُدبا و حُکماء۔ یہ درست کہ موضوع کے لحاظ سے عُلما نے مختلف اصنافِ تاریخ کو مختلف نام دے دیئے ہیں۔

یہ شعرا و اُدبا کے تراجم کو تذکرہ، انفرادی سوانح کو سیرت، راویانِ حدیث کے حالات کو رجال اور سوانحی قاموس کو معجم کہتے ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ یہ سب تاریخ ہی کی شاخیں ہیں۔

سیّد سلیمان ندوی کا قول ہے:۔

"تاریخ صرف بادشاہوں کے کارناموں کا نام نہیں۔ ہر زمانے میں مُلک کی عام علمی، تمدنی، معاشرتی اور اخلاقی کیفیات کا جائزہ لینا تاریخ کا اہم موضوع ہے۔"

(مقالاتِ سُلیمان صد ۳۹۸)

شمس العلماء مولوی ذکاءُاللہ فرماتے ہیں:۔

"انبیاء و خلفا و سلاطین و بزرگانِ دین کے آثار و اخبار جاننے کا نام علمِ تاریخ ہے۔"

(مقدمۂ تاریخِ ہندوستان صد ۶)

ایک اور مقام پہ ارشاد ہوتا ہے:۔

"علمِ تاریخ کا موضوع ہے احوالِ اشخاصِ ماضیہ، انبیا، اولیا، عُلما، حکما، مُلوک و شعرا وغیرہم۔"

(مقدمۂ تاریخ ہندوستان صد ۶۴)

مولوی کریم الدّین (لُغاتِ کریمی کے مُؤلّف) اپنی تصنیف طبقات الشعراء میں فرماتے ہیں:۔

"تذکرہ اور طبقات شاخیں فنِ تاریخ کی ہیں۔"

(بحوالۂ "شعرائے اردو کے تذکرے" از ڈاکٹر سیّد محمد عبداللہ صدا حاشیہ۔)

پھر تاریخ اور تذکرے کا فرق یوں بیان کرتے ہیں:۔

"تذکرہ خاص ہے اور تاریخ عام، کہ وہ تذکروں پر بھی مشتمل ہوتی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ تذکرہ ایک قسم تاریخ کی ہے، بشرطیکہ اس میں ہر شخص کے زمانے کا حوالہ بھی ہو۔ غرضیکہ تاریخ میں بحث واقعاتِ زمانہ سے ہوتی ہے اور تذکرے میں اشخاص کا بیان ہوتا ہے"۔

(بحوالۂ تذکرۂ شعرائے اردو۔ صہ ۶۷)

اِنسائیکلوپیڈیا برطانیکا (جلد ۱۱ گیارہ)، صہ ۵۹۴، ایڈیشن ۱۹۵۰ء میں لفظ "ہسٹری" (تاریخ) کے نیچے درج ہے:۔

"تاریخ کے وسیع تر مفہوم میں تمام وہ واقعات شامل ہیں جو ماضی میں ظہور پذیر ہوئے۔ خواہ ان واقعات (و انقلابات) کا تعلق اِنسانی زندگی سے تھا، یا دیگر اشیاء سے۔ ہر تغیر پذیر (اور متحرک) چیز تاریخ کا موضوع بن سکتی ہے۔ جدید سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ کائنات میں کوئی چیز کاملاً جامد (غیر متحرک) نہیں ہے۔ اِس لیئے یہ کائنات اور اُس کی ہر چیز ایک تاریخ رکھتی ہے۔ یہاں تک کہ فزکس (علومِ طبیعی) بھی تاریخ کی ایک شاخ ہے"۔

پروفیسر عبدالمنّان عُمر، نائب مدیر دائرۂ المعارف الاسلامیہ (اردو) پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور، میرے اس استفسار (کہ تذکرہ تاریخ ہے یا نہیں؟) کے جواب میں لکھتے ہیں:۔

"ہر تذکرہ تاریخ ہے، لیکن عموماً ہر تاریخ کو تذکرہ نہیں کہتے ...... کتبِ ذیل کو کتبِ تاریخ کہا جاتا ہے"۔

ا :۔ وہ کتب جن میں بادشاہوں کا حال مع سنِ پیدائش، جلوس و وفات وغیرہ درج ہو۔

ب :۔ وہ کتب جن میں واقعاتِ عظیمہ درج ہوں۔

ج :۔ تذکرۂ بزرگان و نام آوراں و علما و فضلا و شعراء وغیرہ۔

د :۔ جنگ نامے۔

(فرہنگ آصفیہ۔ تحتِ مادہٗ "تاریخ")

کتبِ ذیل[1] کلیتاً اسماءُ الرجال، سیرۃ، سوانح اور تذکروں پر مشتمل ہیں۔ لیکن مصنّفین نے انھیں تاریخ کا نام دیا ہے۔

(۱)	التاریخ الکبیر . . .	امام بخاری
(۲)	التاریخ الصغیر . . .	"
(۳)	تاریخ دمشق . . .	ابن عساکر
(۴)	تاریخ الحکماء . . .	ابن القفطی
(۵)	المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ..	ابن الجوزی
(۶)	البدایۃ والنہایۃ فی التاریخ ..	ابن کثیر

آخری دو کتابوں میں اسلامی تاریخ کے واقعات بھی ہیں لیکن پوری کتابیں علما، فضلا، قضاۃ اور وُلاۃ کے تذکروں سے بھری پڑی ہیں۔

[1] مفضل بن محمد التنوخی (۱۰۵۲ء) کی تاریخ النحاۃ۔ محمد بن ابراہیم الحنبلی کی تاریخ اعیان الحلب، ڈاکٹر رضازادہ شفق کی تاریخ ادبیاتِ ایران، براؤن کی تاریخ ادبیاتِ فارسی، نکلسن کی تاریخ ادبِ عربی، اور ابن الفرضی کی تاریخ علماءِ الاندلس بھی اسی ذیل میں آتی ہیں۔ (برق)

دراصل تاریخ ایک وسیع لفظ ہے جس میں قوموں، ملکوں، شہروں، بادشاہوں، علوم اور علماء کی تاریخ وغیرہ سب شامل ہیں، اور ان میں سے ہر صنف کی کتابوں کو علماء نے تاریخ کا نام دیا ہے۔"

(مکتوب بنام مصنّف۔ محررہ ۱۳ فروری ۱۹۶۸ء)

مولانا سیّد جعفر شاہ پھلواروی، رکن ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور (متعدد کتابوں کے مصنّف) کی رائے ملاحظہ ہو:۔

"ہماری عام تاریخ اسلام میں صرف سلاطین و اُمراء ہی کا ذکر ہوتا ہے۔ اور اُن شخصیتوں کا ذکر نہیں ہوتا جنھوں نے اسلامی قدروں کی محافظت کی ہے۔ اِن کے لئے الگ تاریخ الصّوفیّہ، تاریخ الفقہا، تاریخ الحکماء وغیرہ کے نام سے تاریخ لکھی جاتی ہے اور راویوں کی تاریخ رجال کہلاتی ہے۔ دراصل یہ سب تاریخیں ہیں۔ فقط تاریخِ مُلوک و اُمراء ہی تاریخ نہیں۔"

(مکتوب بنامِ مصنّف۔ محررہ ۱۸ فروری ۱۹۶۸ء)

ڈاکٹر سیّد محمد عبد اللہ، صدرِ دائرۂ معارفِ اسلامیہ (اُردو) پنجاب یونیورسٹی، لاہور، فرماتے ہیں:۔

"تاریخ کا ایک وسیع مفہوم ہے، اور دوسرا محدود۔ وسیع مفہوم کے اعتبار سے کُتُب طبقات و رجال و سِیَر و تراجم نیز تذکرے اور تاریخِ ادبیات، ثقافتی تاریخ کی ایک شاخ ہیں۔ محدود مفہوم میں سیاسی تاریخ اور مُلکی و عالمی واقعات شامل ہیں۔"

(مکتوب بنام مصنّف۔ محررہ ۲۳ فروری ۱۹۶۸ء)

پروفیسر مولانا عبد القدّوس، صدرِ شعبۂ اسلامیّات، پشاور یونیورسٹی لکھتے ہیں:۔

"تذکرہ تاریخ ہی کی ایک شاخ ہے"۔

(مکتوب بنامِ مصنّف محررہ ۲ مارچ ۱۹۶۸ء)

اِن تفاصیل سے واضح ہے کہ تمام تذکرے، طبقات، رجال اور سِیَر تاریخ کے وسیع مفہوم میں داخل ہیں اور اسی بناء پر میں تذکرہ نگاروں کو بھی اس کتاب میں شامل کر رہا ہوں۔

ہمارے باہمّت اسلاف نے زندگی کے ہر پہلو پہ لکھا۔ شاہوں اور قوموں کے علاوہ اُنھوں نے انبیا، فلاسِفہ، قضاۃ، شُعرا، حکماء، اطِبّا، صوفیا، اُدباء، محدّثین، متکلّمین، نحویّین، لُغویّین اور مُغنّیین کے حالات بھی لکھے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ ہماری علمی و ثقافتی تاریخ ہے۔

لفظ تاریخ کی تحقیق

میرے استاد قبلہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں[1] کہ لفظ تاریخ و۔ر۔خ سے مُشتق ہے جس کے دو مشتقات عبرانی میں بھی موجود ہیں۔ یعنی:۔

یارے اَحْ = چاند (پیمانۂ شب و روز) اور یَیَرَح = مہینہ۔ تو گویا تاریخ کا مفہوم ہے:۔

"کسی واقعہ کا زمانہ معیّن کرنا اور رودادِ واقعات بقیدِ سال و ماہ لکھنا"۔

---

[1] دیباچہ ج۔۲، ص۳۸۔

البیرونی مؤرخ کو ماہ، روز (مہینہ، دن) کا مُعرّب قرار دیتا ہے۔ ممکن ہے اس نظریے کا تعلق اُس روایت سے ہو جسے کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے، کہ اسلامی سمت (سنہ) کو سالِ ہجرت سے شروع کرنے کا مشورہ فاروقِ اعظمؓ کو ایک ایرانی سردار الہرمزان[1] نے دیا تھا۔

تاریخ کے فوائد

ا۔ انسان نادانیوں میں محصور ہے، اسے کچھ معلوم نہیں کہ یہ زمین کتنی لمبی چوڑی ہے۔ اس پر کون کونسے شہر آباد ہیں۔ ان میں آج کون رہتا ہے اور کل کون قیام پذیر تھا۔ پہلی حقیقت کا علم جغرافیہ سے ہوتا ہے اور دوسری کا تاریخ سے۔ انسان کے آگے اور پیچھے دو حجاب ہیں۔ ایک کا نام ماضی ہے اور دوسرے کا مستقبل۔ حجاب ماضی کو صرف تاریخ اٹھا سکتی ہے۔ اگر تاریخ نہ ہوتی تو انسان دو اندھیروں میں سدا بھٹکتا رہتا اور اُسے کچھ پتہ نہ چلتا کہ کرۂ زمین پر کون کونسی اقوام آباد رہیں، اُن کا طرزِ معاشرت کیا تھا، انھوں نے انسان کے علم میں کیا اضافہ کیا، اور اُن کے عروج و زوال کے اسباب کیا تھے؟

---

[1] ہرمزان، شاہِ ایران کی طرف سے فارس اور خوزستان (عراق و فارس کا درمیانی علاقہ جس کے دو شہر بہت مشہور ہیں یعنی اہواز اور شوستر۔ ثانی الذکر پایۂ تخت بھی تھا) کا گورنر تھا۔ جب اُس علاقے کو حضرت ابوموسیٰ اشعری نے فتح کیا تو ہرمزان کو اُسکی اپنی درخواست پر مدینہ بھیج دیا۔ وہاں پہنچکر یہ مسلمان ہوگیا۔ (الفاروق)

۲۔ باکمال افراد کی داستانیں (تاریخ) پڑھکر ویسا بننے کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔

۳۔ جن اقوام کا ماضی تابدار رہا ہو اُن کی تاریخ نسلِ نو کو باعزم و بلند نظر بناتی ہے، اگر ایک بچّے کو یہ معلوم ہو جائے کہ اُس کے اَسلاف فلسفی، مؤرّخ، مصنّف، ادیب، فاتح اور شاندار حکمران تھے تو وُہ اُن کے نقوشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرے گا۔

۴۔ مُطالعۂ تاریخ سے شعُور بڑھتا اور صحیح دانش حاصل ہوتی ہے۔

۵۔ نگاہ میں وُسعت آتی ہے اور قلب و ذہن میں کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ اگر ایک اِنسان تاریخ عالم سے مطلق بے خبر ہو، اور دوسرا اقوامِ عالم کے ادوارِ حیات، اُن کی جدّوجہد، آثار و میراث اور علُوم و فنون سے آشنا ہو، تو دونوں کے نقطۂ نگاہ میں بڑا فرق ہو گا۔

۶۔ نیک نام اَور دانشمند بادشاہوں کی تدابیرِ مُلکی، اُن کے نظم و نسق، ایجادات اور اصلاحات کا علم حاصل ہوتا ہے۔

۷۔ تاریخ کے بغیر علم کی ترقی نہیں ہو سکتی جب تک کہ اَسلاف کی تحقیقات ہمراہ نہ ہوں علمی دُنیا میں ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ایک انکشاف کی مدد سے دوسرا اور دوسرے کے بعد ہی تیسرا ہو سکتا ہے۔

۸۔ سُقراط جیسے حکماء اور حسینؑ جیسے شہدا کے حالات پڑھ کر انسان مصائب کا مقابلہ کرنے کے لیئے تیار ہو جاتا ہے۔

۹۔ تاریخ کا مطالعہ گویا دانشمندانِ گیتی سے مشورہ کرنا اور اُن سے درسِ ہدایت لینا ہے۔

شرائطِ تاریخ نگاری

۱۔ تاریخ ہر زمانے میں اربابِ سیاست کا کھلونا رہی ہے۔ عیسائی اور یہودی اہلِ قلم نے اب تک اسلام کی صدہا تواریخ لکھیں اور بدستور لکھ رہے ہیں۔ لیکن اُن میں سے ایک بھی سچّی نہیں۔ ان میں ہمارے سلاطین کو اوباش، علما کو جاہل اور فلسفیوں کو احمق کہا گیا ہے۔ کیوں؟ محض اس لئے کہ یہ دونوں قومیں تیرہ سو برس سے اسلام کے خلاف صف آرا ہیں اور انھیں پہلے ایک ہزار برس تک ہر میدان میں شکست ہوئی۔ ان شکستوں سے اُن کے اہلِ قلم بھی متاثر ہوئے اور انھوں نے تاریخ میں ہماری صورت بگاڑنا شروع کر دی۔ یہ لوگ مؤرخ نہیں بلکہ اپنے فرقوں کے پراپیگنڈہ ایجنٹ ہیں۔ مؤرخ ذاتی جذبات و عقائد سے بلند ہو کر لکھتا اور صرف صداقت پیش کرتا ہے۔ وہ نہ خوشامد کرتا اور نہ افراط و تفریط سے کام لیتا ہے، اپنا ہو یا بیگانہ وہ عیوب و محاسن کے بیان کرنے میں انصاف کرتا ہے۔

۲۔ اُس کی توجہ الفاظ پہ نہیں بلکہ واقعات پہ ہوتی ہے اس لئے وہ مسجّع عبارات سے بچتا اور شگفتہ و سادہ اندازِ بیان اختیار کرتا ہے۔

۳۔ وہ ہر بات کو قوانینِ فطرت، حقائق، روایت اور درایت کے معیار پہ پرکھتا ہے اور پوری تحقیق کے بعد لکھتا ہے۔ وہ اس سلسلے میں کتبوں، مخطوطوں، داستانوں اور روایتوں سے مدد لیتا ہے۔

۴۔ وہ جس قوم کی تاریخ لکھنے بیٹھتا ہے پہلے اُس کے جغرافیائی حالات کا مطالعہ کرتا ہے۔

تاکہ وہ اس کے عادات و خصائل کا پوری طرح اندازہ کر سکے ۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ ہر قوم اپنے جغرافیائی ماحول سے متاثر ہوتی ہے ۔ جو لوگ اونچے پہاڑوں، خوفناک دریاؤں اور گھنے جنگلوں میں محصور ہوتے ہیں، وہ فطرت سے مرعوب ہو کر مظاہر فطرت اور خیالی دیوتاؤں کی پرستش پہ اتر آتے ہیں ۔ دوسری طرف جن خطّوں کا ماحول سادہ ہو وہاں کے لوگ اوہام پرستی سے محفوظ اور معقولیّت پسند ہوتے ہیں ۔ اس کی واضح مثالیں ہندوستان و یونان ہیں ۔ اہلِ ہند ہر دور میں مظاہر (پہاڑ ۔ دریا پیپل، سانپ، بندر، گائے وغیرہ) پرست رہے ۔ اور یونانی عقل پرست ۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو لوگ موسموں کی شدّت کا شکار رہتے ہوں اُن کی رفتارِ کار اُن لوگوں سے بہت کم ہوتی ہے جو معتدل خطّوں میں بستے ہوں ۔

۵ ۔ وہ علمِ انسان کا بھی مطالعہ کرتا ہے تاکہ موروثی اثرات کا جائزہ لے سکے ۔

۶ ۔ وہ محض واقعہ نگار نہیں ہوتا ۔ بلکہ قیدِ شب و روز سے بلند ہو کر ابدی اصولِ حیات کی روشنی میں لکھتا ہے ۔ یعنی وہ اسبابِ عروج و زوال پہ محقّقانہ بحث کرتا ہے ۔ یہ تبھی ممکن ہے کہ وہ فلسفی ہو اور تاریخ کو فلسفے میں بدلنے کا ڈھنگ جانتا ہو ۔

۷ ۔ تاریخ میں شخصی اقتدار کے لئے بے شمار جنگیں ہوئیں اور ہر بوالہوس نے "قوم خطرے میں" کا نعرہ لگایا ۔ ایک مؤرّخ ان ہوس پرستوں کا ساتھ نہیں دیتا ۔ بلکہ وہ ان کی عیاریوں کو بے نقاب کرتا ہے ۔

۸ ۔ ہر فرد ایک پیغام لے کر دنیا میں آتا ہے ۔ جو اُس کی پُر اسرار شخصیت کے پردوں میں نہاں ہوتا ہے ۔ مؤرّخ ان حجابات کو سرکا کر پہلے وہ پیغام خود سُنتا اور پھر دوسروں کو سناتا ہے ۔

۹ - وہ سطح کے نیچے جھانک کر اُن بنیادوں کو ڈھونڈتا ہے۔ جن پر انفرادی و اجتماعی زندگی کی عمارات اُٹھائی جاتی ہیں۔

ابتدائی تاریخ

ہر قوم کے ادب میں نظم پہلے نظر آتی ہے اور نثر بعد میں۔ ابتدائی انسان، باتیں تو نثر ہی میں کیا کرتا تھا، لیکن جب اُس نے اپنے کارناموں کو لکھنا چاہا تو گیتوں سے کام لیا۔ یہ وہ دور تھا جب انسان کو حقیقت سے کم اور شاعرانہ تخیل سے زیادہ دلچسپی تھی۔ ہند میں رامائن اور مہابھارت۔ یونان میں ہومر کے گیت، ایران میں قدیم شاہنامے و خدائے نامے اور عرب میں شعرائے جاہلیت کی بے شمار نظمیں اِس کی واضح مثالیں ہیں۔ بعد میں جب تہذیب و تمدن کی مصروفیتوں کی وجہ سے انسان شاعری کے لیئے وقت نہ نکال سکا تو اُس نے نثر سے کام لینا شروع کر دیا۔ مسلمان بھی اِس دورِ نظم و نثر سے یقیناً گزرتے۔ اگر یہ آیات:-

وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنَ۔ (شعر - ۲۲۴)۔

(صرف گم کردہ راہ لوگ شعراء کے پیچھے چلتے ہیں)

مَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَه (یٰس - ۶۹)

(ہم نے رسول کو شاعری نہیں سکھائی۔ اور یہ چیز اُنکے شایانِ شان تھی)۔

نازل نہ ہوتیں۔ یوں بھی عرب دو سو سال کے طویل دورِ شاعری سے اُکتا چکے تھے اور تغیر چاہتے تھے۔ لیکن انھیں راستہ نہیں ملتا تھا۔ اسلام نے اُنھیں نہ صرف راستہ دکھایا۔ بلکہ لکھنے کے لیئے مواد بھی بہم پہنچایا۔ مسلمانوں نے پہلے قرآن کی نقول تیار کیں پھر حسبِ استعداد احادیث لکھیں۔ کسی نے دس اور کسی نے سو اور کسی نے ہزار۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بہت سی چیزیں املا کرائی تھیں۔ مثلاً مختلف امراء و سلاطین کی طرف

خطوط اور کچھ عہد نامے۔ جنھیں آج سے بیس سال پہلے حیدرآباد دکن کے ایک فاضل نے الوثائق السیاسیہ کے نام سے شائع کیا۔

جب مسلمانوں میں نثر عام ہوگئی ۔ اور ہر فن میں کتابیں مرتب ہونے لگیں تو مؤرخ بھی آگے بڑھا۔ اور اُس نے لکھ لکھ کر کتابوں کے انبار لگادیئے۔ سٹوری نے اپنی کتاب "پرشین لٹریچر" میں نوسو ستاسی (۹۸۷) فارسی مؤرخین کا ذکر کیا ہے۔ اور حاجی خلیفہ نے "کشف الظنون" میں تیرہ سو عرب مؤرخین کا۔ حاجی خلیفہ تین سو برس پہلے کا آدمی ہے۔ (وفات ۱۶۵۷ء) پچھلی تین صدیوں میں مسلمانوں نے تاریخ میں کتنی اور کتابوں کا اضافہ کیا۔ اس کا پورا اندازہ لگانے کے لیئے طویل عمر اور لامحدود وسائل چاہیئں، جن سے ہم محروم ہوں۔

اسلام میں تاریخ کی ابتدا

آغازِ اسلام[1] میں تاریخ، عوامی داستانوں اور روایتوں کا نام تھا جو بے سند و مبالغہ آمیز ہونے کے علاوہ کسی حد تک خود عوام ہی کی تراشیدہ تھیں، ان روایات کا ایک معتدبہ ذخیرہ اُس دَور کے دو آدمیوں کے پاس تھا۔ اوّل عُبیدبن شریہ جو دورِ جاہلیت میں پیدا ہوا تھا اور خلیفہ عبدالملک اُموی (۶۸۵ - ۷۰۵ء) کے زمانے میں فوت ہوا۔ کہتے ہیں کہ یہ حضور صلعم سے بھی ملا تھا۔ (الفہرست - ابن ندیم ص ۸۹)

ابن عساکر تاریخِ دمشق میں لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ امیر معاویہ نے اس کو اپنے دربار میں

[1] مقالہ "تاریخ" از ڈاکٹر مولوی محمد شفیع (دماپ ج - ۴)

طلب کیا۔ اُس سے ملوکِ عرب کی روائتی تاریخ سُنی اور ایک درباری کو کہا: کہ ساتھ ساتھ لکھتے جاؤ۔ اسی تحریر کا نام کتاب الملُوک ہے، جو علبید کی تصنیف سمجھی جاتی ہے۔ دوم وَہَب بن مُنَبّہ یمنی، جو حضرت عثمانؓ کے آخری سالِ خلافت (۳۴ھ) میں پیدا ہُوا تھا۔ اور خلیفہ ہشام (۱۰۵ھ-۱۲۵ھ) کے زمانے میں وفات پائی۔ اس کی تصنیف کا نام بھی کتاب الملُوک ہے۔ گو اِن کی بیان کردہ روایات بے سَند اور کسی حد تک مَن گھڑت تھیں تاہم بعد کے مؤرخین نے انھیں بڑی وُقعت دی۔ ابنِ اسحاق (سیرۃ رسولؐ کا مشہور مصنف) علبید کے راویوں میں سے تھا اور ابنِ ہشام بصری (جس نے ابنِ اسحاق کی کتاب کو مختصر کیا تھا اور جو بعد میں سیرۃ ابن ہشام کے نام سے مشہور ہوئی) نے وَہب کی کتاب کو مرتّب کر کے شائع کیا تھا۔ گو ابنِ خلدون اِن روایات میں سے بعض پر اعتراض کرتا ہے۔ لیکن جا بجا ان کا سہارا بھی لیتا ہے۔

دُوسری صدی ہجری میں ابو عبیدہ مَعمَر (۱۱۰-۲۱۰ھ، ۷۲۹-۸۲۶ء) نے شمالی عرب کی تمام روایات کو اندازاً دو سو رسائل میں محفوظ کر دیا۔ اِن میں سے کچھ رسائل تو الگ الگ قبائل پر تھے اور بعض میں تمام قبائل کی مشترک روایات تھیں۔ اور بعض دیگر میں ایّام العرب[1] کی کہانیاں۔ یہی کام بعد میں ہشام بن محمد الکلبی (ابنِ سعد کا شاگرد۔ ۲۰۴ھ یا ۲۰۶ھ ۸۲۰-۸۲۲ء) نے کیا۔ کہ ان تمام روایات کو پونے دو سو کتب میں ضبط کر دیا۔ اِس نے ملوکِ حِیرَہ کے متعلق سارا مواد حیرہ کے گرجوں، وثیقوں اور ایرانی کتابوں سے حاصل کیا تھا۔

اِسلام کا ایک اور ابتدائی ماخذ حدیث تھا۔ اِسی سے بعد میں حضور صلعم کی سیرت

---

[1] ایام العرب سے مراد عربوں کی جنگیں اور دیگر بڑے بڑے واقعات ہیں۔

مغازی، تاریخ نزولِ قرآن، تاریخ اشاعتِ اسلام، تاریخ خلفائے راشدین نیز صحابہ و صحابیات کی سیرتیں مرتب ہوئیں۔ ابنِ اسحاق نے سیرۃِ رسولؐ کا مواد اُن احادیث سے لیا تھا، جو محمد بن مُسلم بن شہاب الزُّہری نے عمر بن عبدالعزیز (یا خلیفہ ہشام) کی ترغیب پر جمع کی تھیں۔ افسوس کہ یہ مجموعہ آج کہیں موجود نہیں۔

اِسحاق کے بعد الواقدی (۲۰۷ھ = ۸۲۳ء) مسندِ تاریخ پہ نمودار ہُوا۔ اُس نے نہ صرف مغازی وغیرہ لکھے۔ بلکہ کتاب التاریخ الکبیر میں عہدِ ہارون تک کے واقعات لکھ ڈالے۔ اس کے کاتب ابنِ سعد (۲۳۰ھ = ۸۴۵ء) نے طبقات لکھ کر فنِ تاریخ کو ایک نیا موڑ فراہم کیا۔ اِس نے حضور صلعم کے تمام احکام و خطوط نیز اخلاقِ رسولؐ کا تمام مواد اپنے طبقات میں جمع کر دیا۔ المدائنی (۲۲۵ھ - ۸۴۰ء) پہلا مؤرّخ ہے جس نے تمام روائتی مواد کو مختلف معیارات پہ پرکھا۔ اور پھر اپنی تصانیف میں جگہ دی۔ یہ اندازاً تین سو کتابوں کا مصنّف تھا۔ اِن میں سے بیشتر تاریخی تھیں۔ اس کا شاگرد البلاذری (فتوح البلدان کا مصنف۔ م ۲۷۸ھ = ۸۹۲ء) بھی بہت محتاط تھا۔ اور ہر روایت کو پرکھنے کا عادی تھا۔

پہلی تین صدیوں کے تاریخ نگار یہ تھے:۔

نام	ولادت	وفات	نام	ولادت	وفات
عُبید بن شریہ	جاہلیت	؟	ابنِ اسحاق	-	۱۵۰ھ
فزاری	-	۸۸ھ	عبدالملک	-	۱۷۷ھ
وہب بن منبّہ	۳۴ھ	۱۱۰ھ	عبداللہ بن مبارک	-	۱۸۱ھ
ابُوحسّان	۳۴ھ	۲۴۲ھ	واصل بن عطاء	۸۰ھ	۱۸۱ھ

نام	ولادت	وفات	نام	ولادت	وفات
عُمر بن مطرف	-	۱۸۸ھ	ابن الفرات	-	۲۳۷ھ
ہُشیم بن حَفص	-	۱۹۰ھ	زیادی	-	۲۴۳ھ
ولید بن مُسلم	-	۱۹۴ھ	ابو جعفر محمد	-	۲۴۵ھ
ابَان	-	۲۰۰ھ	فتح بن خاقان	-	۲۴۷ھ
وہب بن وہب	-	۲۰۰ھ	جاحِظ	-	۲۵۵ھ
قطرب	-	۲۰۶ھ	زبیر	-	۲۵۶ھ
ہشام الکلبی	-	۲۰۶ھ	بخاری	۱۹۴ھ	۲۵۶ھ
واقدی	۱۳۰ھ	۲۰۷ھ	خرزاز	-	۲۵۸ھ
اَلہَیثَم الثُعلی	۱۳۰ھ	۲۰۷ھ	مُسلِم	-	۲۶۱ھ
ابو عبیدہ مَعمَر	۱۱۰ھ	۲۱۰ھ	عُمر بن شابہ	-	۲۶۲ھ
نصر بن مزاحِم	-	۲۱۲ھ	ترمذی	-	۲۶۹ھ
ابن ہشام	-	۲۱۳ھ	ابو معشر بلخی	-	۲۷۲ھ
المدائنی	۱۳۵ھ	۲۱۵ھ	علی بن یحییٰ	-	۲۷۵ھ
ابنِ سعد	۱۶۷ھ	۲۲۱ھ	ندیم	-	۲۷۵ھ
مُصعَب	-	۲۳۳ھ	ابن ابی خیثمہ	-	۲۷۹ھ
ابو محمد اسحاق	۱۵۰ھ	۲۳۵ھ	طیفُور	۲۰۴ھ	۲۸۰ھ
عبداللہ بن محمد	-	۲۳۵ھ	ابو حنیفہ دینوری	-	۲۸۱ھ
ابن الاعرابی	۱۵۰	۲۳۷ھ	ابن ابی الدنیا	-	۲۸۱ھ

نام	ولادت	وفات	نام	ولادت	وفات
محمد بن احمد	-	۲۸۳ھ	نسائی	-	۳۰۳ھ
المبرّد	۲۱۰ھ	۲۸۵ھ	ابن جریر	۲۲۵ھ	۳۱۰ھ
محمد بن یزید	۲۱۰ھ	۲۸۵ھ	طبری	-	۳۱۰ھ
ہارون بن علی	-	۲۸۸ھ			
ابنِ بسّام	-	۳۰۲ھ			

میزان ۵۲

چوتھی صدی ہجری میں :-

البغوی ۳۱۷ھ ابنِ دُرید ۳۲۱ھ ابنِ عبد ربہٖ ۳۲۷ھ
صُولی ۳۳۰ھ صُدفی ۳۵۰ھ مسعودی ۳۴۶ھ
طبرانی ۳۶۰ھ جیسے مؤرّخ پیدا ہوئے۔

پانچویں صدی میں :-

غسّانی ۴۰۸ھ ثعلبی ۴۲۷ھ اُبُونُعیم ۴۳۰ھ
قضاعی ۴۵۴ھ خطیب بغدادی ۴۶۳ھ قُشیری ۴۶۶ھ

آئے۔ اس سلسلے کا عظیم ترین انسان یعنی ابنِ خلدُون آٹھویں صدی میں پیدا ہُوا۔ اور فنِ تاریخ کو اُس مقام پہ پہنچا گیا کہ یہ داستان سے فلسفہ بن گئی۔

یہ کِتاب پہلے میرا ارادہ یہ تھا کہ صرف عرب مؤرّخین کا تذکرہ لکھوں۔ پھر خیال آیا کہ ایران میں بھی بڑے بڑے مؤرّخ ہو گذرے ہیں۔ مثلاً وصّاف، حافظ، ابرو، رشید الدّین، عطا ملک جُوینی وغیرہ۔ اور ہندوستان میں بھی بیسیوں تاریخ نگار تھے۔ مثلاً ذکاء اللہ، شبلی، طباطبائی وغیرہ۔ اُنھیں کیوں نظر انداز کروں؟ ارادے

تو بہت اونچے تھے، لیکن ہمت اور وسائل نے ساتھ نہ دیا۔ ہزاروں مؤرخین۔ کس کس کا حال لکھتا؟ اور ان کے حالات لکھنے کے لئے کتابیں، فرصت اور ہمت کہاں سے لاتا؟ پھر کام کو چھوڑ بھی نہیں سکتا تھا۔ میری قوم اپنے اسلاف سے قطعاً بے گانہ ہو چکی ہے۔ اسے اپنے تابدار ماضی سے متعارف کرانا اتنا ہی ضروری تھا جتنا کسی پیاسی کھیتی کو پانی دینا۔ اس لیئے یہ تذکرہ جیسا بھی ہے پیش کر رہا ہوں۔ کتاب کی ہیئت یہ کہ اس میں پانچ سو مؤرخین (ان میں اکاون تذکرہ نگار ہیں) پر مختصر تعارفی نوٹ ہیں۔ ان کا ذکر بہ ترتیب ہجا ہے اور آخر کتاب میں اُن تاریخی کتابوں کی فہرست ہے جن کا ذکر کتاب میں نہیں آسکا۔ دوران مطالعہ کئی ایسے نام بھی سامنے آئے۔ جن کی تاریخ ولادت و وفات الفہرست میں کچھ تھی اور کشف الظنون و معجم الادباء میں کچھ اور۔ میں نے ان تاریخوں میں سے کوئی ایک لکھ دی ہے۔ انکی صحت و سقم پر بحث کرنے کا نہ تو میرے پاس وقت تھا اور نہ حوصلہ۔ میں مختلف مؤرخین کی قدر و منزلت پر بھی تبصرہ نہیں کر سکا کیونکہ میرا کام نسلِ نو کو ان سے متعارف کرانا تھا۔ بس!

ایک کمی مجھے اس کمی کا شدید احساس ہے کہ میں معاصرین میں سے بعض بلند پایہ مؤرخین کو کتاب میں شامل نہیں کر سکا۔ مثلاً ڈاکٹر شیخ محمد اکرام لاہوری، موجِ کوثر۔ رودِ کوثر۔ آبِ کوثر اور حکیم فرزانہ کے مصنف۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد صادق لاہوری، صاحبِ تاریخ ادب اُردو، امان اللہ خان سرحدی۔ حسن برنی (البیرونی) قاضی عبدالغفار (آثارِ جمال الدین افغانی)۔ ابو زہرہ مصری (امام جعفر وغیرہ)۔ علمائے ندوہ اور متعدد دیگر حضرات۔ ان میں سے بعض کو متواتر خطوط لکھے۔ لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ بعض دیگر حضرات کے پتے معلوم نہ تھے۔ اس لیئے میں ان سب کو تذکرہ نگاران مستقبل کے حوالے کرتا ہوں۔

شکریہ

اس کتاب کی تکمیل میں اصحابِ ذیل نے میری بہت امداد فرمائی ہے۔ مَیں خلوصِ دل سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں:۔

۱۔ پروفیسر مولانا عبدالقدوس صاحب، صدرِ شعبۂ اسلامیات پشاور یونیورسٹی۔

۲۔ پروفیسر مولانا ظفر اقبال صاحب ایم۔اے۔ لاہور۔

۳۔ پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عبداللہ۔ ایم۔اے۔ ڈی لٹ۔ صدرِ شعبۂ دائرۂ معارفِ اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

۴۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر۔ پرنسپل اورینٹل کالج لاہور۔

۵۔ کرنل خواجہ عبدالرشید۔ ناظمِ اعلیٰ سنٹرل جناح ہسپتال، کراچی۔

۶۔ پروفیسر عبدالمنان عمر۔ نائب مدیر دائرۂ معارفِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

۷۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر ایم اے۔ ڈی لٹ۔ سیکرٹری، دائرۂ معارفِ اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

۸۔ چودھری غلام محمد صابری۔ ایم۔اے۔ ناظمِ کتاب خانۂ دارالعلوم دولتی۔ کیمبلپور۔

۹۔ مولانا ماہر القادری۔ کراچی۔

۱۰۔ مرزا محمد باقر۔ کتابدارِ جامعۂ پشاور۔

والسلام

برق۔

آغازِ تحریر۔ ۳ر فروری سنہ ۱۹۶۸ء

تکمیل۔ ۱۱ر مئی سنہ ۱۹۶۸ء

الف

۱۔ ابراہیم بن حریری۔ (۱۵۲۸ء۔ زندہ)۔ اس کے سوانح کہیں سے نہیں مل سکے۔ نظامی بدایوانی نے اپنی قاموس میں اتنا ہی لکھا ہے کہ یہ عہدِ بابر (۱۵۲۶ء۔۱۵۳۰ء) کا ایک مؤرّخ تھا۔ جس نے تاریخِ ہند از ابتدا تا بابر، تاریخِ ابراہیمی کے عنوان سے لکھی اور ۱۵۲۸ء میں بخدمتِ بابر پیش کی۔

(قاموس المشاہیر۔ ج۔ ا صد۱۴)

۲۔ ابراہیم بن محمد بن سعید بن ہلال بن عاصم بن سعد الثقفی (۸۹۷ء) کوفہ میں پیدا ہوا۔ پھر وہاں سے ہجرت کر کے اصفہان چلا گیا۔ اور وہیں وفات پائی۔ اعتقاداً زیدی[1] شیعہ تھا۔ لیکن بعد میں امامیہ بن گیا۔ یاقوت نے معجم الادباء میں اس کی تصانیف کی ایک طویل فہرست دی ہے جن میں سے بیشتر تاریخی ہیں۔ چند نام یہ ہیں:

۱۔ کتاب المغازی	۳۔ السّقیفہ
۲۔ الرِّدّة	۴۔ مَقتلِ عثمان

---

[1] زیدیہ: زید بن علی بن حسین بن علیؓ کے پیرو جو خلفائے ثلثہ کو مومن سمجھتے تھے اور حضرت علیؓ کی افضلیت کے قائل تھے۔

امامیہ: بارہ اماموں کی امامت کے قائل۔ تمام صحابہؓ کے مدّاح۔ موجودہ قرآن کی صحت پہ ایمان رکھنے والے ان میں اور اہلِ سنّت میں صرف اتنا سا فرق ہے کہ یہ حضرت علیؓ کو سب سے بہتر سمجھتے تھے۔
(بدر الدجیٰ۔ محمد جہانگیر خان صد۱۷۰)

۵۔ کتاب الشوریٰ
۶۔ " قیام الحسن بن علیؓ
۷۔ " مقتلِ حسینؓ
۸۔ " فدک
۹۔ " اخبارِ عمرؓ
۱۰۔ " اخبارِ عثمانؓ
۱۱۔ " التاریخ
۱۲۔ " بیعۃ امیرالمومنین
۱۳۔ " الجمل
۱۴۔ " النہروان
۱۵۔ " الحکمین
۱۶۔ کتاب رسائل امیرالمومنین و اخبارہ وحروبہ۔
۱۷۔ کتاب مقتلِ امیرالمومنین۔
۱۸۔ " اخبارِ المختار
۱۹۔ " فضلِ الکوفۃ ومن نزلھا من الصحابۃ
۲۰۔ کتاب السیر
۲۱۔ " یزید
۲۲۔ " ابن الزبیر
۲۳۔ " من قتل من آلِ محمد
وغیرہ۔

(معجم الادباء۔ ج۔ ۱، ص ۲۹۴)

۳۔ ابراہیم ابوعبداللہ بن محمد بن عرفہ بن سلیمان بن المغیرہ بن حبیب المہلب الازدی (۸۵۹ء-۹۲۶ء)۔ بصرے کے مشہور نحوی ولغوی المبرد (۸۹۸ء) کا شاگرد۔ اس کی وفات بغداد میں ہوئی۔ اندازاً بارہ کتابوں کا مصنف ہے۔ مثلاً کتاب غرائب القرآن، کتاب القوافی، کتاب الامثال وغیرہ۔ ان میں تاریخ کی کتاب ایک ہی ہے۔ عنوان: کتاب التاریخ۔

(الفہرست ص ۱۳۷)

۴ ۔ ابراہیم خان (۱۷۹۴ء) پٹنہ کے رہنے والے، جنھیں ہندوستان کا ایک والسرائے لارڈ ہیسٹنگز اپنا دوست سمجھتا تھا۔ گو آپ انگریزی سے ناآشنا تھے تاہم آپ لارڈ کارنوالس کے زمانے میں بنارس کے مجسٹریٹ رہے۔ آپ نے تین تذکرے لکھے تھے:۔

(۱) گلزارِ ابراہیم ۔ اردو شعراء کا تذکرہ ۔

(۲) صُحُفِ ابراہیم ۔ فارسی " "

(۳) خُلاصَۃُ الکلام ۔ " "

گلزارِ ابراہیم کو اُردو ادب میں بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ اوّل اِس لئے کہ یہ مُفصّل ہے اور دوم، اس لئے کہ اِس میں شُعراء کے سوانح محنت سے فراہم کئے گئے ہیں۔

(شُعرائے اُردو کے تذکرے ۔ ص ۵۸)

۵ ۔ اِبن الاَبّار (۱۱۹۹ء ۔ ۱۲۶۰ء) ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن احمد بن ابی بکر القضاعی ۔ ایک عرب مؤرّخ ۔ بنو قضاع کا رکن ۔ بلنسیہ (اندلس) میں پیدا ہُوا اور پھر تونس میں جا آباد ہُوا ۔ جب یہ تعلیم سے فارغ ہُوا تو اسے اندلس کے ایک محدّث ابو الرّبیع بن سالِم نے ابنِ بَشکُوال (۱۱۸۳ء) اندلسی کی مشہور تصنیف کتابُ الصِّلہ[1] کا تکملہ لکھنے کی ترغیب دی ۔ یہ تکملہ ۱۸۸۹ء میں میڈرڈ (ہسپین) سے شائع ہُوا ہے ۔ اس کی ایک اور کتاب المعجم فی اصحاب القاضی ابی علی الصدفی ۱۸۸۶ء میں

---

[1] کتاب الصِّلہ میں اندلس کے عُلماء و اعیان کے تراجم ہیں ۔

میڈرڈ سے شائع ہوئی تھی۔

۱۔ (وجدی - ج ۱، ص۱۰)

۲۔ (دماپ - ج ۱، ص۴۰۳)

۳۔ (دمام - ج ۱، ص۶۷)

۶۔ ابنِ ابی اصیبعہ (۱۲۰۳ء-۱۲۷۰ء) موفق الدین ابوالعباس احمد بن القاسم السعدی الخزرجی، دمشق میں پیدا ہوا۔ کچھ تعلیم دمشق میں اور کچھ قاہرہ میں حاصل کی۔ مشہور ماہرِ نباتات، ابنُ البیطار اندلسی (۱۲۴۸ء) کا بھی شاگرد رہا (ابنُ البیطار کی ساری زندگی ایوبیانِ مصر، الملک الکامل اور الملک الصالح کے درباروں میں بسر ہوئی تھی) یہ پہلے قاہرہ کے ایک شفاخانے میں طبیب تھا۔ پھر امیرِ صرخد کا طبیبِ خاص بن کر قاہرہ سے چلا گیا۔ اس کی شہرت اس کی کتاب عیون الانباء فی طبقات الاطباء کی وجہ سے ہے۔ اس میں چھ سو حکماء و اطباء کے تراجم ہیں۔ اس کے ایک باب[1] میں ہندوستان کے ویدک طبیبوں کا بھی ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سنسکرت کا بھی فاضل تھا۔ اِسکی چند دیگر تصانیف یہ ہیں:-

(۱) کتاب التجارب والفوائد۔

(۲) کتاب حکایات الاطباء۔

(۳) کتاب اصابات المنجّمین۔

یہ تینوں ناپید ہیں، صرف عیون الانباء موجود ہے جو مصر، بیروت، حجاز اور ہند کے بعض کتب فروشوں سے آج بھی مل سکتی ہیں۔

۱۔ (دماپ ج ۱، ص۴۰۴)
۲۔ (دمام ج ۱، ص۶۹)

۷ ۔ ابنِ ابی البغل ۔ ابوالحسین محمد بن یحییٰ بن ابی البغل کے متعلق ابنِ ندیم نے صرف اتنا ہی لکھا ہے کہ یہ عہدِ مقتدر عباسی (۹۰۸ - ۹۳۲ء) کا شاعر و مؤرخ تھا ۔ دیوان کے علاوہ یہ ایک کتاب بھی چھوڑ گیا ہے ۔ عنوان ہے ، کتابُ فتح البصرہ ۔

(الفہرست ۔ صہ ۲۰۳)

۸ ۔ ابنِ ابی خَیثمہ

ابوبکر احمد بن زہیر بن حرب بن شداد (۸۹۳ء) نسا (خراسان کا ایک شہر) کا رہنے والا ، امام احمد بن حنبل کا شاگرد ۔ محدث ، فقیہہ اور مؤرخ ۔ اعتقاداً قدریہ تھا ، یعنی انسان کو اعمال میں مختار سمجھتا تھا ۔ ابنِ ندیم نے اس کی تین کتابوں کا ذکر کیا ہے ، جن میں سے دو تاریخی ہیں ۔ یعنی کتاب التاریخ اور کتاب اخبار الشعراء اور تیسری کتاب کا نام کتاب الاعراب ہے ۔ اس کا بیٹا محمد بھی کتاب التاریخ کا مصنف تھا ۔

(فہرست ، صہ ۳۳۵)

۹ ۔ ابنِ ابی الدّم

قاضی شہاب الدین بن ابراہیم بن عبداللہ بن عبدالمنعم بن علی محمد الشافعی (۱۲۴۵) حَماۃ (شام) کے قاضی تھے ۔ آپ نے ملّتِ اسلامیہ کی تاریخ چھ جلدوں میں تاریخ المظفری کے عنوان سے لکھی تھی ۔ اس کا ایک نسخہ خدا بخش لائبریری ، بانکی پور ، پٹنہ میں موجود ہے ۔ نمبر ۲۸۶۸ ۔

(اسلامی انسائیکلوپیڈیا ، پٹنہ ۔ ج ۔ ۱ ، صہ ۱۷۱)

۱۰ ۔ ابنِ ابی الدُّنیا ۔

ابوبکر عُبید اللہ (عبداللہ) بن محمد بن عُبید القرشی (۸۲۴ - ۸۹۵ء) المکتفی عباسی (۹۰۲ - ۹۰۸ء)

کا (بایّام شاہزادگی) اُستاد رہا۔ براکلمان نے الفہرست کے حوالے سے اُسکی اُنیّس کتابوں کے نام دیئے ہیں ۔ (دماپ ۔ج ۔۱ ،ص۴۰۹) ۔ لیکن مقامِ حیرت ہے کہ اُس نے دو تاریخوں یعنی؛ کتاب اخبارِ قریش اور کتاب تزویج فاطمہ اور دس دیگر کتابوں یعنی؛

کتاب النوّادر	کتاب الحلم
" الرغائب	" زُہد مالک بن دینار
" الموقف	" الصبّر
" القراءۃ	" التقویٰ
" فقرالنبی	" الاصوات

کا نام تک نہیں لیا۔ حالانکہ ان کا ذکر الفہرست میں موجود ہے۔ براکلمان کی فہرست میں سے چند نام یہ ہیں :۔

اَلفرَج بعد الشّدۃِ (اسی نام کی ایک کتاب المدائنی کی طرف بھی منسوب ہے) کتاب الاشراف ، کتاب العقل ، کتاب الشکر ، کتاب ذمّ الملاہی ، کتاب الجوع ، کتاب ذمّ المُسکر ، کتاب الرقّۃ والبکاءِ ، کتاب الہواتف وغیرہ۔

۱۔ (دماپ ۔ج ۔۱ ، ص۴۰۹)

۲۔ (والفہرست ج ۔ ص۲۶۲)

۱۱ - ابنِ ابی دینار (۱۶۹۸ء - زندہ)

ابو عبداللہ محمد بن ابی القاسم الرُّعینی قیرواں (مراکش) کا ایک مؤرّخ جس نے ۱۶۸۱ء یا ۱۶۹۸ء میں اُلمونسُ فی اخبارِ افریقیۃ و تونس کے عنوان سے تونس و مراکش کی ایک تاریخ لکھی تھی، جس کے آٹھ حصے تھے۔

حصّہ اوّل	تُونس کا ذکر
حصّہ دوم	افریقیہ کا ذکر
حصّہ سوم	مسلمانوں کی فتح افریقیہ کا ذکر
حصّہ چہارم	عبَیدیوں کی تاریخ
حصّہ پنجم	صنہاجہ کے حالات (صنہاجہ: قومے است بدیارِ مغرب از اولادِ صنہاجِ حمیری۔ منتہی الارب۔ صنہج")
حصّہ ششم	بنو حفص (اُمرائے تونس از ۱۲۲۸ء تا ۱۵۳۴ء) کا ذکر۔
حصّہ ہفتم و ہشتم	تُرکوں کی تاریخ۔

(دماپ۔ ج۱۔ ص۴۱)

۱۱۔ ابن ابی الرّجال (۱۶۲۰ء۔ ۱۶۸۱ء)

پُورا نام احمد بن صالح یمن کا رہنے والا۔ اعتقاداً زیدی شیعہ۔ یمن میں تعلیم پائی۔ اور وُہیں خطیب وکاتب رہا۔ اِس کی تصانیف یہ ہیں:۔

۱۔ مَطلَعُ البُدُور و مجمع البحُور (اس میں عراق ویمن کے تیرہ سو زیدی اَعیان کا ذکر ہے)۔

۲۔ اس نے ابنِ جلال کی المشجر (زیدی اماموں کے اَنساب) کے حاشیئے پر فرقۂ زیدیہ کی تاریخ لکھی۔

لے عبیدی: عبید المکتّب کے پیرو جن کے عقائد یہ تھے کہ شرک کے سوا باقی تمام گُناہ مُعاف ہو جائیں گے۔ خواہ وہ کیا ئر ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ کا علم اور اُس کا کلام عینِ ذات نہیں اور کہ انسان خدائی صُورت پہ پیدا ہوا ہے۔

(الملل والنحل۔ شہرستانی۔ ج ۱۔ ص۱۴۰)

۳۔ تیسیرُ الاعلام (مفسرین کے حالات)

۴۔ اِعلام الموالی (امامتِ علیؓ پہ دلائل)

۵۔ تذکرۃ القلوب (حیاتِ موسیٰؑ پر)

دماپ میں اسکی سترہ کتابوں کا ذکر ہے۔

(دماپ ۔ ج ۔ ۱ ، ص۴۱۳)

۱۳۔ ابنِ ابی زرع (۱۳۲۶ء ۔ زندہ)

ابوالحسن (ابوعبداللہ علی یا ابومحمد) صالح بن عبدالحلیم الغرناطی الفاسی مؤرخ المغرب کہلاتا ہے۔ اس کی دو کتابیں تاریخی ہیں:۔

۱۔ زُہرۃ البُستان فی اخبار الزمان (یہ کتاب گم ہوچکی ہے)۔

۲۔ الانیس المُطرب بروض القرطاس فی اخبارِ ملوکِ المغرب و تاریخ مدینۃ فاس (اس میں ۱۳۲۴ء تک کے امرائے مراکش کا ذکر ہے)۔

ابنِ خلدون نے بھی اِس کتاب کا کئی مرتبہ ذکر کیا ہے۔ چار سو سال بعد محمد بن قاسم بن زاکور (۱۷۰۸ء) نے ایک تاریخی کتاب 'المُعربُ المبیُن' کے نام سے لکھی تھی جس کا مواد الانیس سے ماخوذ تھا۔ الانیس فاس سے ۱۸۹۶ء میں شائع ہوئی۔ اس کا ترجمہ لاطینی، جرمنی، پُرتگالی اور فرانسیسی میں ہوچکا ہے۔

{دماپ ۔ ج ۔ ۱ ۔ ص۴۱۴
{دمام ۔ ج ۔ ۱ ۔ ص۷۹

۱۴۔ ابنِ ابی طاہر طَیفُور، ابوالفضل احمد (۸۲۰ء ۔ ۸۹۴ء)

بغداد کا رہنے والا، کاتب و کتب فروش ۔ اِس نے سَرقاتُ الشعراء (شعراء کی چوریاں)

رکھ کر بہت سے شعراء کو اپنا دشمن بنالیا تھا۔ چنانچہ جواباً انھوں نے اس پر عربی زبان سے جہالت، سرقۃ الاشعار اور شعر غلط پڑھنے کے الزام عائد کیے۔ لیکن المسعودی، (مروج۔ ۲۔ ص ۳۳۳) اور خطیب بغدادی اس کے علم و فضل کے مداح ہیں۔ اس کی تصانیف :۔

۱۔ تاریخ بغداد (صرف چھٹی[1] جلد، جو برٹش میوزیم میں موجود ہے۔ اُس کا جرمنی ترجمہ ۱۹۰۸ء میں لیپزگ سے شائع ہوا تھا۔)

۲۔ کتاب القاب الشعراء

۳۔ " سرقات الشعراء

۴۔ " اسماء الشعراء الاوائل

۵۔ " سرقات البحتریین

۶۔ " الجامع فی الشعراء و اخبارھم۔

۷۔ " لسان العیون

۸۔ " فی اختیارات اشعار الشعراء

۹۔ " فضل العرب علی العجم

۱۰۔ " الخیل

۱۱۔ " سرقات البحتری

۱۲۔ " المؤلفین

۱۳۔ " المعروفین من الانبیاء

---

[1] یہ عہد عباسیہ کے چودہ برس (۸۲۰ - ۸۳۴ء) کی تاریخ ہے۔

۱۴ - کتاب الملک البابلی والملک المصری

۱۵ - " اخبار مروان وآلِ مروان

۱۶ - " اخبار ابن ہرمہ

اندازاً پنتالیس کتابوں کا مصنف۔ لیکن دماپ نے صرف دو کتابوں (تاریخِ بغداد اور کتاب المنثور والمنظوم) کا ذکر کیا ہے۔

اس کی کتاب 'بغداد' ایامِ مہتدی باللہ (۸۶۹ - ۸۷۰ء) تک تھی۔ اس میں اسکے بیٹے عبداللہ نے معتمد (۸۷۰ - ۸۹۲ء) سے مقتدر (۹۰۸ - ۹۳۲ء) تک کے واقعات کا اضافہ کیا۔

(دماپ - ج - ۱ - ص ۱۴۶ ، معجم الادباء - ج ۱ ، ص ۱۵۲ ، الفہرست ، ص ۲۱۵)

۱۵ - ابنِ ابی العافیتہ (۱۵۵۲ - ۱۶۱۶ء)

ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن احمد بن علی بن عبدالرحمٰن بن ابی العافیتہ، فقیہ شاعر اور مدرس تھا۔ زندگی کا آخری حصہ فارس میں بحیثیتِ مدرس گذارا۔ اس نے تیرہ کتابیں لکھیں۔ ان میں سے ایک جُذوۃُ الاقتباس، فارس کی تاریخ ہے اور دُوسری دُرّۃُ الحجال' اسماء الرجال پر۔

(نگار، علمائے اسلام نمبر - جنوری ۱۹۵۵ء ص ۴۲)

۱۶ - ابنِ اثیر عزّ الدین ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری الموصلی (۱۱۶۰ - ۱۲۳۳ء)

عراق کی ایک بستی جزیرۂ ابن عمرو میں پیدا ہوا۔ موصل، بغداد اور شام میں تعلیم پائی پھر موصل ہی میں سکونت اختیار کرلی اور بقیّہ زندگی تصنیف و تدریس میں گذار دی۔

حدیث، انساب اور تاریخ کا بہت بڑا فاضل تھا۔ اِس کی تصانیف یہ ہیں:۔

۱۔ کتاب الکامل فی التاریخ۔ (اس میں ابتدائے عالم سے ۱۲۳۱ء تک کے واقعات ہیں۔ نہایت اہم اور قابلِ اعتماد کتاب ہے)۔

۲۔ اُسدُ الغابہ فی معرفۃ الصحابہ۔ (ساڑھے سات ہزار صحابہ کے تراجم)

۳۔ لُباب اللباب فی معرفۃ الانساب (سمعانی کی کتاب الانساب کا اختصار)

۴۔ التاریخ الاتابکی۔ (اتابکانِ موصل کی تاریخ)

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ صہ ۱۴)

(نوٹ) ابن الاثیر نام کے دو اور عالم بھی ہو گذرے ہیں۔

اوّل: مجدالدین ابوالسعادات المبارک بن محمد ابن الاثیر (۱۲۱۰ء)۔ یہ اوپر والے ابن الاثیر کا بڑا بھائی تھا۔ اپنے عہد کا مشہور محدّث، جامع الاُصول اور کتاب النہایۃ (دونوں حدیث پر) کا مصنّف۔

دوم: ابوالفتح نصراللہ بن ابی الکرم (۱۱۶۳ء-۱۲۳۹ء) ابن الاثیر کا چھوٹا بھائی، ادیب اور شاعر۔ المثلُ السائر (بلاغت) اور المعانی المخترعہ (انشاء) کا مصنّف۔ (دماپ۔ ج۔ ۱۔ صہ ۱۹-۱۴۷)

۱۷۔ ابنِ اِسحاق (۷۶۸-۹ء)

ابوعبداللہ محمد بن اسحاق کا دادا یسار عراق سے گرفتار ہو کر مدینے پہنچا تھا۔ مدینے ہی میں پیدا ہُوا۔ تعلیم سے فارغ ہو کر اسے حضورصلعم کی سیرت جمع کرنے کا خیال آیا یہ مواد اُس نے تین جلدوں میں جمع کیا یعنی:۔

۱۔ کتاب المبداء و قصص الانبیاء (حضورؐ کے حالات بعثت تک)۔

۲۔ کتاب البعث'۔ (واقعات از بعثت تا ہجرت)

۳۔ کتاب المغازی'۔ (مدنی زندگی)

بعد میں ابنِ ہشام (۸۲۹ء) نے اِن تینوں حصّوں کو مختصر کرکے کتاب سیرۃ رسُول اللہ مرتّب کی۔ کتاب کا معرُوف نام سیرۃ ابنِ ہشام ہے۔

یاقوت نے (معجم الاُدباء۔ ج۔ ۶۔ ص ۴۰۱) ابنِ اسحاق کی ایک اور تاریخی کتاب کا بھی ذکر کیا ہے۔ عنوان: کتاب الخُلفاء۔

ایک اور ابنِ اسحاق:۔ اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن حمّاد بن زید بن درہم (۸۹۶ء) تھا۔ مالکی فقیہہ اور مؤرّخ۔ کتاب المغازی (تاریخ)۔ احکام القرآن۔ المبسُوط اور احوال القیامہ کا مصنّف۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ ص ۴۲۰، معجم الاُدباء۔ ج۔ ۶۔ ص ۱۰۴)

۱۸۔ ابنِ اِسفندیار (۱۲۱۶ء۔ زندہ)

محمد بن الحسن، طبرستان کا رہنے والا جسے اُس وقت کے والی رُستم بن اُردشیر کی سرپرستی حاصل تھی۔ قضاءً رستم قتل ہوگیا اور یہ ۱۲۱۰ء میں طبرستان سے نکل کر پہلے بغداد اور پھر رَے میں پہنچا، وہاں سے خوارزم گیا اور پانچ سال تک وہاں رہا۔ یہی وہ زمانہ ہے جب اس نے تاریخِ طبرستان لکھی تھی۔ اس میں خاندانِ وُشمگیر (جو طبرستان پر ۹۲۸ء سے ۱۰۴۲ء تک حکمران رہا) آلِ بُویہ، غزنویوں اور سلاجقہ کے تحت طبرستان کے واقعات بیان کیئے ہیں۔ براؤن نے ۱۹۰۵ء میں اس کتاب کا انگریزی ترجمہ کیا تھا۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ ص ۴۲۳)

۱۹ـ ابنِ اعثم الکوفی، ابو محمد احمد (۹۲۶ء)

اس کی صرف تین تصانیف کے نام تذکروں میں ملتے ہیں ـ یعنی :ـ

۱ـ کتاب الفتوح ـ (ابتدائے خلافت سے ہارون تک)

۲ـ کتاب التاریخ ـ (المامون سے المقتدر تک کے حالات)

۳ـ کتاب المالوف ـ

ہرات کے ایک عالم محمد بن احمد بن ابی بکر المستوفی نے ۱۱۹۹ء میں کتاب الفتوح کو فارسی میں منتقل کیا تھا اور اسی کتاب کا اردو ترجمہ 'خلافتِ راشدہ' کے نام سے ۱۹۰۱ء میں دہلی سے شائع ہوا ـ

(دماپ ـ ج ـ ۱ ـ ص ۴۲۲)

۲۰ ـ ابن الاعرابی (۷۶۸ء-۸۴۶ء)

ابو عبداللہ محمد بن زیاد ـ بنو ہاشم کا مولیٰ اور کسائی[۱] کا شاگرد ابن السکیت، ابراہیم الحربی اور ابو عکرمۃ الضبیّ کا استاد تھا ـ کہتے ہیں کہ سفیان ثوری رئیس الحدیث تھا ـ امام ابو حنیفہ کوفی رئیس القیاس، الکسائی رئیس علوم القرآن اور ابن الاعرابی رئیس الفنون ـ اس کی تصانیف :

کتاب تاریخ القبائل	کتاب النوادر
کتاب الالفاظ	کتاب الخیل
کتاب الانواع	کتاب النبات

(معجم الادباء ـ ج ۷ ـ ص ۵)

---

[۱] کسائی، ابو الحسن علی بن حمزہ محدّث، نحوی اور قاری (۸۰۵ء)

۲۱۔ ابن الآلوسی محمود شکری بن عبداللہ بہاءُ الدّین (۱۸۵۷ء-۱۹۲۴ء)

آلوسی آلوس کیطرف منسوب ہے، یہ ایک شہر ہے، دریائے فرات کے مغربی کنارے پر، ابوکمال اور رمادی کے درمیان۔ اس کے باشندے سب کے سب سادات تھے۔ انھوں نے حملۂ تاتار کے وقت بغداد سے بھاگ کر آلوس میں پناہ لی اور چار سو برس بعد یہ دوبارہ بغداد چلے گئے۔ ان میں بارہ بڑے بڑے عالم ہو گذرے ہیں۔ سب کے سب مصنّف، لیکن مؤرّخ ایک ہی تھا، یعنی شکری۔ اس کی تصانیف یہ ہیں:-

۱۔ بلوغ الارب فی معرفۃ اہل العرب۔ (طبع ۱۹۱۶ء) دورِ جاہلیّت کی تاریخ۔

۲۔ تاریخِ نجد (طبع قاہرہ ۱۹۲۵ء)

۳۔ المسک الاذفر (طبع بغداد-۱۹۲۹ء) اس میں بارھویں اور تیرھویں صدی کے علمائے بغداد کا ذکر ہے۔

۴۔ امثال العوام فی مدینۃ السلام۔

(دماپ۔ ج۔۱۔ صہ ۲۲۶)

اس خاندان کے دیگر علماء کے نام اور علمی کارنامے دماپ۔ ج۔۱، صہ ۲۲۴-۲۲۶ میں دیکھیئے۔

۲۲۔ ابنِ ایاس (ایاس)، ابوالبرکات زین شہاب الدّین محمد بن احمد بن ایاس الحنفی (۱۴۴۸ء-۱۵۲۴ء)

ایک عرب وقائع نویس جو اصلاً ترک تھا۔ اس کا دادا ایاس ترک غلام تھا۔ جسے مصر کے ایک سلطان، الملک الظاہر برقوق (۱۳۸۲ء-۱۴۰۶ء) نے خرید لیا تھا۔ اس کا باپ احمد مصر میں کئی مناصب پر فائز رہا۔ یہ خود سیوطی کا شاگرد تھا اور کئی کتابوں

کا مصنّف۔ مثلاً:

۱۔ بدائع الزُّھور فی وقائع الدُّھور ۔(اس میں مصری تاریخ ایوبیوں کے زوال تک ہے)۔

۲۔ نُشقُ الازہارِ فی عجائب الاقطار (الامصار) ۔(عالمی جغرافیہ، جس میں مِصر کا ذکر تفصیلی ہے)۔

۳۔ نُزھتہ الاُمم فی العجائب والحِکَم ۔ (تاریخ کی ایک کتاب جس کا ایک مخطوطہ استنبول میں ہے)۔

۴۔ عُقودُ الجُمان فی وقائعِ الزمان (تاریخ)

(وہاپ ۔ ج ۱۔ ص ۴۲۴)

۲۳۔ ابنِ بَسّام، ابوالحسن علی بن محمد بن نصر بن منصور الکاتب الاندلسی ۔ (۹۱۵ء)

بدیہہ گو شاعر، ادیب، مؤرّخ اور اس حد تک ہجو گو کہ اس نے اپنے والد کی بھی ہجو لکھی تھی اور کئی خلفاء و وزرا کو بھی بُرا بھلا کہا تھا ۔ اس کا دادا نصر ایّامِ معتصم (۸۳۳ء۔۸۴۲ء) میں دیوان الخاتم کا ناظمِ اعلیٰ تھا۔ اس کی تصانیف:۔

۱۔ کتاب اخبار عمر بن ربیعہ۔ ۴۔ کتاب المعاقرین۔

۲۔ " " الاحوص۔ ۵۔ " دیوانِ رسائلہ

۳۔ " الذخیرۃ فی محاسن اہل الجزیرۃ۔ ۶۔ " مُناقضاتُ الشعراء

(معجم الادباء ۔ ج ۵ ۔ ص ۳۱۸)

۲۴۔ ابنِ بَشکُوال ۔ (۱۱۰۱ء ۔ ۱۱۸۳ء)۔

ابوالقاسم خَلَف بن عبدالملک بن مسعود بن موسےٰ بن بشکُوال بن یُوسف بن داحہ

(داحد، واحد یا داقہ) بن قصر بن عبد الکریم بن واقد (وافد) الخزرجی، ایک عرب تذکرہ نگار، جس کا خاندان بلنسیہ کے قریب آباد تھا۔ یہ خود قرطبہ میں پیدا ہوا۔ قرطبہ اور اشبیلیہ میں تعلیم پائی۔ اس کے اساتذہ میں ابنِ رُشد کا نام بھی ملتا ہے۔ چند تصانیف:۔

۱۔ کتاب الصلۃ فی تاریخ ائمۃ الاندلس۔ (اندلس کے عرب علماء)۔

۲۔ کتاب الغوامض والمبہمات من الاسماءِ۔ (اُن راویانِ حدیث کے ناموں کا قاموس، جن کے نام ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں)۔

۳۔ کتاب القربتہ۔ (درود کی فضیلت پر)۔

(دماپ۔ ج۔ ۱، ص ۴۳۰)

۲۵۔ ابنِ بطوطہ (لبطوطہ) (۱۳۰۴ء۔ ۱۳۷۷ء)

شرف الدین محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابراہیم ابو عبداللہ اللواطی الطنجی (۱۳۰۴ء۔ ۱۳۷۷ء) مشہور سیاح، طنجہ میں پیدا ہوا۔ بائیس سال کی عمر میں حج کے لیئے گھر سے نکلا۔ حج کے بعد عراق، ایران اور دیار بکر کی سیاحت کی۔ وہاں سے دوبارہ مکہ گیا۔ پھر مشرقی افریقہ اور کریمیا سے ہوتا ہوا قسطنطنیہ جانکلا۔ بعد ازاں دریائے والگا (روس) سے گذر کر خوارزم بخارا، افغانستان اور ہند میں وارد ہوا۔ پھر جزائر مالدیپ، سماٹرا اور چین کی سیر کی۔ ستائیس برس بعد اپنے وطن میں پہنچا۔ وہاں سے غرناطہ چلا گیا اور پھر افریقہ کے وسطی حصوں کی سیاحت کی۔ ۱۳۵۴ء میں مراکش پہنچا اور اپنے طویل سفر (چھتّر ہزار میل) کی روداد فاس کے ایک عالم ابن جُزَیّ الکلبی سے لکھوائی۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ ابن بطوطہ نے اپنا سفرنامہ خود لکھا تھا اور ابن جُزَیّ نے اس کی تلخیص تیار کی تھی۔ سفرنامہ کا نام ہے تحفۃ النظار فی غرائب الامصارِ وعجائب الاسفار۔ یہ سفرنامہ محض جغرافیہ ہی نہیں

بلکہ بقولِ براکلمان:

"اس دور کے مسلمانوں کی اجتماعی تاریخ کی ایک مفید، دلچسپ اور عبرت انگیز دستاویز بھی ہے۔"

(دہاپ۔ج۔۱۔ص۴۳۳)

۲۶۔ ابنِ بکّار (۷۸۶ء۔۸۷۰ء)

ابوعبداللہ (ابوبکر) الزّبیر بن بکّار بن عبداللہ بن مُصعَب بن ثابت بن عبداللہ بن الزّبیر القرشیؔ الاسدی المدنی الحافظ، اپنے دَور کے جیّد عُلماء میں سے تھا۔ شاعر، ادیب، مؤرّخ اور محدّث۔ خطیب بغدادی نے اس کے شاگردوں کی طویل فہرست دی ہے، جن میں ابنِ ماجہ قزوینی، ابن ابی الدنیا، ابوالقاسم البغوی اور ابوجعفر الطبری شامل ہیں۔ یہ خلیفہ متوکل عبّاسی (۸۴۷ء۔۸۶۱ء) کے ایک بیٹے مُوفّق کا اتالیق بھی رہا۔ ابنِ ندیم اور یاقوت نے اِسکی تینتیس کتابوں کے نام دیئے ہیں، چند ایک یہ ہیں:۔

۱۔ کتاب انساب قریش واخبارہم۔ (تاریخِ قریش)

۲۔ کتاب النّسب۔ (تاریخ و انساب)

۳۔ کتاب الموفّقیات۔ (تاریخی معلومات سے پر)

۴۔ کتاب ازواج النبیؐ صلعم۔

۵۔ الاخبار المنشورۃ۔

(دہاپ۔ج۔۱۔ص۴۳۴)

۲۷۔ ابنِ بی بی (۱۲۷۲ء)

ناصرالدین یحییٰ بن مجدالدین محمد ایک ایرانی مؤرّخ تھا۔ جس کی کنیّت اُس کی والدہ

(اپنے عہد کی مشہور منجمہ) سے ماخوذ ہے۔ ایشیائے صغیر کا ایک سلجوقی سلطان علاؤالدین کیقباد اوّل (۱۲۲۰ء - ۱۲۳۷ء) اس کی بہت قدر کرتا تھا۔ اس نے سلاجقۂ ایشیائے صغیر کی تاریخ "الاوامر العلائیہ فی الامور العلائیۃ" کے نام سے لکھی اور تاتاریوں کے مشہور وزیر و مؤرخ عطا ملک جوینی کی طرف منسوب کی۔

(دماپ - ج - ۱ - صہ ۴۳۵، دمام - ج - ۱ - صہ ۱۰۴)

۲۸ - ابنِ تغری بردی (۱۴۰۹ء - ۱۴۷۰ء)

ابوالمحاسن جمال الدین بن یوسف، قاہرہ میں پیدا ہوا۔ اس کا والد ایک غلام تھا۔ جو ایشیائے صغیر سے لایا گیا تھا۔ یہ خود ممالیک مصر کے دربار میں پلا اور کئی کتابیں لکھیں مثلاً:

۱۔ المنہل الصافی ۔ (۱۲۵۲ء سے ۱۴۵۱ء تک کے سلاطین، علماء اور اعیان کے تراجم، اس کا ایک خلاصہ ۱۹۳۲ء میں قاہرہ سے شائع ہوا تھا)

۲۔ النجوم الزاہرہ فی ملوکِ مصر والقاہرہ (۶۴۱ھ سے اپنے عہد تک کی تاریخ)

۳۔ حوادث الدّھور فی الایام والشہور (المقریزی کی السلوک کی ذیل)۔

۴۔ نزہۃ الرائی ۔ ۱۲۷۹ء - ۱۳۴۶ء کے حالات۔

۵۔ البحر الزاخر فی علم الاوّل والآخر ۶۵۲ء - ۶۹۰ء کے حالات

۶۔ الدلیل الشافی ۔ المنہل کا خلاصہ۔

۷۔ البشارۃ ۔ ذہبی کی کتاب الاشارۃ کا تکملہ۔

۸۔ منشاء اللطافۃ ۔ خلفاء کی تاریخ۔

۹۔ موردِ اللطافۃ ۔ خلفاء و سلاطین کی تاریخ جس کا کارلائل نے لاطینی میں ترجمہ

کیا۔ اور کیمبرج سے ۱۷۹۲ء میں شائع ہوئی۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ صفحہ ۴۴)

۲۹۔ ابنِ جُبیر (۱۱۴۵ء — ۱۲۱۷ء)

ابوالحسین محمد بن احمد (بن سعید بن جُبیر بن محمد) الکنانی یا الکنانی، مشہور عرب سیّاح جو بلنسیہ میں پیدا ہوا اور دورانِ سیاحت اسکندریہ میں وفات پائی، اس نے حرمین، کوفہ بغداد، موصل، حلب، دمشق اور کئی دیگر مقامات دیکھے اور ایک سفرنامہ رحلۃ ابن جُبیر کے نام سے مرتّب کیا۔ اس میں سسلی کے اُس دَور کی تاریخ ہے، جب وہاں ولیم وغیرہ کی حکومت تھی۔ اس کتاب کا اطالوی ترجمہ شپریلی (طبع روم۔ ۱۹۰۶ء) نے اور اُردو ترجمہ احمد علی خان شوق (طبع رام پور۔ ۱۹۰۰ء) نے کیا تھا۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ صفحہ ۴۵۹، دمام۔ ج۔ ۱۔ صفحہ ۱۱۶)

۳۰۔ ابن الجرّاح (۸۶۹ء۔ زندہ)

ابوعبداللہ محمد بن داؤد بن الجرّاح، عبداللہ بن المعتز (خلیفہ المعتز عبّاسی کا بیٹا، جو اپنے والد کی وفات کے بعد مدعیِ خلافت بن کر اُٹھا لیکن کامیاب نہ ہوا)۔ کا مشیر و ندیم اور کتبِ ذیل کا مصنّف:۔

۱۔ کتاب فی اخبارِ الشعّراء۔

۲۔ کتاب الشعر و الشعّراء۔

۳۔ کتاب من سُمّی من الشعراءِ عمرو فی الجاہلیۃ والاسلام۔

(یعنی اُن شُعرائے اسلام و جاہلیت کے حالات، جن کا نام عمرو تھا)

ابن الجرّاح کا پوتا، ابوالقاسم عبداللہ بن علی بن ابوعبداللہ محمد بھی مؤرّخ تھا۔

کتاب الاِستفادہ فی التاریخ کا مصنّف۔

(فہرست۔ صد۲-۱۹۱)

۳۱۔ ابنِ جریر (۸۴۰ء-۹۲۳ء)

ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطَّبری۔ طبرستان کی ایک بستی آمل میں پیدا ہُوا اور بغداد میں وفات پائی۔ بعد از حصُولِ تعلیم، تدریس و تصنیف میں مصرُوف ہوگیا۔ اسکی شہرت اسکی مشہور تاریخ، کتاب تاریخ الرُّسُل والانبیاء والملوک و الخلفاء، کی وجہ سے ہے، جو ابن الاثیر کی 'الکامل' اور ابن کثیر کی 'البدایۃ والنہایۃ' کی ہم پایہ سمجھی جاتی ہے۔ شروع میں یہ کتاب تیس ہزار صفحات پر پھیلی ہُوئی تھی۔ پھر خود مصنّف نے اسے مختصر کر دیا۔ بعد میں کئی علماء نے اس کے تکملے لکھے۔ اِن میں سے ابو محمد عبداللہ بن محمد فرغانی اور ابُوالحسن محمد بن عبدالملک بن ابراہیم الہمدانی (۱۱۲۷ء) خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

اِس تاریخ میں ابتدائے عالم سے ۹۲۲ء تک کے واقعات ہیں۔ اِسکی دیگر تصانیف یہ ہیں:۔

۱۔ کتاب تاریخ الرجال۔

۲۔ کتاب فضائل علیؓ ابن ابی طالب۔

۳۔ کتاب فضائل ابوبکرؓ و عمرؓ۔

۴۔ کتاب فضائل العبّاس۔

۵۔ کتاب القراءت۔

۶۔ کتاب اختلافِ علماءِ الامصار۔

۷۔ کتاب مراتب العلماء

۸۔ کتاب جامع البیان۔

ابن جریر چالیس سال تک لکھتا رہا۔ اوسطاً ہر روز چالیس اوراق لکھتا تھا۔ کُل اوراق کا میزان: پانچ لاکھ چھہتر ہزار۔

(کشف الظنون۔ ج۔ ا۔ ص۲۲۷، معجم الادباء۔ ج۔ ۶۔ ص۴۲۴)

۳۲۔ ابن الجَزری (۱۳۵۰ء-۱۴۲۹ء)

شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری علم قرأت کا امام، متکلم، فقیہہ، محدث اور مؤرّخ تھا۔ دمشق میں پیدا ہُوا اور شیراز میں وفات پائی۔ ۱۳۹۱ء میں دمشق کا قاضی مقرر ہوا۔ ۱۴۰۲ء میں تیمور کا ندیم بن گیا اور تیمور کی وفات کے بعد شیراز میں مدرس رہا۔ دباپ نے اِسکی اکتیس تصانیف کی فہرست دی ہے، ان میں کچھ تاریخی بھی ہیں، مثلاً:

۱۔ غایۃ النہایہ (طبقات القرّاء)

۲۔ ذات الشفاء (حضور صلعم، خلفائے راشدین اور بعد کی تاریخ تا سلطان بایزید ثانی پر ایک طویل نظم)۔

۳۔ المولد الکبیر (سیرۃ النبی)

۴۔ تذکرۃ العلماء۔

(دہام۔ ج۔ ا۔ ص۱۱۹، دباپ۔ ج۔ ا۔ ص۴۶۲)

۳۳۔ ابن الجعابی۔

ابوبکر عمرو بن محمد بن سلام، ایک شیعہ فاضل، جو سیف الدولہ حمدانی (۹۴۴ء-۹۶۷ء) کا

ندیم تھا۔ اس نے اُن علماء کا ایک تذکرہ لکھا ہے جن کے ہاں حضرت علیؑ کی محبت دین تھی۔ عنوان: کتاب فی ذکر من کان یتدین بمحبۃ امیر المؤمنین علیؑ من اہل العلم والفضل۔

(فہرست ص۲۹۳)

۳۴ - ابن الجوزی (۱۱۱۶ - ۱۲۰۰ء)

حافظ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن ابی الحسن علی بن محمد بن عبیداللہ الجوزی البغدادی، کے ایک جد بصرہ کے ایک محلہ الجوزہ میں رہتے تھے۔ اسی بنا پر یہ سارا خاندان الجوزی کہلاتا تھا۔ حافظ جمال الدین بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ زندگی میں اس قدر کتابیں لکھیں کہ بعد از وفات آپ غسل قلم کے اُن تراشوں سے گرم کیا گیا، جو اُنکے کمرے میں جمع ہو گئے تھے۔ آپ کی طرف ڈیڑھ سو ضخیم کتابیں منسوب ہیں۔ ان میں سے تاریخی یہ ہیں:-

۱- المنتظم فی تاریخ الامم۔

۲- تاریخ بیت المقدس۔

۳- اخبار البرامکہ۔

۴- قصص الانبیاء۔

۵- تلقیح - (تاریخ و سیرت)

۶- تنذور العقود فی تاریخ العہود۔

۷- الذہب المسبوک فی سیر الملوک۔

۸- سیرۃ العمرین - (فاروقِ اعظم اور عمر بن عبدالعزیز کی سیرت)۔

۹- مناقب الامام احمد بن حنبل۔

۱۰۔ مناقب معروف الکرخی ۔

۱۱۔ کتاب فی اسماء الضُعَفاءِ (ضعیف راویوں پر)

۱۲۔ کشف النقاب عن الاسماءِ والالقاب ۔

۱۳۔ کتاب صفتہ الصفوۃ (ابو نعیمؒ اصفہانی کی حلیتہ الاولیاء کا اختصار ۔ اس میں بلاد و طبقات کے لحاظ سے صوفیاء کے تراجم ہیں)۔

۱۴۔ کتاب الحثّ علی حفظ العلم و ذکر کبار الحفاظ (حفاظِ حدیث کے حالات بہ ترتیبِ ہجا)۔

۱۵۔ کتاب القُصّاص والمذکّرین (جعلی و مضحکہ خیز قصّے گھڑنے والوں کا ذکر)۔

(دباپ ۔ ج ۔ ۱ ۔ ص۴۶۶ ۔ ۲ ۔ عقود الجواہر ۔ ص۳۹ ۔ ۴۵)

۳۵۔ ابن الجوزی (سبط)

شیخ شمس الدین ابو المظفر یوسف بن فرغلی بن عبداللہ بغدادی (۱۱۸۶ء۔۱۲۸۶ء) بڑے ابن الجوزی کا نواسہ تھا۔ (اُن کی دختر رابعہ کا فرزند)۔ بعد از تعلیم دمشق میں خطیب مدرس رہا اور وُہیں وفات پائی۔ اس کی تصانیف :۔

۱۔ مرآۃ الزمان فی تاریخ الاعیان ۔ (۴۰ جلدیں، اس کے بعض حصے شکاگو (۱۹۰۷ء) اور پیرس (۱۸۷۲ء) سے شائع ہو چکے ہیں، لیکن باقی کتاب غیر مطبوع ہے)۔

۲۔ تذکرۃ خواصِ الامّۃ بذکر خصائصِ الائمّۃ۔ (تہران سے ۱۸۶۸ء میں شائع ہوئی)

۳۔ تفسیر القرآن ۔

۴۔ شرح الجامع الکبیر ۔ (وجدی ۔ ج ۔ ۱۰ ۔ ص۴۶۵)

۳۶۔ ابن الحاجب۔

ابوالحسین عبدالعزیز بن ابراہیم عرف ابن حاجب النعمان، عراق کے بویہی امیر معزالدولہ (۹۳۲ - ۹۶۷ء) کے ہاں ملازم تھا۔ اس کے پاس ایک بہت بڑی لائبریری تھی۔ ابن ندیم نے اس کی دو تاریخی کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ یعنی :۔

۱۔ معجم الشیوخ۔ ۲۔ اخبار النساء۔

(فہرست صہ ۱۹۹)

ابن حاجب نام کا ایک اور عالم بھی تھا۔ جمال الدین عثمان بن عمر بن ابوبکر بن یوسف مصری (۱۱۷۵ - ۱۲۴۹ء) نحوی و عروضی۔ کوئی درجن بھر کتابوں کا مصنف۔ (ملاحظہ ہو، دماپ، ج۔ ۱۔ صہ ۴۷۵)۔

۳۷۔ ابن الحائک۔ (۹۴۳ء)

حسن بن احمد بن یعقوب الہمدانی۔ ادیب و مؤرخ، جس کی صرف دو کتابوں کے نام ملے ہیں :۔

۱۔ کتاب الاکلیل۔ (اس میں قحطان کے احوال و مفاخر، یمن کے حالات اور حمیر کی تاریخ (مع انساب) ہے۔

۲۔ کتاب جزیرۃ العرب۔ (اس میں عرب کا جغرافیہ اور عربوں کے حالات ہیں)۔

(معجم الادباء۔ ج۔ ۷۔ صہ ۹)

۳۸۔ ابن حبان (۸۸۵ء - ۹۶۵ء)

ابوحاتم محمد بن حبان التمیمی البستی، سجستان کے ایک شہر بست میں پیدا ہوا، سمرقند میں قاضی بھی رہا اور وہیں وفات پائی۔ یہ نبوت کو کسبی سمجھتا تھا۔ اس کے اساتذہ میں

امام نسائی بھی تھے۔ تصانیف :۔

۱۔ مشاہیر علماءِ الامصار۔

۲۔ کتاب الثقات۔ (راویانِ حدیث)

۳۔ روضۃ العقلاء۔ (اخلاق و ادب)

۴۔ کتاب التقاسیم والانواع۔ (احادیث کا مجموعہ)

۵۔ طبقات الاصبہانیّۃ۔

۶۔ کتاب مناقب الشافعی۔

۷۔ کتاب مناقب مالک بن انس۔

۸۔ کتاب التابعین۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ صـ ۴۷۶، معجم الادباء۔ ج۔ ۱۔ صـ ۱۶۴)

۳۹۔ ابن حِبّان۔

ابراہیم بن سلیمان بن عبداللہ التیمی الکوفی، کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ یاقوت نے اتنا ہی لکھا ہے کہ وہ ایک فاضل مؤرخ تھا، کتب ذیل کا مصنّف :۔

۱۔ کتاب اخبار ذی القرنین۔

۲۔ کتاب اخبار جُرہُم۔

۳۔ کتاب اِرم ذات العماد۔

۴۔ کتاب الدعاء۔

۵۔ کتاب المناسک۔

(معجم الادباء۔ ج۔ ۱۔ صـ ۱۶۴)

۴۰۔ ابن حُبَیب؛ بدرالدّین ابو محمد الحَسَن بن عمر الدمشقی الحلبی (۱۳۱۰ء - ۱۳۷۷ء)
مؤلد: دمشق، حلب میں تعلیم پائی اور وہیں فوت ہُوئے۔ اس کی صرف دو تصانیف
کے نام ہم تک پہنچے ہیں۔

اوّل: دُرّۃ الأَسْلاک فی مُلک الاتراک۔ (اس میں ممالیکِ مصر کے حالات
(۱۲۵۰ء - ۱۳۷۵ء) درج ہیں۔ اس میں اس کے بیٹے طاہر نے ۱۴۰۰ء
تک کے واقعات کا اضافہ کیا تھا)۔

دوم: نسیم الصبا۔ (غالباً ادبی کتاب ہے)

(دماپ - ج - ۱ - ص ۲۷۷)

۴۱۔ ابن حَبیب: محمّد بن حَبیب ابوجعفر بن اُمیّہ بن عمرو (۸۶۰ء)
ایک عرب لغوی، قُطرب اور ہشام بن محمد الکلبی کا شاگرد، بغداد میں پیدا ہُوا اور
سامرا[1] میں وفات پائی۔ اس کی تصانیف:۔

۱۔ کتاب من نُسِبَ الٰی اُمّہٖ من الشعراءِ۔
۲۔ مُختلِفُ القبائل و مُوتلفُھا۔ (عرب قبائل کے ناموں میں اختلاف و مشابہت)
۳۔ کتاب المُنمّق۔
۴۔ کتاب المُحبّر۔

اسی کنیّت کے دو اور عالم بھی تھے۔ اوّل: ابن حبیب ابومروان عبدالملک بن
حبیب السُلمی (۸۵۳ء) غرناطہ کا ایک فقیہہ اور ایک ہزار کتابوں کا مصنّف، لیکن آج صرف

---

[1] سامراء۔ بغداد اور تکریت کے درمیان ایک بستی، دجلہ کے مشرقی کنارے پر۔
(معجم البلدان - یاقوت)

ایک رسالہ باقی ہے۔

دوم: ابن حبیب: حمزہ بن حبیب بن عُمارۃ الکوفی (۶۹۰-۷۷۵ء) سفیان ثوری کا اُستاد۔ (دماپ - ج - ا - صـ ۴۷۵)

۴۲ - ابن الحجر العسقلانی[1] - (۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)

ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد الکنانی العسقلانی المصری - مصر میں پیدا ہوئے - بُلقینی، ابن جماعہ، ابن المُلقّن اور التنّوخی کے شاگرد۔ اکتیس سال تک مصر میں قاضی رہے - ڈیڑھ سو کے قریب کتابیں لکھیں - ان میں سے تاریخی و سوانحی یہ ہیں:-

۱- الفتح الوہبی فی مناقب الامام الشاطبی -
۲- رغبۃ الناظر - (سیرت و سوانح غوث اعظم)
۳- الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ - (صحابہ)
۴- تہذیب التہذیب - (راویان حدیث کے حالات)
۵- طوالع التاسیس - (امام شافعی کے سوانح و مناقب)
۶- الدُّرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ -
۷- تقریب التہذیب - (تہذیب التہذیب کی تلخیص)
۸- طبقات المدلّسین - (مصر سے ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی) -
۹- مختصر البدایۃ والنہایۃ - (البدایۃ ابن کثیر کی تلخیص)
۱۰- الاعلام بمن ولی مصر فی الاسلام - (مسلم والیانِ مصر کی تاریخ)

---

[1] عسقلان: فلسطین کا ایک موضع غازہ و بیت جبرین کے درمیان - (معجم البلدان - ا)

۱۱۔ الایناس فی مناقب العبّاس۔

باقی تصانیف : الاتقان (فضائلِ قرآن)۔ الامالی (حدیث)۔ نظم الدّرر (دیوان) بلوغ المرام (مجموعۂ احادیث) وغیرہ۔

(عقود الجواہر۔ صـ۱۸۸-۱۹۴)، (دماپ۔ ج۔ ۱۔ صـ۴۷۹)

۴۳۔ ابن الحجر الہیتمی (۱۵۰۴ – ۱۵۶۷ء)

شہاب الدین ابوالعبّاس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن حجر الشافعی۔ بغداد کے محلّہ ابی الہیثم میں پیدا ہوئے۔ ازہر وغیرہ میں تعلیم پائی جب ۱۵۳۴ء کو تیسری مرتبہ حج کے لئے گئے تو مکّہ ہی میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ اور وہیں فوت ہوئے۔ آپ نے بحیثیتِ فقیہہ و محدّث شہرت پائی۔ لیکن آپ کی بعض تصانیف تاریخی بھی ہیں مثلاً:۔

۱۔ الخیرات الحسان۔ (امام ابوحنیفہؒ کے سوانح و مناقب)

۲۔ ریاض الرضوان فی مآثر المسندِ العالی آصف خان۔

۳۔ تحفۃ الاخبار فی مولدِ المختار۔ (موضوع معلوم نہ ہوسکا)

دیگر تصانیف:۔

الفتاوی الکبریٰ، الفتاوی الحدیثیہ، شرحِ اربعین (نووی) الزواجر (مواعظ) وغیرہ

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ صـ۴۸۲)، (دمام۔ ج۔ ۱۔ صـ۱۳۳)

۴۴۔ ابن حزم (۹۹۴–۱۰۶۴ء)

ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزم، قرطبہ میں پیدا ہوا۔ اس کا والد بلنسیہ کے امیر عبدالعزیز بن ابی الحسن عبدالرحمان بن ابی عامر المنصور (۱۰۲۱ء – ۱۰۶۱ء) اور اُس کے بیٹے عبدالملک المظفرّ (۱۰۶۱ء – ۱۰۶۵ء) کا وزیر تھا۔ خود ابنِ حزم بھی اندلس

کے ایک اُموی خلیفہ عبدالرحمان خامس (۱۰۲۳ء-۱۰۲۴ء) کا چند ہفتوں کے لئے وزیر رہا۔ جب عبدالرحمٰن خامس ایک سازش کا شکار ہو کر قتل ہو گیا تو یہ سیاست سے الگ ہو کر علمی مشاغل میں مصرُوف ہو گیا۔ یہ ایک کثیر التّصانیف مصنّف ہے۔ اِس کی تاریخی کتابیں یہ ہیں :۔

۱۔ کتاب الفِصَلِ فی المِلَلِ والاہواءِ والنِّحَلِ۔ (مذاہبِ عالم، نیز فرقوں کی تاریخ)۔

۲۔ جُمْہرۃُ الانساب۔ (اندلس اور مراکش کے عرب خاندانوں پر، طبع قاہرہ ۱۹۴۸ء)۔

۳۔ جوامع السیاسۃ۔ (سیرۃِ رسُول صلعم)

۴۔ نُقَطُ العرُوس۔ (تاریخِ خلفاء)۔

۵۔ کتاب الامامۃ والسیاسۃ۔ (خُلفاء کے حالات و مراتب)

دیگر کتب :۔

الاخلاق والسِیَر، طوقُ الحمامہ، مراتب الاجماع، کتاب الاِحکام فی اُصول الاَحکام۔

ابن حزم کا بیٹا ابُو رافع لکھتا ہے (دماپ۔ ج۔ ۱۔ ص۴۹۱) کہ "ابنِ حزم کی تمام تصانیف کی تعداد چار سَو تھی اور وُہ اَسّی ہزار صفحات پر پھیلی ہُوئی تھیں"۔ یہاں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ ابنِ حزم ایک بلند پایہ فلسفی بھی تھا۔ اس کے فلسفیانہ افکار کا مطالعہ فلسفۂ اسلام کی تواریخ نیز میری کتاب "فلسفیانِ اسلام" میں کیجئے۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ ص۴۸۵)

۴۵ - ابنِ حمّاد ابوعبداللہ محمد بن علی۔

ایک عرب مؤرّخ جو الموحدین (۱۱۳۰ء - ۱۲۶۹ء) کے بعد آیا اور ابنِ خلدون (۱۴۰۶ء) سے پہلے گذرا۔ ابن خلدون نے کتاب العبر (ج۔ ۷، ص ۴۳) میں طرابلس کے بنو خزرون کے حالات ابنِ حماد ہی سے لیئے تھے۔ اسکی کتاب "اخبار ملوک بنی عُبید" کا ایک مخطوطہ (۱۸۸۸ء) پیرس کے قومی کتب خانے میں اور دوسرا الجزائر میں ہے۔ (قومی لائبریری نمبر ۱۹۸۸)۔

(دمام۔ ج۔ ۱۔ ص ۱۴۴)، (دماپ۔ ج۔ ۱۔ ص ۴۹۶)

۴۶ - ابنِ حمدون (۱۱۰۲ء - ۱۱۶۷ء)

بہاء الدین ابوالمعالی محمد بن الحسن بغداد میں پیدا ہوا۔ عباسیوں کا درباری رہا۔ اس نے اپنی کتاب "التذکرۃ فی السیاستہ و الآدابِ الملکیۃ" میں عباسیوں کے متعلق کچھ تعریفی و طنزیہ حکایات لکھ دی تھیں۔ جس پر خلیفہ المستنجد بگڑ گیا، اُسے جیل میں ڈال دیا اور اس کی وفات جیل ہی میں ہوئی۔

یہ کتاب پچاس ابواب پر مشتمل ہے۔ اس میں تاریخ، ادب، نوادر، اشعار اور تاریخی حکایات ہیں۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ ص ۴۹۴)

۴۷ - ابن حمدیس (۱۰۵۵ - ۱۱۳۳ء)

ابو محمد عبدالجبار بن ابی بکر، مشرقی سسلی کے ایک شہر سرقوسہ میں پیدا ہوا۔ جب ۱۰۷۸ء میں سسلی پر نارمن قابض ہو گئے۔ تو یہ اندلس چلا گیا۔ وہاں پہلے اشبیلیہ کے والی المعتمد بن عبّاد سے وابستہ ہو گیا۔ ۱۰۹۵ء میں بنو حمّاد کے

حکمران منصور بن ناصر (۱۰۸۹ء-۱۱۰۵ء) اور کچھ عرصہ بعد بنو زیری کے تمیم بن المعز (۱۱۰۷ء) کے پاس چلا گیا۔ پھر اس کے بیٹے یحییٰ، پوتے علی اور پڑپوتے حسن (۱۱۴۸ء) کے ہاں رہا۔ وفات بجایہ میں ہوئی۔ اس کا دیوان روم میں دو دفعہ طبع ہو چکا ہے (۱۸۸۳ء و ۱۸۹۷ء) اس نے ایک تاریخی کتاب بھی لکھی تھی بعنوان:۔

تاریخ الجزیرۃ الخضراء من بلاد اندلس۔

(دماپ - ج - ۱ - ص۴۹۵)

۴۸ - ابنِ حَیّان (۹۸۷ء-۱۰۷۶ء)

ابو مروان حَیّان بن خَلَف القرطبی نے اندازاً پچاس کتابیں مختلف موضوعات پر لکھیں۔ ان میں سے ایک المُقْتَبَس فی تاریخ الاندلس تاریخی ہے، ساٹھ جلدوں میں لکھی تھی، لیکن اب اس کی صرف ایک جلد آکسفورڈ (باڈلین - شمار ۱۳۷) میں ہے اور ایک استنبول میں۔

(دماپ - ج - ۱ - ص۴۹۷)، (دمام - ج - ۱ - ص۱۴۶)

۴۹ - ابنِ خُرّداد بہ (۸۲۰ء-۹۱۲ء)

ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ۔ فارسی الاَصل، جس کا والد حاکم طبرستان تھا۔ خلیفہ المُعتَمَد (۸۷۰-۸۹۲ء) کا ندیم، موسیقار اور اسحاق موصلی کا شاگرد۔ اس کی تصانیف:۔

۱۔ ایرانیوں کے انساب پہ ایک کتاب۔ عنوان نامعلوم۔

۲۔ کتاب المسالک (مقامی تاریخی جغرافیہ کا ایک اہم ماخذ، تحریر۔ ۸۴۷ء)

۳۔ کتاب اللّھو والملاہی۔

(دماپ - ج - ۱ - ص۵۰۰)

۵۰۔ ابن الخطیب ذوالوزارتین (۱۳۱۳ء ۔ ۱۳۷۵ء)

دو وزارتوں (یعنی قلم اور تلوار) کا مالک ۔ پورا نام: لسان الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن سعید بن عبداللہ بن سعید بن علی بن احمد السّلمانی، یمن کے ایک قبیلے سلمان (یا شائد سلمان فارسی کی طرف نسبت ہو) سے تعلّق رکھتا تھا۔ اس کے آباء پہلے شام میں تھے وہاں سے یہ اندلس چلے گئے۔ ابن الخطیب وہیں غرناطہ کے قریب ایک بستی میں پیدا ہوا۔ ۱۳۴۸ء میں امیر غرناطہ (بنو نصر) سلطان ابو الحجّاج یوسف الاوّل (۱۳۳۳ء ۔ ۱۳۵۴ء) کا وزیر مقرّر ہوا۔ اس منصب پر وہ ۱۳۷۱ء تک رہا۔ پھر درباری سازشوں سے گھبرا کر تلمسان چلا گیا۔ اور وہاں ان سازشیوں نے کرائے کا ایک قاتل بھیج کر اسے مروا ڈالا ۔

ابن الخطیب اندازاً ساٹھ کتابوں کا مصنّف تھا، چند نام:

۱۔ الحُلَلُ المرقُومہ ۔ (تاریخی کتاب ہے)

۲۔ الاحاطۃ فی تاریخ غرناطہ ۔ (اس کی تلخیص قاہرہ نے ۱۹۰۱ء میں شائع کی) ۔

۳۔ اللّمحۃ البدریۃ فی الدّولۃ النصریہ ۔ (آخری فرمانروایان اندلس، بنو نصر کی تاریخ) ۔

۴۔ طُرفۃ العصر ۔ (بنو نصر کی تاریخ)

۵۔ الکَتیبۃ الکامنۃ فی اُدباء المأۃ الثامنۃ ۔

۶۔ رقم الحُلَل فی نظم الدُّوَل ۔ (طبع تونس ۱۸۹۸ء)

۷۔ رِحلۃُ الشّتاءِ والصّیف ۔ (سفرنامہ افریقہ)

۸۔ الحُلَلُ الموشیۃ فی ذکر الاخبار المراکشیۃ ۔ (مراکش کی تاریخ)

۹۔ کتاب اَعمال الاَعلام ۔ (اُن مسلم بادشاہوں کا ذکر جو بالغ ہونے سے

پہلے تخت نشین ہوئے۔ اس کا ایک حصہ رُوم سے شائع ہو چکا ہے ۱۹۱۰ء

۱۰۔ النُّقایہ۔ (شعراء و عُلماء کا تذکرہ)۔

{ وماپ۔ ج۔ ۱۔ ص ۵۰۱
وام۔ ج۔ ۱۔ ص ۱۵۱
عقود الجواہر۔ ص ۳۲۷ }

نوٹ:۔ دو ابن الخطیب اور بھی تھے:۔

۱۔ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن الخطیب الاندلسی المالقی (۱۱۱۵ء-۱۱۸۶ء)۔

کتاب التعریف (قرآن کے اسماء و اعلام کی تشریح) اور کتاب سیرۃ رسول اللہ صلعم کا مصنّف۔

۲۔ ابن الخطیب۔ نام مولد و حالات نامعلوم۔

تاریخ الخلفاءِ (امیہ، عباسیہ، خلفائے اندلس وغیرہ) کا مصنّف۔

(وجدی۔ ج ۳۔ ص ۷۲)

۵۱۔ ابنِ خَلّاد (۹۷۱ء)

ابو محمد حسن بن عبدالرحمان القاضی الرامہُرمزی، شاعر، ادیب اور مؤرخ شجاع الدولہ[1]

[1] امرائے بُویہ میں شجاع الدولہ تو کوئی نہیں البتہ دو ابو شجاع ضرور تھے۔ اوّل، امیرِ فارس عضدالدولہ ابو شجاع خسرو۔ جس نے فارس پر ۹۴۹ء سے ۹۸۲ء تک اور عراق و اہواز (خوزستان) پر ۹۷۷ء سے ۹۸۲ء تک حکومت کی۔ ابن خلاد ۹۷۱ء میں فوت ہو چکا تھا۔ اُس کی زندگی میں صرف یہ اُمراء برسرِاقتدار رہے۔ (۱) عماد الدولہ (فارس) ۹۳۲-۹۴۹ء۔ (۲) عضد الدولہ (فارس) ۹۴۹-۹۸۲ء (۳) معزالدولہ (عراق و خوزستان) ۹۳۲-۹۶۷ء۔ (۴) عزالدولہ (عراق و خوزستان) ۹۶۷-۹۷۷ء (۵) رکن الدولہ (ہمدان) ۹۳۲-۹۷۶ء۔ (طبقاتِ سلاطینِ اسلام۔ ص ۱۲۵-۱۲۸) اِس لیے شجاع الدولہ سے مراد یا تو عضد الدولہ ہو سکتا ہے اور یا خوزستان کے اُمراء معزالدولہ و عزالدولہ۔

کا مدّاح - بلادِ خوز میں قاضی رہا - وہاں سے رامہُرمُز (خوزستان کا ایک قصبہ جو ایران کے ایک بادشاہ ہُرمُز کی طرف منسوب ہے) چلا گیا اور وُہیں سکونت اختیار کر لی - تصانیف :-

۱- کتاب فی مختار الاخبار و الاشعار -

۲- کتاب فی اخبارِ العُشّاق -

۳- کتاب الریحانتین الحسن والحسین -

۴- کتاب مباسطۃ الوزراء -

۵ کتاب النوادرِ والشوادرِ -

۶- رسالۃُ السفر -

۷- کتاب اَمثالِ النّبی صلعم -

(معجم الادباء - ج ۳ - صفحہ ۱۴)

۵۲- ابنِ خُلدُون (۱۳۳۲-۱۴۰۶)

ولی الدّین عبدالرحمان بن محمد بن محمد بن الحَسَن کے اَسلاف یمن سے اندلس گئے تھے، الموحّدون کے زوال کے بعد ابن خلدون کا پردادا الحسن ابو زکریا[1] کی دعوت پر تونس کے ایک شہر بُونہ میں آباد ہو گیا - ابن خلدون یہیں پیدا ہُوا - (اس خاندان کا مُورثِ اعلیٰ خالد تھا جسے لوگ خلدون کہا کرتے تھے، اور اس کا ہر بیٹا اور پوتا ابن خلدون کہلاتا تھا) - بعد از تعلیم وہ ایک مَرینی امیر ابُو عِنان (ابوعنان = ۱۳۴۸-۱۳۵۸ء) کے ہاں ملازم ہو گیا - ابو سالم

[1] تونس کے حفصی اُمراء میں تین ابو زکریا تھے : ابُو زکریا یحییٰ الاوّل (۱۲۲۸-۱۲۴۹ء) اُبو زکریا یحییٰ الثانی (۱۲۷۷-۱۲۷۹ء) ابو زکریا یحییٰ الثالث (۱۴۸۸-۱۴۹۳ء) چونکہ الموحّدین کا زوال ۱۲۶۹ء میں ہوا تھا۔ اس لئے ابو زکریا سے مراد یحییٰ الثانی ہی ہو سکتا ہے جو ۱۲۷۷ء میں برسرِ اقتدار آیا تھا۔

(ابو سلیم) ابراہیم (۱۳۵۹-۱۳۶۱ء) کے زمانے میں قاضی القضاۃ مقرر ہوا۔ ۱۳۶۳ء میں غرناطہ جا نکلا۔ وہاں بنو نصر کے دربار میں دو سال رہا اور پھر لوٹ آیا۔ ۱۳۷۴-۱۳۷۸ء تک وہ اپنی تاریخ لکھتا رہا۔ ۱۳۸۲ء میں قاہرہ پہنچا۔ پہلے ازہر میں مدرس اور پھر ۱۳۸۴ء میں قاضی القضاۃ مقرر ہوا۔ ۱۳۸۷ء میں حج کیا۔ بعد ازآں قاہرہ میں بارہ برس مدرس رہا۔ ۱۳۹۹ء میں سہ بارہ قاضی مقرر ہوا۔ اور تاوفات اس منصب پہ فائز رہا۔

ابنِ خلدون تاریخ کا امام سمجھا جاتا ہے۔ اس نے مقدمۂ کتاب العبر میں تاریخ نگاری کے وہ اصول قائم کیئے ہیں جو پچھلے چھ سو برس سے مؤرخین کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ یورپ کے اہلِ قلم اس مقدمہ کو بڑی وقعت دیتے ہیں اور اسے اس دور کی بہترین تصنیف سمجھتے ہیں۔

ڈ۔ بوئر[۱] اسی مقدمہ کی بنا پر ابنِ خلدون کو فلسفیوں میں بھی شمار کرتا ہے۔ اس کے فلسفیانہ افکار کے لیئے ڈ۔ بوئر کی "تاریخِ فلسفۂ اسلام" اور میری تصنیف "فلسفیانِ اسلام" اور اصولِ تاریخ نگاری کے لیئے اس کا مقدمہ دیکھیئے۔ جس کا اردو ترجمہ بھی نکل چکا ہے۔

اس کی تاریخ بارہا شائع ہوئی۔

۱۔ اس کا ایک حصہ "بنو اغلب" ۱۸۴۱ء میں پیرس سے معہ فرانسیسی ترجمہ شائع ہوا تھا۔

۲۔ کتاب کا آخری حصہ (تاریخِ دُوَلِ مغرب) ۱۸۵۱ء میں الجزائر سے نکلا۔

۳۔ جو حصہ اسلامی ممالک پہ یورپ کی یلغار سے متعلق تھا، وہ لاطینی ترجمہ کے ساتھ اُپسلو سے ۱۸۴۰ء میں شائع ہوا۔

---

[۱] دیکھیئے۔ ڈ۔ بوئر کی تاریخ فلسفۂ اسلام"

۵۳۔ ابن خلدون، یحییٰ بن محمد بن محمد بن الحسن (۱۳۳۳ء-۱۳۷۸ء)

عبدالرحمان کا چھوٹا بھائی، جو تونس، الجزائر اور مراکش کے درباروں سے وابستہ رہا۔ ۱۳۷۵ء میں یہ الجزائر کے ایک امیر ابوحمّو موسیٰ الثانی (۱۳۵۲ء-۱۳۸۶ء) کا کاتب تھا۔ شہزادہ ابوتاشفین نے جو بعد میں ۱۳۸۶ء سے ۱۳۹۳ء تک مسند نشین رہا، کسی بات پر برہم ہو کر اسے قتل کرا دیا۔

اس کی کتاب "بُغیۃُ الرُّوّاد فی ذِکرِ الملوکِ من بنی عبدِ الواد" تاریخ الجزائر میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کا اسلوبِ تحریر شاعرانہ ہے۔ مصنف تلمسانی دربار کے شعراء اور اس دور کے علماء کا بھی ذکر کرتا ہے۔ مسٹر الفریڈ بیل (BELL) نے اس کتاب کو مع ترجمہ ۱۹۰۴ء میں الجزائر سے شائع کیا تھا۔

(داپ۔ج۔۱۔صـ۵۰۷)

۵۴۔ ابنِ خلّکان (۱۲۱۱ء-۱۲۸۱ء)

احمد بن محمد بن ابراہیم شمس الدّین بن خلّکان ابوالعبّاس البرمکی الاِربلی الشافعی، موصل کے قریب ایک شہر اِربل میں پیدا ہوا۔ دمشق، حلب اور قاہرہ میں تعلیم پائی۔ پھر مدرس بن گیا۔ ۱۲۶۱ء سے ۱۲۷۹ء تک دمشق کا قاضی القضاۃ رہا اور آخری دو برس شغلِ تدریس میں بسر ہوئے۔ اس کی شہرۂ آفاق تصنیف "وَفیات الاَعیان و اَنباءُ اَبناءِ الزّمان" کا زمانۂ تصنیف ۱۲۵۶ء-۱۲۷۴ء ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ بہ خطِ مصنّف برطانوی موزہ (برٹش میوزیم) میں موجود ہے۔ شمارہ ۱۵۰۵۔ اس میں ایک ہزار مشاہیر کے حالات ہیں۔ اس کی اشاعتیں:

۱۔ گوٹنگن ۔ ۱۸۳۷ء

۲۔ بولاق ۔ ۱۸۸۲ء

۳۔ پیرس ۔ ۱۸۴۲ء

۴۔ قاہرہ ۔ ۱۸۹۳ء

۵۔ تہران ۔ ۱۸۶۷ء

۶۔ ترکی ترجمہ استنبول ۱۸۶۳ء

۷۔ فرانسی ترجمہ ۔ ڈیسلان ۔ پیرس ۔ ۱۸۴۳ء ۔ لندن ۔ ۱۸۷۱ء ۔

(داپ ۔ ج ۱ ۔ ص ۵۰۸)

۵۵ ۔ ابنِ خلّکان (۱۲۸۴ء)

بہاءُ الدّین محمد، اُوپر والے ابنِ خلّکان کا چھوٹا بھائی تھا ۔ التاریخ الاکبر فی طبقاتِ العلماء واخبارہم کا مصنّف ۔

(داپ ۔ ج ۱ ۔ ص ۵۰۸)

۵۶ ۔ ابنِ دُبیثی (۱۲۴۰ء)

جمال الدین عبداللہ محمد بن ابی المعالی سعید الدُّبیثی، واسِط (عراق) کے ایک قصبے دُبَیث کا رہنے والا، جس نے سمعانی کی تاریخِ بغداد کی ذیل لکھی ۔ نیز واسِط کی تاریخ قلمبند کی ۔

(الزیادات علی معجم الالقاب ۔ ص ۶)

۵۷ ۔ ابنِ دُرَید (۸۳۷ ۔ ۹۳۳ء)

ابو بکر محمد بن الحسن بن دُرَید بن عتاہیہ، بصرے میں پیدا ہُوا ۔ بعد از تعلیم پہلے عُمان گیا پھر جزیرۂ ابنِ عُمر، پھر فارس اور بالآخر بغداد پہنچا ۔ جہاں المقتدر نے اُس کا

پچاس روپے ماہانہ وظیفہ باندھ دیا۔ اُردو دائرۃ المعارف نے اس کی کوئی نصف درجن کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ جن میں سے ایک بھی تاریخی نہیں۔ صرف ابنِ ندیم نے اُس کی دو تاریخی ونیم تاریخی کتابوں کے نام دیئے ہیں، یعنی:
کتاب رُواۃِ العرب اور کتاب اشتقاقِ اسماءِ القبائل۔ اس کی دیگر تصانیف:۔
کتاب الامالی۔ کتاب الاشتقاق۔ کتاب الخیل۔ کتاب الانواء وغیرہ ہیں۔

(فہرست ص ۹۸)

۵۸۔ ابنِ دُقماق (۱۴۰۶ء)

صارم الدین ابراہیم بن محمد بن اَیدُمُر بن دُقماق مصری، ایک جوشیلا حنفی، جو امام شافعیؒ کے خلاف بولتا اور لکھتا رہتا تھا۔ اسی جرم میں اسے ایک مرتبہ حبس و تازیانہ کی سزا بھی ملی۔ یہ ایک بلند پایہ ادیب و مؤرخ بھی تھا۔ اس کی تصانیف:۔

۱۔ نُزہتہ الانام۔ (تاریخ مِصر، ۷۷۹ھ تک، بارہ جلدیں)

۲۔ عِقد الجواہر۔ (ملک برقوق کی تاریخ)

۳۔ قاہرہ و اسکندریہ کی تاریخ (اَب گُم)

۴۔ کتاب الانتصار۔ (دس بڑے شہروں مثلاً بغداد، دمشق، قاہرہ، اسکندریہ وغیرہ کی تاریخ، دس جلدیں۔ صرف دو (ایک قاہرہ اور دوسری اسکندریہ) موجود ہیں

۵۔ الکنوزُ المخفیہّ فی تاریخ الصُّوفیّہ۔

۶۔ نظم الجُمان۔ (ائمۂ حنفی کی تاریخ۔ ۳ جلد)

غیر تاریخی:۔

۱۔ ترجمان الزّماں ۔ (تنظیمِ سپاہ پر)

۲۔ فرائدالفوائد ۔ (تعبیرِ رؤیا پر)

(دراپ ۔ ج ۔ ۱ ۔ ص۱۴۵) ، (درام ۔ ج ۔ ۱ ۔ ص۱۶۰)

۵۹۔ ابن الدَّیبع (۱۴۶۱ء - ۱۵۳۷ء)

ابوعبداللہ عبدالرحمان بن علی بن محمد بن عمر بن علی بن یوسف وجیہہ الدین الشیبانی، الزَّبیدی ۔ جنوبی یمن کے ایک شہر زَبید میں پیدا ہوا ۔ اور ساری زندگی وہیں گذار دی ۔ وہ صرف تین مرتبہ (حج کے لئے) گھر سے نکلا ۔ ۱۴۷۹ء ۔ ۱۴۸۰ء اور ۱۴۹۱ء ۔ آخری مرتبہ حرم میں اس کی ملاقات سخاوی (۱۴۹۷ء) سے ہوئی اور اُس سے حدیث کے کچھ سبق پڑھے، اس کی تصانیف :-

۱۔ بُغیۃ المُستَفید (زبید اور اُس کے حکمرانوں کی تاریخ، ۱۴۹۶ء تک کے واقعات ۔ اس کا لاطینی ترجمہ بوَن سے ۱۸۲۸ء میں شائع ہُوا تھا) ۔

۲۔ الفضل المزید فی تاریخ زَبید ۔ (بُغیہ کا تکملہ ۔ جس میں ۱۵۱۷ء تک کے حالات ہیں ۔ اس نے ایک اور تکملہ بھی لکھا تھا ۔ ۱۵۱۸ء تک کے حالات) ۔

۳۔ قُرۃ العُیون ۔ (یمن کی تاریخ تا ۱۵۱۷ء)

۴۔ اَحسنُ السلوک ۔ (والیانِ زبید پر ایک تاریخی نظم، جس کا ایک مخطوطہ برلن (۹۷۶۳) میں ۔ ایک موزۂ برطانیہ (۱۵۸۳) میں اور ایک کتب خانۂ خدیویہ، مصر (۱۲۸/۵) میں ہے ۔

۵۔ العقد الباہر فی تاریخ دولۃ بنی طاہر ۔

۶۔ فضائل الیمن واہلہ ۔

۷- غایۃ المطلوب - (مغفرت وغیرہ) -

(دمام ، ج ۔ ۱ ۔ صہ ۱۶۲) ، (دماپ ، ج ۔ ۱ ۔ صہ ۵۱۶)

۶۰ - ابنِ رَجَب (۱۳۳۶-۱۳۹۳ء)

زَین الدین (جمال الدین) ابوالفرج عبد الرحمان بن شہاب الدین ابوالعباس احمد بن رَجب السّلامی البغدادی ثم الدمشقی الحنبلی، بغداد میں پیدا ہُوا اور ۷۴۳ھ میں اپنی والدہ کے ہمراہ دمشق چلا گیا، زندگی بھر وُہیں رہا اور وُہیں وفات پائی۔

تذکروں میں اس کی تین درجن تصانیف کے نام ملتے ہیں۔ ان میں سے اَہم ذیل طبقات الحنابلہ ہے۔ اصحاب حنبلؒ پر پہلی کتاب "طبقات الاصحاب" الخلّال (۹۲۳ء) نے لکھی تھی۔ نابُلسی (۱۳۹۵ء) نے اس کی تلخیص تیار کی جو دمشق سے ۱۹۳۲ء میں شائع ہُوئی۔ دوسری کتاب ابن ابی یعلی الفرّاء (۱۱۳۲ء) کی طبقات الحنابلہ (یا طبقات فقہاءِ اصحاب امام احمد)۔ تیسری ابن الجوزی (۱۲۰۱ء) کی المُنتَظَم ہے۔ ابن رَجب نے الفرّاء کی کتاب پہ ذیل لکھی۔ اس میں ۱۰۶۸ء سے ۱۱۷۶ء تک کے اصحاب کا ذکر کیا ہے۔ اس کے نُسخے کتب خانۂ ظاہریہ دمشق (۶۱) بانکی پور (۲۴۶۶) اور ندوۃ العلماء میں موجود ہیں۔ ابنِ رَجب کے بعد ابنِ مُفلح (۱۴۷۸ء) العُلیمی (۱۵۲۱ء) اور ابن حُمَید المکّی (۱۸۷۸ء) نے اس سلسلے کو جاری رکھا۔

اِس کی دُوسری تاریخی کتاب وقعۃ بدر ہے اور باقی غیر تاریخی ہیں۔ چند نام: الاستخراج فی احکامِ الخراج - القواعد الفقہیۃ - اہوال القبُور - العلم النافع - اللطائف وغیرہ۔

(دماپ ، ج ۔ ۱ ۔ صہ ۵۲)

۶۱ - ابنِ زاغونی (۱۱۳۳ء)

شیخ ابوالحسن علی بن عبیداللہ بن نصر بن زاغونی، بغداد کے قریب ایک بستی زاغون میں پیدا ہوا۔ اس کی ساری زندگی بغداد میں بسر ہوئی۔ جامعِ منصور بغداد میں مدرّس رہا۔ ابن الجوزی کا اُستاد تھا۔ المنتظم میں اس کے حالات بھی درج ہیں۔ یہ فقیہہ، ادیب، مفسّر، محدّث اور مؤرّخ تھا۔ اس نے تاریخ ابن الہمدانی[1] کی ذیل لکھی۔

(معجم الالقاب، باب العین - صـ۵۳۴)

۶۲ - ابنِ السّاعی (۱۲۷۶ء)

تاج الدین علی بن انجب البغدادی کے حالات کہیں سے نہیں مل سکے۔ صرف اتنا ہی معلوم ہوا ہے کہ یہ بغداد کا ایک فاضلِ اجل اور عظیم مؤرّخ تھا۔ اس نے متعدد کتابیں لکھیں۔ جن میں سے تاریخی یہ ہیں:-

۱-	اخبار الخلفاء - ۳ جلد۔	۶-	طبقات الفقہاء
۲-	ذیل تاریخ بغداد۔	۷-	اخبار المصنّفین - ۶ جلد۔
۳-	اخبار الدّیلم۔	۸-	اخبارُ قضاۃ بغداد۔
۴-	اخبار الحلّاج۔	۹-	اخبار الادباء - ۵ جلد۔
۵	اخبارُ الوزراء۔		

(کشف الظّنون - ج - ۱ - صـ۶)

---

[1] - ابن الہمدانی دو تھے - اوّل - ابوالحسن محمد بن عبدالملک بن ابراہیم (۱۱۲۸ء) جس نے تاریخ طبری کی ذیل لکھی تھی - دوم - ابو شجاع محمد بن حسین ہمدانی، تاریخ ہمدان کا مصنّف - یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہاں کونسا مُراد ہے۔

۶۳۔ ابنُ السُّبکی (۱۳۷۰ء)

تاج الدین ابو نصر عبدالوہاب بن تقی الدین بن السبکی (السُّبکی) کا تعلّق سُبک سے تھا۔ جو بقولِ فیروز آبادی (منتہی الادب ، سُبک) "دیہے است بہ مصر"۔ آپ کی کتاب طبقات الشافعیۃ الکبریٰ کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ اس موضوع پر چند اور علماء نے بھی کتابیں لکھیں :۔

پہلی۔ ابو حفص عمر بن علی المحدّث نے۔

دُوسری۔ ابو الطّیب سہل بن محمد بن سلیمان الصعلُوکی (۱۰۱۴ء) نے۔

تیسری۔ ابو الطیب طاہر بن عبداللہ الطبری۔ (۱۰۱۵ء) نے۔

چوتھی۔ ابو عاصم محمد بن احمد العبادی۔ (۱۰۶۶ء) نے۔

پانچویں۔ ابراہیم بن علی شیرازی۔ (۱۲۷۸ء) نے۔ (اس کی ذیل ابن الساعی نے لکھی)۔

چھٹی۔ قاضی ابو محمد عبدالوہاب بن محمد شیرازی (۱۱۰۷ء) نے 'تاریخ الفقہاء' کے نام سے۔

ساتویں۔ ابو الحسن علی بن ابی القاسم البیہقی نے 'وسائل الألمعی فی فضائلِ اصحاب الشافعی' کے عنوان سے۔

آٹھویں۔ ابو النجیب عبدالقاہر سہروردی (۱۱۶۸ء) نے۔

نویں۔ ابن الصّلاح نے۔

دسویں۔ شیخ عماد الدین اسماعیل بن ہبۃ اللہ (۱۲۵۷ء) نے۔

گیارھویں۔ خود سُبکی نے۔

بارھویں۔ عُمر بن علی بن المُلقّن (۱۴۰۲ء) نے۔

تیرھویں۔ قاضی تقی الدین ابوبکر احمد بن شُہبۂ دمشقی ۱۴۴۸ء نے۔

چودھویں۔ جمال الدین عبدالرحیم بن حَسن الاسنوسی (۱۴۴۸ء دبروایتے ۱۳۷۱ء) نے۔

پندرھویں۔ قاضی قطب الدین محمد بن محمد الخیضری (۱۴۸۹ء) نے۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھیے:

(کشف الظنون۔ ج۔۲۔ ص۱۹۱ اور مقدمۂ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ۔ ص۱۱۴)

۶۴۔ ابنِ سعد (۷۸۴ء۔ ۸۴۵ء)

ابوعبداللہ محمد بن سعد بن مَنیع (یا مُعین) البصری، سُفیان بن عُیینہ، ہُشیم بن عُلَیّہ اور الوَاقدی کا شاگرد، نیز راوئ حدیث، جسے یحییٰ بن مُعین کے سِوا باقی سب ثِقہ سمجھتے ہیں۔ اس کی کتاب طبقات الکبیر تاریخی دُنیا میں بڑی شہرت رکھتی ہے۔ اس میں حضورؐ صلعم صحابہ اور تابعین وغیرہ کا ذکر خود اُس کے اپنے عہد تک ہے۔

اس کی ایک اور کتاب کا نام الطبقات الصّغیر تھا۔ الفہرست کتاب اخبار النبی کا بھی ذکر کرتا ہے۔ لیکن غالباً اس سے مراد الطبقات الکبیر کا حِصہ اوّل ہے جس کا تعلّق حضورؐ کی سیرت سے ہے۔ یہ کتاب اِن مقامات سے شائع ہو چکی ہے۔

۱۔ لیڈن۔ ۸ جلد۔ ۱۹۱۷ء

۲۔ آگرہ۔ (صرف ایک حِصّہ) ۱۸۹۱ء

۳۔ اس کا اُردو ترجمہ آج کل نفیس اکاڈمی کراچی، چھاپ رہی ہے۔

(دمام۔ ج۔ ۱۔ ص۱۹۰)

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ ص۵۴۵)

۶۵ - ابن سیّد الناس (۱۲۶۳ - ۱۳۳۴ء)

فتح الدین ابوالفتح محمد بن ابی بکر محمد بن محمد بن احمد الیعمری الاندلسی، ایک عرب سوانح نگار۔ جس نے قاہرہ و دمشق میں تعلیم حاصل کی اور پھر قاہرہ کے المدرستہ الظاہریہ میں فرائض تدریس سرانجام دیتا رہا۔ اس نے آنحضرت صلعم کی مدح میں قصیدہ بُشری اللّبیب، کے عنوان سے لکھا تھا اور آپ کے سوانح عیُون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسّیَر کے نام سے مرتب کیے۔ یہ کتاب قاہرہ سے ۱۹۳۷ء میں شائع ہُوئی تھی۔

(دماپ - ج - ۱ - ص۵۷۶)، (دمام - ج - ۱ - ص۲۰۱)

۶۶ - ابنِ شاکر الکُتبی (۱۲۸۷ - ۱۳۶۳ء)

صلاح (یافخر) الدین محمد بن شاکر الکُتبی دمشق کے قریب ایک بستی داریا میں پیدا ہُوا۔ دمشق و حلب میں تعلیم پائی۔ ذریعۂ معاش کُتب فروشی تھا۔

اِس کی تصانیف:-

۱۔ فوات الوفیات - (یہ ابن خلّکان کی وفیات کا تکملہ ہے۔ اس میں ۵۷۲ تراجم ہیں)۔

۲۔ روضتہ الاذکار - (مجموعۂ اشعار)

۳۔ عیُون التاریخ - (ابنِ کثیر کے انداز میں ۱۳۵۹ء تک کے احوال لکھے ہیں)۔ (دماپ - ج - ۱ - ص۵۷۶)

۶۷ - ابنِ شدّاد (۱۱۴۵ - ۱۲۳۵ء)

بہاءُ الدین ابوالمحاسن یوسف بن رافع موصل میں پیدا ہُوا۔ بغداد میں تعلیم پائی۔ پھر موصل میں مدرّس مقرر ہُوا۔ ۱۱۸۸ء میں بیت المقدّس کا ۱۱۹۵ء میں حلب کا قاضی بنا۔

اس کی تصانیف :-

۱- سیرۃُ السلطان الملک الناصر- (صلاح الدین ایوّبی کی سیرت، جس کا لاطینی ترجمہ لیڈن سے ۱۷۵۵ء میں، انگریزی ترجمہ لنڈن سے ۱۸۹۷ء میں اور عربی متن قاہرہ سے ۱۸۹۹ء میں شائع ہوا)-

۲- سیرۃُ الملک الظّاہر بیبَرَس- (اس کا تُرکی ترجمہ استنبول سے ۱۹۴۱ء میں نکلا)-

۳- تاریخِ حَلَب-

۴- دلائل الاحکام-

۵- ملجاء الاحکام-

۶- کتاب العصا-

(دماپ- ج-۱- صـ۵۶۷ اور دمام- ج-۱- صـ۲۱۰)

۶۸- ابنِ شَدّاد (۱۲۱۷-۱۲۸۵ء)

عزّالدین ابوعبداللہ محمد بن علی بن ابراہیم الانصاری الحَلَبی، حَلَب میں پیدا ہُوا، اور قاہرہ میں وفات پائی- بعض تذکرہ نگاروں نے اوپر والے ابنِ شدّاد کی بعض کتابیں اس کی طرف منسوب کردی ہیں- مثلاً ابن العماد اور الزِرِکْلی نے تاریخِ حلب اور سیرۃُ الملک الظّاہر کو اس کی تصانیف قرار دیا ہے، جو غلط ہے-

اِس نے شام اور الجزیرہ کے متعلّق ایک اہم کتاب لکھی تھی- یعنی:

الأَعلاقُ الخَطیرۃُ الخطیرۃ فی ذِکرِ اُمراءِ الشام والجزیرۃ- (اس کا ایک مخطوطہ واٹیکن اٹلی میں ہے- عدد ۷۳۰- عربی-
(دماپ- ج-۱- صـ۵۶۷)

۶۹ - ابن الشعّار (۱۲۵۷ء)

کمال الدّین المبارک بن ابی بکر بن حمدان بن احمد بن عُلوان الموصلی کو اشعار جمع کرنے کا بہت شوق تھا اور شعراء سے بہت دلچسپی تھی۔ اسی شوق کی بنا پر اس نے مرزُبانی کی معجم الشعراءؔ کی ذیل لکھی۔ اور اس میں ۱۲۰۴ء تک کے شعراء کا اضافہ کیا۔ اس کے بعد ایک اور کتاب عُقُود الجمان میں ۱۲۰۴ء سے اپنی وفات تک کے شعراء کے سوانح لکھے۔ (معجم الالقاب۔ ص۲۴۱)

۷۰ - ابنِ شُہبہ (۱۳۷۷-۱۴۴۸ء)

قاضی تقی الدین ابو بکر بن احمد بن محمد بن عمر الاسدی الدمشقی، کا دادا چالیس برس تک شہبہ دوران (دمشق کے قریب ایک بستی) کا قاضی رہا اور شُہبہ ہی کے نام سے مشہور ہو گیا۔

اس نے یہ کتابیں لکھیں:-

۱۔ التاریخ ۔ (جس میں ۸۱۶ء سے ۱۳۹۰ء تک کے واقعات ہیں)۔

۲۔ ذہبی کی تاریخ الاسلام کی ذیل۔

۳۔ طبقات الحنفیہ۔

۴۔ طبقات الشافعیہ۔

اس کے بیٹے ابوالفضل محمد (۱۴۶۹ء) نے اپنے والد کے سوانح لکھے تھے۔

(دماپ۔ ج۔۱۔ ص۶۳۸)

۷۱ - ابنِ شہر آشوب (۱۱۹۲ء)

عزّ الدین بوعلی محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی، ایک شیعی فقیہہ و ادیب، جس

کے حالات ابنِ حجر نے لسانُ المیزان میں اور ذہبی نے تاریخِ الاسلام میں لکھے ہیں۔ یہ ایامِ مُقتفِیَ (۱۱۳۶ء - ۱۱۶۰ء) میں بغداد گیا اور وہاں سے حَلب۔ اس کی وفات حَلب ہی میں ہوئی۔ اِس کی شہرت مناقبُ آلِ ابی طالب' کی وجہ سے ہے۔

(حاشیہ معجم الالقاب (العین) ۔ صد ۳۲۵)

۷۲۔ ابن صابی ۔ ابوالحُسین (۹۷۰ - ۱۰۵۷ء)

مشہور ثابت بن قُرۃ کا بھانجا۔ شروع میں صابئی تھا۔ بعد میں مُسلمان ہو گیا۔ اس کی شہرت ادیب و مؤرّخ ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس کے حالات ابن الجوزی نے المنتظم میں، ابن خلکان نے وفیات میں، یاقُوت نے معجم الادباء میں اور اس کے بیٹے غرسُ النعمۃ نے اپنی تاریخ میں لکھے ہیں۔ اس کی تصانیف:۔

۱۔ اپنے ماموں ثابت کی کتاب التاریخ کی ذیل لکھی جس میں سلسلۂ واقعات کو ۳۶۰ھ سے ۴۴۷ھ تک پہنچا دیا۔

۲۔ الاماثلُ والاعْیان۔

۳۔ رُسُومُ دارِالخلافۃ۔

(معجم الالقاب ۔ العین ۔ صد ۳۷۶)

۷۳۔ ابن الصّلاح (۱۱۸۲ - ۱۲۴۳ء)

تقی الدین ابوعمرو عثمان بن صلاح الدین بن عبدالرحمان الکُردی الموصلی الشّہرزوری الشّافعی، شہرزور کے قریب ایک بستی شرخان میں پیدا ہوا۔ پھر والد کے ہمراہ موصل چلا گیا۔ بغداد، نیشاپور، مرو اور دمشق میں تعلیم حاصل کی۔ سمعانی، مسعُودی اور ابن قدامہ کا شاگرد رہا۔ تصانیف:۔

۱۔ طبقات الشّافعیۃ۔

۲۔ احادیث فی فضل الاسکندریۃ وعسقلان۔

۳۔ ادب المفتی والمستفتی۔

۴۔ فتاوٰی۔

۵ صلۃ النّاسک۔

(دماپ۔ ج۔ ا۔ ص۷۹)

۷۴۔ ابن صَصری (۱۱۹۰ء)

ابُوالمواہب الحسن بن ہبۃ اللہ بن محفوظ بن حسن بن صَصری نے عراق و بلادِ عجم میں عِلم حاصل کیا۔ پہلے ۱۱۷۲ء اور پھر ۱۱۸۲ء میں بغداد گیا۔ بلند پایہ محدّث تھا۔ اس کا ذکر ذہبی اور ابن دُبیثی نے کیا ہے۔ تصانیف :۔

۱۔ معجم الشّیوخ۔ (اپنے اساتذہ کے تراجم)

۲۔ بیت المقدس کی فضیلت و حالات پر ایک کتاب۔

۳۔ صحابۂ کرام کی فضیلت وحالات پر ایک کتاب۔

(حاشیۂ معجم الالقاب (العین) ص۱۹۵)

۷۵۔ ابن الطقطقی[1] (۱۲۶۲ء۔ ۱۳۰۹ء زندہ)

جلال الدین (صفی الدین) ابوجعفر محمدؐ بن تاج الدین ابوالحسن علی (ابن رمضان) بن علی بن طباطبا، الحِلّہ[2] کے سادات میں سے تھے۔ ان کا والد عطا ملک جُوَینی کے حکم سے ۱۲۸۱ء میں

[1] یاقوت کے ہاں۔ محمد بن ابی محمد بن محمد بن تاج الدین۔۔۔

[2] حِلّہ نام کی کئی بستیاں ہیں (واسط و بصرہ کے درمیان)۔ مشہور ترین بغداد و بصرہ کے درمیان واقع ہے (معجم البلدان۔ یاقوت)

قتل کردیا گیا۔ آپ نے ۱۳۰۱ء میں موصل کا سفر کیا۔ راہ میں شدید برسات کی وجہ سے کہیں رُک گئے اور تاریخ کی ایک کتاب لکھ ڈالی۔ جو موصل میں پہنچ کر والیٔ موصل فخر الدین عیسٰے[1] کے نام منسوب کی اور اسی بنا پر کتاب کا نام الفخری رکھا۔ اس میں اسلام کی تاریخ سقوطِ بغداد تک ہے۔ اس کا دوسرا حصہ ابن الاثیر کی کامل سے ماخوذ ہے۔ اس کا قدیم ترین مخطوطہ پیرس کی قومی لائبریری (۱۳۴۴ء) میں ہے۔ اسے ۱۸۶۰ء میں ایک جرمن اَہل وَرڈ نے شائع کیا تھا۔ اس کا فرانسیسی ترجمہ ۱۸۴۶ء میں نکلا۔ اصل کتاب ۱۹۰۰ء میں مِصر سے شائع ہوئی۔ (اس کا ایک نسخہ میرے ذاتی کُتب خانے میں بھی ہے)۔

نوٹ:۔ طقطقا کوئی بامعنی لفظ نہیں۔ بلکہ تِک تِک (صوت) کا بگاڑ ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ کے والد گفتگو کرتے وقت تِک تِک یا چِق چِق کی آواز نکالتے تھے اور اسی لئے طقطقا کے نام سے مشہور ہو گئے۔

(وماپ۔ ج۔ ۱۔ صـ۵۸۵ اور دمام۔ ج۔ ۱۔ صـ۲۱۷)

۷۶۔ ابنِ طولون (۱۴۷۶ء۔۱۵۲۶ء)

ابوالفضل محمد بن علی بن احمد بن طولون، دمشق میں پیدا ہوا۔ پانچ سو اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ کلام۔ اصول۔ نحو۔ منطق۔ ہیئت۔ فقہ۔ تاریخ۔ تفسیر اور الٰہیات میں وہ کمال پیدا کیا کہ ان تمام اصنافِ علم میں دُنیا نے آپ کو سند مان لیا۔ گو آپ نے صرف پچھتر برس کی عُمر پائی۔ لیکن اس مختصر سی زندگی میں آپ کے قلم سے ساڑھے سات سو کتابیں نکلیں۔ پوری فہرست عقود الجواہر (صـ۲۲۷ تا صـ۲۵۶) میں دیکھئے۔ آپ کی چند تاریخی و سوانحی تصانیف یہ ہیں:۔

[1] اسے سلطان غازان خان نے والیٔ موصل مقرر کیا تھا۔

۱۔ الثغر البسّام ۔ قضاۃِ شام کے حالات ۔

۲۔ سلک الجمان ۔ سلاطینِ عثمانیہ کی تاریخ ۔

۳۔ الشمعۃ المضیئۃ ۔ قلعۂ دمشق کی تاریخ ۔

۴۔ العقود ۔ سلطنت طولونیہ کی تاریخ ۔

۵۔ القلائد ۔ صالحیہ دمشق کی تاریخ ۔ (صالحیہ نام کی ایک اور بستی بھی ہے ۔ عراق میں رہا کے پاس) ۔

۶۔ الفلک المشحون ۔ محمد بن طولون کی تاریخ ۔

۷۔ ھطل العین ۔ داستانِ کربلا ۔

۸۔ الارائک ۔ مؤطا امام مالک کے رواۃ کے حالات ۔

۹۔ اعلام الوریٰ ۔ اُن گورنروں کے حالات ، جو ترکوں نے دمشق میں مقرر کیے تھے ۔

۱۰۔ اخبار الاصحاب ۔ صحابۂ کرام کے حالات ۔

۱۱۔ الاربعین ۔ اُن چالیس اساتذہ کے حالات جن سے ابن طولون نے چالیس مختلف احادیث سُنیں ۔

۱۲۔ ذیل تحفۃ الالباب ۔ یہ کتاب (تحفہ) کسی نے خلفائے دمشق پر لکھی تھی ۔

۱۳۔ ذیل طبقات الحنفیہ ۔ ۳ جلد (طبقات کا مصنّف : عبدالقادر قرشی)

۱۴۔ الزہر البسّام ۔ اُن لوگوں کے حالات جن کے نام حضور صلعم نے تجویز فرمائے تھے ۔

۱۵۔ السفینہ ۔ سات فقہائے مدینہ کے حالات ۔

۱۶- الشذرات ۔ ائمۂ اہلبیت کے حالات ۔

۱۷- الاغانی اللطیفہ ۔ امام ابوحنیفہؒ کے حالات ۔

۱۸- اظہار المکنیٰ ۔ اپنے اُستاد تقی الدین الحصنی کے حالات ۔

۱۹- تحفۃ الکرام ۔ اپنے اُستاد ابوبکر بن قوام کے حالات ۔

۲۰- حور العیون ۔ احمد بن طولون کے حالات ۔

۲۱- رائیۃ النصر ۔ اپنے ایک استاد سید نصر کے حالات ۔

۲۲- عقد النظام ۔ ایک حاکم ابن عبدالسلام کے حالات ۔

۲۳- العرف العنبری ۔ ابوالقاسم زمخشری کے حالات ۔

۲۴- غایۃ البیان ۔ اپنے ایک استاد شیخ رسلان کے حالات ۔

۲۵- العون ۔ فرعون کے حالات ۔

۲۶- ملجاء الخائفین ۔ اپنے اساتذہ ابوالرجال اور جندل کے حالات ۔

۲۷- مطلع السعد ۔ اپنے ایک اُستاد سید سعد کے حالات ۔

۲۸- المنطق المبنی (المبنیٰ) ۔ ابن عربی کے حالات ۔

۲۹- ہدایۃ السالک ۔ امام مالکؒ کے حالات ۔

۳۰- الہجاج ۔ منصور حلاج کے حالات ۔

(عقود الجواہر ۔ صـ ۲۲۶ - ۲۵۸)

۷۷۔ ابنِ ظَفَر (ظفر صقلی)

حجۃ الدین (شمس الدین)، ابو عبداللہ (ابو ہاشم یا ابوجعفر) محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی محمد الصقلی (۶۹۱۱ء) سسلی میں پیدا ہوا۔ مکہ میں پرورش پائی۔ اور حماۃ میں دفن ہوا۔

اس نے کلیلہ ودمنہ کے رنگ میں کہانیوں کی ایک کتاب سُلوانُ المطاع کے نام سے تیار کی تھی۔ اس کی دیگر تصانیف:۔

تفسیرِ کبیر۔ کتاب الاشتراک اللغوی۔ القواعد والبیان اور انباءُ نجباءِ الزمان ہیں۔ آخری کتاب میں بعض مشہور خاندانوں کی اولاد کے حالات ہیں۔ یہ قاہرہ سے ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی تھی۔

(دماپ۔ ج۔۱۔ صہ ۵۸۶۔ اور دمام۔ ج۔۱۔ صہ ۲۱۸)

۷۸۔ ابنِ عُبّاد (عَبّاد) (۹۳۸ - ۹۹۵ء)

لائڈن (لیڈن) کے انسائیکلوپیڈیا (نیز دماپ و دمام) میں اس کا نام یُوں دیا ہوا ہے:۔

ابوالقاسم کافی الکُفاۃ اسماعیل بن عبّاد بن عبّاس بن عبّاد بن احمد ادریس الطالقانی

اور وجلدی میں یُوں:

ابوالقاسم اسماعیل بن ابی الحسن عُبّاد بن عبّاس بن عبّاد بن احمد بن ادریس الطالقانی۔

یہ اصفہان کی ایک بستی طالقان میں پیدا ہُوا۔ بغداد وغیرہ میں تعلیم پائی۔ اور پھر بحیثیتِ محرّر سرکاری ملازمت میں داخل ہوگیا۔ کچھ عرصے کے بعد یہ مشہور بُویہی وزیر ابن العمید کا ملازم ہوگیا۔ جب اس کی ذہانت، بصیرت اور فراست کی شہرت شاہزادہ مؤیدالدولہ (جو بعد میں اصفہان، کا والی بنا۔ ۹۷۶ء - ۹۸۳ء) تک پہنچی تو اسے اپنا ندیم و مشیر بنالیا۔ جب ۹۷۶ء میں رُکن الدولہ (والدِ مؤید) کا انتقال ہوگیا تو مؤید نے

اسی کنیت کا ایک اور عالم بھی تھا یعنی ابن عبّاد محمد بن ابی اسحاق حمیری اندلسی (م ۳۹۰ھ) شاذلی صُوفی اور کئی کتابوں کا مصنّف۔

ابن العمید کو وزارت سے برطرف کر کے اُس کی جگہ ابنِ عبّاد کو دے دی ۔ الصّاحب اور کافی الکفاۃ کے خطابات اسی کے عطا کردہ تھے ۔ مؤید کے بعد فخر الدّولہ کا بھی وزیر رہا۔ اور رَے میں انتقال کیا۔

اس کا دربار علماء وفضلاء کا مرجع تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کی مدح میں ایک لاکھ سے زاید قصائد لکھے گئے ۔ اس کے درباریوں میں بدیع الزّمان ہمدانی ، ابوحیّان توحیدی اور ابوبکر الخوارزمی بھی شامل تھے ۔ اس کے ذاتی کتب خانے کی فہرست دس جلدوں میں تھی ۔ اس کی تصانیف :

۱۔ تاریخ الملک واختلاف الدُّوَل ۔

۲۔ کتاب الامامۃ ۔ (فضیلتِ علیؓ وخلفائے راشدین پر)

۳۔ کتاب الزّیدیہ ۔

۴۔ کتاب اخبار ابی العَیناء ۔

۵۔ کتاب الزّیدین ۔

۶۔ کتاب الاعیاد وفضائل النّوروز ۔

۷۔ کتاب الوزراء ۔

۸۔ کتاب العروض ۔

۹۔ المحیط (لُغات)

۱۰۔ دیوان ۔ وغیرہ ۔

{ وجدی ۔ ج ۔ ۶ ۔ ص ۷۹
{ دماپ ۔ ج ۔ ۱ ۔ ص ۵۸۷

۷۹ - ابن عبدالبرؒ (۹۵۰ھ - ۱۰۳۲ء / ۱۰۷۱ء)

ابوعمر یوسف بن عبدالبرؒ بن محمد بن عبدالبرؒ بن عاصم النَّمری - نَمِر چیتے کو کہتے ہیں - یہ ایک عربی قبیلے کے مورثِ اعلیٰ کا نام بھی تھا: نَمِر بن قاسط - ابن عبدالبرؒ اسی کی پشت سے تھا - اس کا اسمِ منسوب بفتحِ میم ہے - یعنی نَمَرِیؒ - اس کی تصانیف:-

۱- کتابُ الاستیعاب - (حالاتِ صحابہ)

۲- کتابُ الانتہاءِ - (بعض فقہاء کے حالات)

۳- کتابُ الدرّ - (مغازی و سِیَر)

۴- کتاب فی قبائل العرب و انسابِہِم -

۵- بَہجۃُ المجالس - (اخلاقی حکایات)

۶- کتاب العقل والعُقلاءِ -

۷- کتاب جامع بیان العلم -

(وجدی - ج ۱۰ - صہ ۱۰۲۴)

۸۰ - ابن عبدالحکم (۸۷۱ء)

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالحکم بن اَعْیَن ابوالقاسم، مِصر کا ایک مؤرّخ، جس کا والد (عبداللہ) فقہ و حدیث میں بڑی شہرت رکھتا تھا - اِس کی کتاب فتوحِ مِصر قدیم تاریخِ مصر، حضرت عمرو بن عاصؓ کے زمانے میں مِصر کے نظامِ حکومت اور قاضیانِ مِصر کے حالات پر مشتمل ہے - اس کتاب سے بعد میں سیوطی، مقریزی اور دیگر مؤرّخین نے فائدہ اٹھایا - اس کے قلمی نسخے موزۂ برطانیہ، پیرس اور لیڈن میں موجود ہیں - اس کا ایک حِصّہ فتح الاندلس کے نام سے ۱۸۵۸ء میں لنڈن سے شائع ہوا تھا -

جمیل الرحمان کا اُردو ترجمہ مخزن (دسمبر ۱۹۱۵ء وبعد) میں نکلتا رہا۔

(دماپ ۔ ج ۔ ۱ ۔ ص۵۹۳)

۸۱ ۔ ابنِ عبدِ ربّہٖ (۸۶۰ ۔ ۹۴۰ء)

ابو عمر (عمرو) احمد بن ابی عمر محمد بن عبد ربّہٖ بن حبیب بن حُدیر بن سالم القرطبی المالکی قرطبہ میں پیدا ہُوا اور علم وادب میں بڑی شہرت حاصل کی۔ اس کی اہم ترین تصنیف عِقد الفرید ہے۔ جس میں اس نے اشعار، خُطبے، اقوالِ حکماء و ادباء اور تاریخ کے بہت سے دلچسپ شاہکار جمع کر دیئے ہیں۔ کتاب میں ۲۵ ابواب ہیں۔ یہ بارہا چھپ چُکی ہے۔ مثلاً:

۱۔ بُولاق ۔ ۱۸۷۶ء ۔ ۲۔ قاہرہ ۔ ۱۸۸۵ء، ۱۸۸۷ء اور ۱۸۹۹ء

۳۔ بیرُوت ۔ ۱۹۵۱ء ۔ ۴۔ اِسکی تلخیص ۔ قاہرہ ۔ ۱۹۱۰ء

۵۔ فرانسی ترجمہ، پیرس ۔ ۱۸۳۸ء۔

کتاب کا بیشتر مواد ابن قتیبہ کی عیون الاخبار سے ماخوذ ہے۔ بقول وجدی، (وجدی ۔ ج ۔ ۶ ۔ ص۱۴) "یہ عربوں کی ادبی تاریخ ہے"۔

(دماپ ۔ ج ۔ ۱ ۔ ص۵۹۵)

۸۲ ۔ ابنِ عبد الظاہر (۱۲۲۳ء ۔ ۱۲۹۳ء)

محی الدّین ابو الفضل عبد اللہ بن رشید الدین ابو محمد عبد الظاہر بن نَشوان السّعدی الرّوحی قاہرہ میں پیدا ہوا۔ اور وہیں وفات پائی ۔ یہ دربارِ ممالیک (بیبرس ۔ قلاؤن اور الاشرف) میں صاحب دیوان الانشاء تھا۔ اس کا کام شاہی خطوط کو پڑھنا اور جواب لکھنا تھا۔ اس نے کچھ وقت دمشق میں بھی گزارا۔

اس کی تصانیف:۔

۱۔ عہدِ قلاؤن کی تاریخ۔ از ۱۲۸۳ء تا وفاتِ قلاؤن۔

۲۔ کتاب الروضۃ البہیتہ الزاہرۃ فی خطط المعزیتہ القاہرہ۔
اس کتاب سے مقریزی نے بہت فائدہ اٹھایا۔

۳۔ بیبرس کے سوانح تا ۱۲۶۵ء۔

۴۔ تمائم الحمائم (نامہ بر کبوتروں کے متعلق)

(دماپ۔ ج۔۱۔ ص۵۹۶ اور دمام۔ ج۔۱۔ ص۲۲۴)

۸۴۔ ابنِ عبدہ

ایامِ عرب پہ سند اور ایک قابلِ اعتماد نسّاب تھا۔ اس کی چند تصانیف کے عنوانات یہ ہیں:

۱۔ کتاب اسماءِ فحول الشعراءِ۔

۲۔ کتاب اسماءِ القبائل۔

۳۔ کتاب اشراف بکر و تغلب و فرسانہم و ایامہم۔

۴۔ کتاب الشجعاء۔

۵۔ کتاب معدّ بن عدنان و قحطان۔

۶۔ کتاب نسبِ کنانہ۔

۷۔ کتاب النسب الکبیر۔

۸۔ کتاب الکافی فی النسب۔

۹۔ کتاب الامہات۔ (فہرست۔ ص۱۵۹)

۸۴ - ابنِ عجلان ۔

ابوالہیثم خالد بن خداش، آلِ مُہلّب (بن ابی صُفرہ) کا مولیٰ تھا اور کتب ذیل کا مصنّف:

۱۔ کتابُ حُروب المہلّب ۔

۲۔ کتاب اخبارِ المہلّب ۔

۳۔ کتابُ الازارقہ ۔ (فہرست ۔ صہ ۱۶۵)

۸۵ - ابن العدیم (۱۱۹۲ء - ۱۲۶۲ء)

کمال الدین (ابوحفص) ابوالقاسم عمر بن احمد بن ابی جرادہ بن العدیم العُقیلی الحنفی، حلب کا محدّث و مؤرخ جس کے اسلاف بصرہ سے ہجرت کر کے حلب گئے تھے۔ اس نے حلب، یوروشلم، دمشق، عراق اور حجاز میں تعلیم پائی۔ پھر قاضی مقرر ہوا۔ بعدازاں دو ایوبی بادشاہوں، الملک العزیز (۱۲۱۶ء - ۱۲۳۶ء) اور الملک الناصر (۱۲۳۶ء - ۱۲۶۰ء) کا وزیر رہا۔ جب ہلاکو نے حلب کو تباہ کیا تو یہ قاہرہ چلا گیا اور وہیں فوت ہوا۔ تصانیف:-

۱۔ بُغیۃُ الطّلَب فی تاریخ حَلَب ۔ حَلَب اور اکابرِ حَلَب کی تاریخ (بہ ترتیبِ ہجّی) چالیس جلدوں میں تھی۔ اس کا تکملہ کئی علماء نے لکھا مثلاً:

(ا) ابن الخطیب الناصریّہ (۱۴۳۹ء) کی الدُّرُّ المنتخب فی تاریخ حَلَب ۔

اس میں ابوذر احمد بن ابراہیم (۱۴۷۹ء) نے کنوز الذہب لکھ کر اضافہ کیا۔

(ب) ابن شحنۃ الحلَبی (۱۴۸۵ء) نے نزہۃ النواظر فی روض المناظر کے نام سے۔ اس کتاب کے متفرق حصّوں کے مخطوطے برلن

(اہلوَرڈ[1] - ۹۷۹۱) موزۂ برطانیہ (۳۶۵ھ)، گوتھا (۱۷۷۲) اور پیرس (۱۹۳۹) میں موجود ہیں۔

۲- الاخبارُ المستفادۃ فی ذکرِ بنی ابی جرادہ (اس کے اپنے خاندان کی تاریخ)

۳- حَلَب کی تباہی پر ایک مرثیہ۔

۴- الملک الظاہر کے بیٹے کی ولادت پر نثر میں ایک تہنیت نامہ الدّراری کے عنوان سے لکھا تھا۔ جو ۱۸۸۱ء میں استنبول سے شائع ہُوا۔

۵- الوَصِیلہ - عطریات پر۔

(دماپ - ج - ا - صنٓ)

۸۶- ابن العَذارِی (۱۲۹۵ء کے قریب)

ابوعبداللہ محمد (احمد بن محمد بن العَذاری (و بکسرۂ عین) المرّاکُشی، کے متعلّق ہمیں صِرف اِتنا ہی معلُوم ہے کہ یہ مرّاکُش کا رہنے والا تھا اور غالباً ۱۲۹۵ء میں فوت ہُوا۔ اس کی تاریخی کتاب: البیانُ المُغرب فی اخبار المغرِب، اِس لیئے اہم ہے کہ اس میں بعض گم شُدہ کتابوں کے اقتباسات مِلتے ہیں۔ اصل کتاب ۱۲۶۹ء تک کے واقعات پر مشتمل تھی۔ لیکن اس کا جو ایڈیشن مِصر سے شائع ہُوا ہے وہ ۱۰۶۸ء تک کے واقعات پر ختم ہوجاتا ہے۔ اس سے ایک ہی نتیجہ نکل سکتا ہے، کہ پُوری کتاب محفُوظ نہیں رہی رڈوزی نے یہ کتاب (عربی متن) دو جلدوں میں لیڈن (لائڈن) سے ۵۱ - ۱۸۴۸ء میں شائع کی تھی۔ فانیان (FAGNAN) نے اس کا فرانسیسی ترجمہ کیا ہے۔ جو الجزائر سے ۱۹۰۱ء

---

[1] وِلیم اہلورڈ ایک جرمن مستشرق (۱۸۲۸ء-۱۹۰۹ء) تھا۔ جس نے برلن لائبریری کے عربی مخطُوطات کی فہرست تیار کی تھی۔

میں نکلا تھا۔ اِس کے کچھ اور حصے بھی لیڈن اور پیرس سے شائع ہو چکے ہیں۔

(دماب۔ ج۔۱۔ ص ۶۰۳)

۸۷۔ ابنِ عرب شاہ (۱۳۸۹-۱۴۵۰ء)

احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابراہیم شہاب الدّین ابوالعبّاس (ابو محمد) الدمشقی الحنفی، دمشق میں پیدا ہُوا۔ جب ۱۴۰۱ء میں تیمور نے دمشق کو فتح کیا تو وُہ اِسے چند دیگر لوگوں کے ساتھ اپنے ساتھ لے گیا۔ اِس نے سمرقند پہنچ کر الجرجانی اور الجزری جیسے کئی علمائے کے سامنے زانوئے تلمّذ تہ کیا۔ اُس کے بعد وُہ خوارزم، ختا اور کریمیا سے ہوتا ہُوا اَدرنہ جانکلا۔ اور سُلطان محمد اوّل بن بایزید کا ندیم بن گیا۔ وہاں رہ کر اس نے کئی کتابوں مثلاً عوفی کی جامع الحکایات، ابوالّلیث سمرقندی کی تفسیر وغیرہ کا تُرکی میں ترجمہ کیا۔ ۱۴۲۲ء میں یہ دمشق پہنچا۔ ۱۴۳۷ء میں مصر جانکلا اور تیرہ برس بعد وہیں فوت ہوا۔ اس کی تصانیف :۔

۱۔ عجائبُ المقدور فی نوائب التیمُور (تیمور کے حالات)۔ یہ کتاب بارہا طبع ہوئی۔ کلکتہ ۱۸۱۲ء و ۱۸۱۸ء۔ لائڈن سے مع لاطینی ترجمہ در ۱۶۳۶ء ترکی ترجمہ ۱۶۹۸ء۔ اس کتاب میں تیمور کو ظالم و بدکار کہا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں علمائے سمرقند کے تراجم ہیں۔

۲۔ فاکہتہُ الخلفاء :۔ کلیلہ و دمنہ کی طرز کی حکایات۔

بعض تذکروں میں اس کی دس تصانیف کا ذکر ہے۔ (دماب۔ ج۔۱۔ ص ۴۳)

۸۸۔ ابن العربی (۱۱۶۵-۱۲۴۰ء)

الشیخ الاکبر ابوبکر محی الدین محمد بن علی بن محمد بن احمد بن الحاتمی الطائی، اندلس

کے ایک شہر مرسیہ میں پیدا ہوئے۔ تیس سال تک اشبیلیہ میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اڑتیس برس کی عمر (۱۲۰۲ء) میں وہ بلادِ مشرق کی سیاحت کو روانہ ہوئے۔ مصر، ایشیائے کوچک۔ بیت المقدس۔ بیت اللہ، بغداد اور حلب سے ہوتے ہوئے دمشق جا نکلے، ما وہاں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ اور وہیں وفات پائی۔

آپ کے متعلق دنیائے اسلام میں سات صدیوں سے اختلاف چلا آتا ہے۔ بعض علماء آپ کو ولی سمجھتے ہیں، مثلاً فخر الرازی، مجدالدین فیروز آبادی، سیوطی، عبدالرزاق کاشانی، جمال الدین الزملکانی اور عبدالوہاب شعرانی وغیرہ۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں جو آپ کو عقیدۂ وحدت الوجود کی وجہ سے خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ ان میں سرِ فہرست امام ابن تیمیہؒ، علامہ ذہبی، ابن ایاس اور علی القاری تھے۔

آپ کی تصانیف کے متعلق بھی اختلاف ہے۔ جامی پانچسو بتاتے ہیں (نفحات الانس) شعرانی (یواقیت) کہتا ہے کہ چار سو تھیں۔ محمد رجب حلمی (البرہان الازہر) نے ۲۸۴ گنی ہیں۔ جمیل بیگ (عقود الجواہر) تقریباً چار سو کے نام دیتا ہے۔ ان میں تاریخی ایک ہی ہے۔ یعنی مختصر سیرۃ النبی صلعم۔ آپ کی ایک اور کتاب کا نام "تذکرۃ الخواص" ہے۔ ممکن ہے کہ یہ بھی تاریخی ہو۔ اس کے موضوع کا پتہ نہیں چل سکا۔ آپ کی چند دیگر مشہور کتابیں یہ ہیں:-

فصوص الحکم۔ الفتوحات المکیۃ۔ الامر المحکم۔ محاضرۃ الابرار۔ مفاتیح الغیب وغیرہ

ایک اور ابن العربی، ابوبکر محمد بن عبداللہ (۱۱۴۸ء) تھے۔ اشبیلیہ میں ولادت، فارس میں وفات۔ فقہ و حدیث پر چالیس کتب کے مصنف۔

(دماپ۔ ج۔ ا۔ صہ ۶۰۵۔ کشف الظنون۔ ج۔ ا۔ صہ ۲۷۳۔ عقود الجواہر۔ صہ ۱۳-۳۰)

۸۹ - ابنِ عساکر (۱۱۰۵ء-۱۱۷۶ء)

علی بن حسن بن ہبتہ اللہ بن عبداللہ بن الحسین بن ابی محمد بن ابی الحسن بن ابی محمد بن ابی علی ابو القاسم ثقتہ الدین الشافعی الدمشقی، دمشق میں پیدا ہوئے۔ حرمین، کوفہ، بغداد، اصفہان، ہرات، نیشاپور اور فارس میں تعلیم پائی۔ آپ نے بحیثیت مؤرخ بڑی شہرت حاصل کی۔ آپ کی تاریخی تصانیف یہ ہیں:۔

۱۔ تاریخ مدینۃ دمشق۔ اسی جلدیں، اس کے صرف چند اجزا باقی ہیں۔ پہلی دو جلدیں ۲-۱۹۱۱ء میں دمشق سے شائع ہوئی تھیں۔ بعض دیگر اجزا استنبول (شمارہ ۸۲ - ۸۷۲)، مصر کے کتب خانہ خدیویہ، دمشق (خزائن الکتب از حبیب الزیات ص۵۷) اور تونس (زیتونہ شمارہ ۶۵) میں موجود ہیں۔ چونکہ یہ کتاب بہت ضخیم تھی۔ اس لیے ان علماء نے اس کے اختصارات تیار کیے:۔

۱۔	ابو شامہ	(۱۲۶۷ء)
۲۔	ابن عبدالدائم المقدسی	(۱۲۸۲ء)
۳۔	ابن المکرّم	(۱۳۱۱ء)
۴۔	العینی	(۱۴۷۵ء)
۵۔	سیوطی	(۱۵۰۶ء)
۶۔	بدران عبدالقادر	(۱۹۲۷ء)

۲۔ المعجم۔ (اساتذہ و تلامذہ کے حالات)

۳۔ کتاب من سمع منہ من النسواں (وہ خواتین جو ابنِ عساکر کی شاگرد رہیں)۔

۴۔ معجم اسماءِ القریٰ والامصار التی سمع بہا۔

۵۔ اخبارُ ابی الدنیا۔

۶۔ کتاب من وافقت کنیتہٗ کنیۃ زوجتہٖ۔

۷۔ معجم الشّیوخ النبلاءِ۔

۸۔ کتابُ ترتیبِ الصحابۃ فی مسند احمد۔

۹۔ کتابُ ترتیبِ الصحابۃ فی مسند ابی یعلیٰ۔

۱۰۔ کتاب اخبار ابی عمرو الاوزاعی۔

۱۱۔ کتاب اخبار ابی محمد سعد بن عبد العزیز۔

(معجمُ الادباء۔ ج۔۵۔ صہ ۱۳۹۔ داب۔ ج۔۱۔ صہ ۶۱۳)

۹۰۔ ابنِ عَسکَر (۱۵۷۸ء)

محمد بن علی بن عمر بن حسین بن مصباح، مراکش کی ایک بستی الہبط میں پیدا ہوا۔ بعد از تعلیم یہ پہلے سیاحت میں رہا۔ پھر اپنے گاؤں کا قاضی مقرر ہوا۔ ۱۵۷۳ء میں وہ فاس کا قاضی القضاۃ نامزد ہوا۔ اور پانچ برس بعد ایک جنگ میں ہلاک ہو گیا۔

اس کی شہرت دَوحۃُ الناشرِ لِمحاسنِ مَن کانَ مِن المغرب من اہل القرنِ العاشر کی وجہ سے ہے۔ جو ۱۵۷۵ء میں مکمل ہوئی۔ اس میں اُن علماء و اولیا کا ذکر ہے جن سے دورانِ سیاحت مصنّف خود ملا تھا یا دوسروں کی وساطت سے متعارف ہوا۔ اِس کا تکملہ الافرانی نے صَفوَۃُ ما انتشَرَ من اَخبارِ صُلحاء القرن الحادِی عشر، کے عنوان سے لکھا تھا۔

(داپ۔ ج۔۱۔ صہ ۶۱۵)

۹۱ ۔ ابن عطاء اللہ (۱۳۰۹ء)

احمد بن محمد ابوالفضل تاج الدین الاسکندری الشاذلی، ابتدائے عمر میں صوفیا سے دور رہتا تھا۔ لیکن پھر شیخ ابوالعباس المرسی کی صحبت سے یہ صوفی بن گیا۔ اس نے اسکندریہ کو چھوڑ دیا۔ قاہرہ میں سکونت اختیار کر لی اور الازہر میں درس دینے لگا۔ اس کی تاریخی کتاب ایک ہی ہے۔ یعنی لطائف المنن، جس میں شیخ ابوالعباس المرسی، اُن کے مرشد ابوالحسن شہاب الدین احمد المرسی (۱۲۸۷ء) کے حالات ہیں۔ یہ کتاب تونس (۱۸۸۷ء) اور قاہرہ (۱۸۶۷ء) سے شائع ہو چکی ہے۔ آپ کی چند دیگر تصانیف یہ ہیں:۔

۱۔ الحکم العطائیہ۔ قاہرہ سے ۱۹۱۶ء میں شائع ہوئی۔

۲۔ تاج العروس۔ (اخلاقی) قاہرہ سے کئی بار شائع ہوئی۔

۳۔ التنویر فی اسقاط التدبیر۔ طبع مصر ۱۹۰۴ء۔

۹۲ ۔ ابن فارس (۱۰۰۴ء)

ابوالحسین احمد بن فارس بن زکریا بن محمد بن حبیب کوفی مکتب کا نحوی و لغوی۔ جس کا انتقال رے میں ہوا۔ اس کی ولادت ولایتِ قزوین کے ایک گاؤں کرسف میں ہوئی تھی۔ بدیع الزمان ہمدانی کا اُستاد، اس کی تصانیف یہ ہیں:۔

۱۔ اوجز السیر لخیر البشر۔ حضور صلعم کی سیرت پر ایک مختصر سا رسالہ۔

۲۔ کتاب النیروز۔

۳۔ کتاب المجمل (لغت)

۴۔ جامع التاویل (تفسیر)

(داماپ ۔ ج ۔ ۱ ۔ صہ ۶۲۶)

۹۳۔ ابنُ الفرات (۸۵۲ء)

ابو یزید وثیمہ بن موسیٰ الفارسی الفسوی کا مولد۔ فسا دفارس کا ایک شہر) تھا۔ اس کا ذریعۂ معاش کپڑے کی تجارت تھی۔ یہ پہلے بصرہ گیا۔ وہاں سے مصر اور مصر سے اندلس کی طرف نکل گیا۔ پھر مصر میں لوٹ آیا۔ اور وہیں وفات پائی۔ یاقوت نے اُس کی تین تاریخی کتابوں کا ذکر کیا ہے:۔

۱۔ کتاب اخبارِ الرِّدّۃِ (مرتد قبائل کا ذکر)

۲۔ کتاب سرایا ابی بکر۔

۳۔ کتاب اخبارِ خالد بن الولید۔

(معجم الادباء۔ ج۔ ۷۔ صہ۲۲۵)

۹۴۔ ابن الفُرات ناصر الدین محمد بن عبد الرحیم بن علی المصری (۱۳۳۴ء ۔ ۱۴۰۵ء)

مولد؛ قاہرہ۔ قاہرہ کے ایک مدرسہ میں مدرس رہا اور قاہرہ ہی میں فوت ہوا۔ اس کی شہرت تاریخ الدُّوَلِ والملوکؑ۔ کی وجہ سے ہے۔ مؤرّخین کی عام عادت تو یہی ہے کہ وہ تاریخ لکھتے وقت ماضی سے حال کی طرف آتے ہیں۔ لیکن ابن الفرات حال سے ماضی کی طرف گیا۔ اس نے اپنے زمانے سے ابتدا کی اور چوتھی صدی ہجری تک جا پہنچا۔ یعنی اندازاً چار سو سال کے واقعات لکھے۔ اس کتاب کا صرف ایک نسخہ وی آنا میں تھا۔ (فلوگل۔ شمارہ ۸۱۴) جو اب شائع ہو چکا ہے۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ صہ۶۲۹)

۹۵۔ ابنِ فرحُون (۱۳۹۷ء)

بُرہان الدین ابراہیم بن علی بن محمد بن فرحُون الیَعمُری، مدینہ میں پیدا ہوا اور وہیں

وفات پائی۔ یہ ۱۳۹۰ء میں دمشق گیا اور پھر بیت المقدس کی زیارت کی۔ ۱۳۹۱ء میں قاضیٔ مدینہ مقرر ہوا۔ اور اپنے فرائض نہایت دیانتداری سے سرانجام دیئے۔ اس کی تصانیف:

۱۔ الدیباج المذہّب۔ چھ سو مالکی فقہا کے حالات پر مشتمل ہے۔ یہ طبقاتُ علماءِ العرب اور طبقات المالکیّۃ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ فاس (۱۸۹۹ء) اور قاہرہ (۱۹۱۲ء) میں طبع ہوئی۔

۲۔ تبصرۃُ الحکام۔ مالکی فقہ کا ایک رسالہ۔

۳۔ دُرَرُ الغوّاص۔ مالکی فقہ۔

۴۔ تسہیل المہّات۔ ابن حاجب کے کتابچہ قانون کی شرح۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ صہ ۶۳۱)

۹۶۔ ابن الفَرَضی (۹۶۲۔ ۱۰۱۳ء)

ابوالولید عبداللہ بن محمد بن یوسف بن نصر الازدی ایک عرب سیرت نگار جو قرطبہ میں پیدا ہوا۔ پہلے علمائے قرطبہ اور پھر فضلائے مصر و حرمین سے علم حاصل کیا۔ بلنسیہ میں قاضی بھی رہا۔ ۱۰۱۳ء میں جب بربروں نے قرطبہ کو فتح کیا تو طوفانِ قتل و غارت میں ابن الفرضی بھی ہلاک ہوگیا۔

دماپ نے اِس کی صرف ایک تاریخی کتاب: تاریخ علماءِ الاندلس کا ذکر کیا ہے۔ لیکن وجدی نے کتاب فی اخبار شعراءِ الاندلس کا بھی نام لیا ہے۔ اور ساتھ ہی کہا ہے کہ ابن بُشکوال کی کتابُ الصِلۃ تاریخ علماءِ الاندلس کی ذیل ہے۔

{ وجدی۔ ج۔ ۷۔ صہ ۱۹۸
{ دماپ۔ ج۔ ۱۔ صہ ۶۳۲

۹۷۔ ابن الفقیہہ (۹۰۳ء ۔ زندہ)

ابو بکر احمد بن محمد بن اسحاق الہمدانی ایک عرب سوانح نگار و جغرافیہ دان جس کی صرف دو کتابوں کے نام ہم تک پہنچے ہیں۔

۱۔ کتاب البلدان ۔(جغرافیہ) ۔کتاب گم ہو چکی ہے ۔لیکن اس کی ایک تلخیص کو جو علی بن حسن شیرازی (۱۰۲۲ء) نے تیار کی تھی ۔ڈی. گو جے (صحیح لفظ دخویہ ۔ DE GOEJE) نے ۱۸۸۵ء میں شائع کیا۔

۲۔ کتاب ذِکرِ الشعراءِ المحدّثین ۔ دماپ میں ہے کہ اس نے اپنے زمانے کے شعراء پہ کتاب لکھی تھی ۔لیکن ابن ندیم لکھتا ہے کہ اس نے محدّث شعراء کا تذکرہ مرتّب کیا تھا۔

(الفہرست ۔ صہ ۲۲۵ ۔ دماپ ۔ ج ۔ ۱ ۔ صہ ۶۳۳)

۹۸۔ ابن الفوُطی (۱۲۴۴ - ۱۳۲۳ء)

کمال الدین ابوالفضائل عبدالرزاق بن احمد بن محمد الحنبلی بغداد میں پیدا ہوُا ۔اس کا والد رنگ دار کپڑے (جسے عربی میں فوُط کہتے ہیں ۔اور جو لنگیوں کے لیئے استعمال ہوتا ہے) ۔کی تجارت کیا کرتا تھا ۔سقوطِ بغداد کے وقت یہ بھی گرفتار ہو گیا تھا ۔لیکن اسے جلد ہی خواجہ نصیر الدین طوُسی نے سایۂ شفقت میں لے لیا ۔اِسے مراغہ لے گیا اور وہاں کی لائبریری کا جس میں چار لاکھ کتابیں تھیں ،خازِن (ناظم) بنا دیا ۔ ۱۲۸۱ء میں عطاملک جوُینی نے اِسے کتب خانۂ المستنصریہ (بغداد کا ایک دارالعلوُم) کا ناظم مقرر کر دیا ۔جہاں اُس نے اپنی وفات تک پورے بیالیس سال کام کیا ۔کتابوں کے ان بڑے بڑے خزانوں

یہیں رہ کر ابن الفوطی نے کوئی تراسی کتابیں لکھیں۔ ان میں سے چند نام یہ ہیں:۔

۱۔ مجمع الآداب فی معجم الاسماء والالقاب۔ (پچاس جلدوں میں علماء کا ایک قاموس جس کی ایک جلد (باب الکاف) میرے پاس بھی ہے اور ایک (باب العین) گورنمنٹ کالج کیمبلپور کے کتب خانے میں۔ اس میں اندازاً سوا آٹھ سو علماء کا ذکر ہے اور باب الکاف میں ۷۴۶ کا۔ ان میں ۴۴ کمال الدین، ۷۰ کریم الدین، ۵۰ الکامل اور باقی کافی الدین، کرز الدین وغیرہ ہیں۔ اس کتاب کی تلخیص بھی ابن الفوطی ہی نے تیار کی تھی)۔

۲۔ الدُّرُّ النظیم فیمن تسمّیٰ بعبد الکریم۔

۳۔ الحوادث الجامعۃ والتجارب النافعۃ من المائۃ السابعۃ۔ (یہ ابن خلّکان کی وفیات کی ذیل ہے)۔

۴۔ مختصر اخبار الخلفاء العباسیّین۔

۵۔ ابن السّاعی کی تاریخ (۲۵ جلد) پر ۸۰ جلدوں میں ذیل لکھی۔

۶۔ تلقیح الافہام۔ یہ بھی تاریخی کتاب ہے۔

۷۔ کتاب التاریخ۔

۸۔ بدائع التحف (ان علماء کے حالات، جن کا ذریعہ معاش کوئی صنعت (پارچہ بافی۔ کفش دوزی۔ آہن گری وغیرہ) یا پیشہ (دھوبی۔ نائی۔ درزی۔ کاتب) وغیرہ تھا۔

۹۔ نظم الدُرَر النّاصعۃ فی شعراء (شعر۔ دماپ) المائۃ السّابعۃ۔

۱۰۔ معجم الشیوخ۔ اپنے پانچسو اساتذہ کے حالات۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ ص ۶۳۳۔ کشف الظنون۔ ج۔ ۱۔ ص ۱۲۴)

۹۹- ابن القاضی (۱۵۵۳-۱۶۱۶ء)

ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد بن علی بن عبدالرحمان بن ابی العافیۃ المکناسی، مراکش کے ایک شہر مکناسہ میں پیدا ہوا۔ بعد از تعلیم کچھ عرصہ فاس میں درس دیتا رہا۔ مشہور مؤرخ المقری کا استاد تھا۔ یہ فاس ہی میں فوت ہوا۔ اس کی طرف تیرہ تصانیف منسوب ہیں۔ چھ نام :-

۱- جذوۃ الاقتباس۔ علماء و اعیانِ فاس کے تراجم۔
۲- دُرّۃ الحجال فی اسماء الرجال۔ (وفیاتِ ابن خلکان کا تکملہ)
۳- لقط الفرائد۔ طبقاتِ ابن قنفذ کا تکملہ۔
۴- المنتقیٰ۔ خلیفہ ابن العباس المنصور (؟) کی تاریخ۔
۵- درۃ السلوک فی من حوی الملک من الملوک۔
۶- غنیۃ الرائض فی طبقاتِ اہلِ الحساب والفرائض۔
۷- المدخل فی الہندسہ۔

(وماپ- ج ۱- ص ۶۳۳)

نوٹ : ترکی فقیہ و صوفی بدرالدین محمود بن اسماعیل (۱۴۱۵ء) الواردات اور مسرۃ القلوب (تصوف) کے مصنف کی کنیت بھی ابن القاضی تھی۔

۱۰۰- ابنِ قتیبہ (۸۲۸-۸۸۹ء)

ابوعبداللہ محمد بن مسلم الدینوری، کوفے میں پیدا ہوا۔ دیناور یا دینور (ہمدان سے ۲۴ فرسنگ دور ایک قصبہ) میں مدتوں قاضی رہا اور اسی نسبت سے دینوری کہلاتا ہے۔ یہ بغداد میں مدرس بھی رہا اور وہیں وفات پائی۔ اس کی تصانیف پچاس

کے قریب تھیں۔ چند نام یہ ہیں:۔

۱۔ کتاب الامامۃ والسیاسۃ۔ اس میں خلفاء کی تاریخ اُس کے اپنے دور تک ہے۔ ایک نسخہ میرے پاس موجود ہے۔

۲۔ کتاب الشعر والشعراء۔ اس میں متعدد شعراء کے حالات ہیں۔ ۱۹۰۴ء میں قاہرہ سے شائع ہوئی تھی۔

۳۔ عیون الاخبار۔ دس جلد۔ اس کے دو ٹکڑوں کے نام ہیں:۔ کتاب الشراب، درالمقتبس۔

۴۔ کتاب العرب وعلومہا۔

۵۔ فضل العرب علی العجم۔

۶۔ الردّ علی الشعوبیۃ

۷۔ کتاب المسائل والجوابات۔ وغیرہ۔

(وجدی۔ ج۔ ۷۔ ص۱۔ دماپ۔ ج۔ ۱۔ ص۶۳۸)

۱۰۱۔ ابن القطّاع (۱۰۴۲۔ ۱۱۲۲ء)

ابوالقاسم علی بن جعفر بن علی بن محمد بن عبداللہ۔ سسلی میں پیدا ہوا اور مصر میں وفات پائی۔ اس کا والد معمار تھا جو پتھروں کو گھڑ کر (قطّاع۔ پتھر گھڑنے والا) عمارتیں بناتا تھا۔ وجدی نے اس کی تاریخ ولادت ۱۰۳۲ء لکھی ہے اور یاقوت نے ۱۰۴۲ء۔ یہ لغت۔ ادب اور تاریخ کا امام سمجھا جاتا ہے۔ اس کی چند تصانیف:۔

۱۔ ذیلِ تاریخ صقلیہ۔

۲۔ کتاب لمح الملح۔ شعرائے اندلس کا تذکرہ۔

۳۔ کتاب الدُّرَّۃِ الخَطِیرۃ ۔ ایک سو ستر شعرائے سسلی کے حالات اور اُن کے بیس ہزار اشعار۔

۴۔ کتاب العروض والقوافی ۔

۵۔ کتاب الافعال، وغیرہ ۔

(وجدی ۔ ج ۔ ۷ ۔ صہ ۸۵۵ ۔ معجم الادباء ۔ ج ۔ ۵ ۔ صہ ۱۰۷)

۱۰۲۔ ابنِ قُطْلُوبُغا (۱۳۹۹ - ۱۴۷۴ء)

زین المِلّۃ والدین ابوالفضل وابوالعدل القاسم بن قُطْلُوبُغا بن عبداللہ الجمالی السودونی المصری الحنفی، قاہرہ میں پیدا ہُوا اور وہیں وفات پائی ۔ آغاز میں اس کا ذریعۂ معاش خیّاطی تھا ۔ ابنِ حجر عسقلانی کا شاگرد اور سخاوی کا اُستاد تھا ۔ اس کی تصانیف میں سے ایک تاج التراجم ہے ۔ اس میں ۳۳۰ حنفی مصنّفین کے حالات ہیں ۔ یہ جرمنی سے ۱۸۶۲ء میں شائع ہُوئی اور دوسری معجم الشیُوخ ۔

(دماپ ۔ ج ۔ ۱ ۔ صہ ۶۴۶)

۱۰۳۔ ابنُ القِفْطی (۱۱۷۲ - ۱۲۴۸ء)

جمال الدین ابوالحَسن علی بن یُوسف بن ابراہیم بن عبدالواحد بن مُوسیٰ بن احمد بن محمد بن اسحاق الشَّیبانی القِفطی کا والد القاضی الاشرف (شعبۂ قضا کا ایک سرکاری منصب) تھا اور دادا القاضی الاکرم ۔ اس کا خاندان پہلے کُوفہ میں تھا، وہاں سے یہ ہجرت کر کے مصر صعید کے ایک قصبے قِفط میں چلا گیا ۔ علی وُہیں پیدا ہوا ۔ اس نے قاہرہ و بیتُ المقدس میں تعلیم پائی ۔ ۱۲۱۳ء سے ۱۲۱۶ء اور ۱۲۱۹ء سے ۱۲۳۰ء تک شعبۂ مالیات میں ملازم رہا ۔ پھر مستعفی ہوگیا اور چھ سال تک علمی کام کرتا رہا ۔ ۱۲۳۶ء میں اسے حَلب کے ایُوّبی

فرماں رُوا الملک عزیز نے اپنا وزیر بنالیا اور یہ موت تک اس منصب پہ فائز رہا۔ یہ اور یاقوت ہم عصر تھے۔ معجم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قفطی معجم کی تدوین میں یاقوت کی مدد کیا کرتا تھا۔ اسی بنا پر یاقوت نے کئی مقامات پر علی کا شکریہ ادا کیا ہے۔ تذکرہ نگاروں (کتبیؒ۔ صَفدی۔ حاجی خلیفہ وغیرہ) نے اس کی بیس کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے چند نام یہ ہیں:۔

۱۔ تاریخ الحکماء۔ اس میں تقریباً ۱۱۰ یونانی و مصری اور تین سو اسلامی علماء کا ذکر ہے۔ اس کتاب کا اصلی نام کچھ اور تھا، طبقات الحکما۔ یا تراجم الحکما۔ یا اخبار العلما وغیرہ۔ لیکن الزوزنی نے اس کی تلخیص تاریخ الحکماء کے نام سے تیار کی اور یہ اسی نام سے مشہور ہوگئی۔ یہ ۱۹۰۳ء میں جرمنی سے شائع ہوئی تھی۔ میں نے اسی جرمن ایڈیشن کا اردو ترجمہ ۱۹۴۶ء میں کیا تھا۔ جو پہلے انجمن ترقیٔ اردو۔ دہلی نے شائع کیا۔ اور پھر ۱۹۶۰ء میں کتاب منزل لاہور نے حکمائے عالم کے نام سے۔ یہ ترجمہ ۴۸۱ صفحات پہ مشتمل ہے۔

۲۔ الدُّرُ الثَّمین فی اَخبار المُتَیَّمِین۔

۳۔ اخبار المصنفین و ما صَنَّفوہ۔

۴۔ اخبار النحویین۔ کبیر۔

۵۔ تاریخ مصر (ابتدا سے صلاح الدین تک) چھ جلد۔

۶۔ تاریخ المغرب۔ (بنو تُومَرت کے حالات)

۷۔ تاریخ الیمن۔

۸۔ تاریخ محمود سُبکتگین و بنیہٖ۔

۹۔ اخبار السلجوقیہ۔

۱۰۔ الایناس فی اخبار آلِ مرداس۔

۱۱۔ کتاب فی تاریخ آلِ بُویہہ۔

۱۲۔ کتاب مشیخۃ زید بن الحسن الکندی۔

(معجم الادباء۔ ج۔۵۔ ص۴۸۶۔ وماپ۔ ج ۱۔ ص۶۴۲۔ حکمائے عالم دیباچہ)۔

۱۰۴۔ ابن القلانسی (۱۱۶۰ء)

ابویعلیٰ حمزہ بن اسد التمیمی الدمشقی نے ہلال الصابئی کی تاریخ (جس میں ۱۰۵۷ء تک کے واقعات تھے) کی ایک ذیل لکھ کر واقعات کو ۱۱۶۰ء تک پہنچا دیا۔ اس کا ایک مخطوطہ آکسفورڈ میں تھا جسے مسٹر ایچ۔ ایف ایمڈ روز نے ۱۹۰۸ء میں شائع کیا۔

(وماپ۔ ج۔۱۔ ص۶۴۸)

۱۰۵۔ ابن القوطیہ (۹۷۷ء)

ابوبکر محمد بن عمر بن عبدالعزیز بن ابراہیم بن عیسیٰ بن مزاحم، قرطبہ میں پیدا ہوا۔ اشبیلیہ وغیرہ میں تعلیم پائی۔ کچھ مدت قاضی بھی رہا۔ یہ شاعر، ادیب، لغوی، محدث، فقیہہ اور مؤرخ تھا۔ اس کی تاریخی کتاب صرف ایک ہے یعنی تاریخ الاندلس۔ جس میں حملۂ طارق (۷۱۱ء) سے عبدالرحمٰن ثالث (۹۱۲۔ ۹۶۱ء) تک کے واقعات ہیں۔ یہ میڈرڈ سے ۱۸۶۸ء میں اور پیرس سے (جزواً) ۱۸۸۹ء میں شائع ہوئی۔

(وماپ۔ ج۔۱۔ ص۶۴۸)

۱۰۶۔ ابن القیسرانی (۱۰۵۶۔۱۱۱۳ء)

ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی بن احمد المقدسی۔ مولد: بیت المقدس۔ مدفن: بغداد

اس نے حصولِ علم کے لیئے بہت سفر کیا۔ اس کی بعض تصانیف یہ ہیں:۔

۱۔ کتاب فی رجالِ البخاری و مُسلم۔ ۱۹۰۵ء میں حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی تھی۔

۲۔ کتاب الانساب۔ اس کی ذیل ابو مُوسیٰ الاصفہانی نے لکھی تھی۔ یہ ۱۸۶۵ء میں لیڈن (لائڈن) سے شائع ہُوئی۔

۳۔ اطراف الغرائب۔

۴۔ اطرافُ الکُتُبُ الستۃ۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ ص ۶۴۹)

۱۰۷۔ ابنِ قیّم (۱۲۹۲۔ ۱۳۵۰ء)

شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر بن ایوّب بن سَعْد الزّرعی، دمشق میں پیدا ہوُئے۔ چونکہ آپ کے والد دمشق میں مدرسۃ الجوزیۃ کے قیم (ناظم) تھے۔ اِس لیئے آپ ابن القیم کے نام سے مشہور ہو گئے۔ آپ نے اپنے والد اور دیگر علما کی شاگردی کی۔ اور پھر ۱۳۱۲ء میں امام ابن تیمیہؒ کے ساتھ یوں پیوستہ ہُوئے کہ ۱۳۲۸ء (سالِ وفاتِ امام ابن تیمیہؒ) تک ایک لمحہ کے لئے بھی جُدا نہ ہوئے۔ رجب ۱۳۲۶ء میں امام کو قلعۂ دمشق میں قید کیا گیا تو آپ بھی اُن کے ساتھ تھے۔ امام کوئی پانچسو کتابوں کے مصنّف تھے۔ ان میں سے بیشتر گٹھڑیوں کی صورت میں اِدھر اُدھر پڑی ہوئی تھیں۔ امام کی وفات کے بعد ابن قیّم نے اِن گٹھڑیوں کو کھولا۔ اجزاء کو کتابوں کی صورت میں ترتیب دیا اور ساتھ ہی ان کی تہذیب و تبویب بھی کی۔

ابن العماد الحنبلی نے شذراتُ الذہب میں ابن قیّم کی پینتالیس (۴۵) کتابوں کا ذکر کیا

ہے اور براکلمان نے "تاریخ ادبیاتِ عربی" میں باون کا۔ ان میں سوانحی صرف ایک ہے یعنی زادُ المعاد (حضور صلعم کی سیرت) جو کانپور سے ۱۸۸۱ء میں اور مصر سے ۱۹۰۶ء و ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کا اردو ترجمہ پہلے عبدالرزاق ملیح آبادی (طبع لاہور۔ ۱۹۳۱ء) نے کیا۔ اور پھر رئیس احمد جعفری (کراچی۔ ۱۹۶۲ء) نے۔ آپ کی چند دیگر تصانیف یہ ہیں:۔

کتاب التقدیر۔ بدائع الفوائد۔ الوابل الصیّب۔ الصّواعق۔ التبیان فی اقسام القرآن۔ کتاب الرّوح وغیرہ۔

(دماپ۔ ج۔ ا۔ ص ۱۵۶)

۱۰۸۔ ابنِ کثیر (۱۳۰۱ء ۔ ۱۳۷۳ء)

اسماعیل بن عمر عمادالدین ابوالفداء بن الخطیب القرشی الشافعی، دمشق میں پیدا ہوا۔ ابن تیمیہؒ کے تلامذہ میں سے تھا۔ اس کی شہرت البدایۃ والنہایہ کی وجہ سے ہے۔ یہ آغازِ آفرینش سے اس کے اپنے عہد تک کی تاریخ ہے۔ ۱۹۳۵ء میں مصر سے کئی جلدوں میں شائع ہوئی اس کی ایک اور تصنیف تفسیر القرآن ہے۔ اس نے احادیث بھی جمع کی تھیں، اور الکواکب الدراری کے نام سے تاریخ مصر بھی لکھی تھی۔ اس کی معرفۃ الثقات والضعفاء اسماءُ الرجال پر ہے۔

(دماپ۔ ج۔ ا۔ ص ۶۵۴)

اسی کنیت کا ایک اور عالم ابن کثیر عبداللہ ابوبکر (۶۶۵ء ۔ ۷۳۸ء) مکی تھا۔ قرّاءِ سبعہ میں سے ایک۔

(دماپ۔ ج۔ ا۔ ص ۶۵۳)

۱۰۹۔ ابن الکلبی۔

کوفے کا ایک خاندان، جس کا ہر فرد ابن الکلبی کہلاتا تھا۔ ان کا بزرگ ابوالنضر محمد بن ملک بن سائب بن بشر تھا۔ فرزدق شاعر کا شاگرد۔ تاریخ و تفسیر کا عالم۔ لیکن اسکی

کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔ اس نے ۷۶۳ء میں وفات پائی۔

اس کا بیٹا ابو المنذر ہشام ایک سو چالیس کتابوں کا مصنف تھا (فہرست صہ ۹۶-۹۸)۔ ان میں سے کتاب النسب الکبیر (عربوں کے انساب) تاریخی ہے۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ صہ ۶۵۴)

۱۱۰۔ ابن کمال پاشا (۱۵۳۴ء)

شمس الدین احمد بن سلیمان الحنفی الرّومی، ارضِ رُوم کے ایک شہر توُقات میں پیدا ہُوا ادرنہ میں پرورش پائی۔ جوان ہو کر فوج میں بھرتی ہو گیا۔ اُنھی دنوں ادرنہ کا ایک عالم مولانا لُطفی استنبول گیا۔ اُس کا شاندار استقبال دیکھ کر ابن کمال نے عالم بننے کا عزم کر لیا چنانچہ نوکری چھوڑ کر حصولِ علم میں محو ہو گیا اور اتنا بڑا عالم بنا کہ اس کے قلم سے کوئی دو سو کتابیں نکلیں۔ جب یہ فوت ہُوا تو کسی نے اس کی تاریخِ وفات کہی:۔

وَارتحَلَ العِلمُ بالکمال (۹۴۰) ۔ علم کمال کے ہمراہ رُخصت ہو گیا ہے)

آپ کے کفن پر ہیَ آخِرُ اللّباس (یہ آخری لباس ہے) لکھا تھا اور قبر پر ھٰذا مقامُ احمدؒ دونوں سے تاریخِ وفات نکلتی ہے۔

تصانیف:۔

۱۔ تاریخ ابن کمال۔ (ترکی میں تاریخِ عالم)

۲۔ النجوم الزاہرۃ۔ (تاریخ مصر) کا ترکی ترجمہ۔

۳۔ تاریخ السلطان السلیمان ۔ سلیمان اوّل عثمانی (۱۵۲۰-۱۵۶۶ء) کی تاریخ۔

۴۔ الدُّرّ المصان فی دولۃِ آلِ عُثمان۔

۵۔ طبقات الحنفیۃ۔

۶۔ طبقات المجتہدین۔

۷۔ طبقاتُ اصحابِ الامام الاعظم۔

۸۔ مجمعُ البحرَین (فقہ)

۹۔ مُنیرۃُ الاسلام (کلام)

۱۰۔ حدائِق الازہار (حدیث) وغیرہ۔

(عقود الجواہر۔ ص ۲۱۷-۲۲۶)

۱۱۱۔ ابن اللبّاد (۱۱۶۰ء - ۱۲۳۲ء)

مُوفّقُ الدین عبدالّطیف بن یوسف بن محمد بن علی بن سَعد بغدادی کا والد غالباً "نمدساز" تھا۔ (اللبّاد۔ نمدساز) بعد از حصولِ علم مدتوں مصر میں رہا اور الملک العزیز عثمان (۱۱۹۹ء)۔ شاہِ مصر کی وفات کے بعد سلاجقۂ رُوم کے ہاں چلا گیا۔ وہاں برسوں رہا۔ بالآخر بغداد میں واپس آگیا۔ اور یہیں وفات پائی۔

تصانیف :-

۱۔ کتاب الافادۃِ والاِعتبار۔ مِصر کی تاریخ۔

۲۔ کتاب الحکمۃ الکلامیۃِ۔

۳۔ الرَّدُّ علی فخر الرازی۔

۴۔ مقالۃٌ فی النفس۔

۵۔ مقالۃٌ فی العِلم الالٰہی۔

۶۔ تفسیرِ سُورۃِ الاخلاص۔

۷۔ شرحُ بانت سُعاد۔ وغیرہ۔ (وجدی۔ ج۔ ۶۔ ص ۲۹-۳۱)

۱۱۲۔ ابنِ ماجہ (۸۲۴ - ۸۸۶ء)

ابوعبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ بن ماجہ الربعی القزوینی بقولِ شاہ عبدالعزیز دہلوی (بستان المحدثین ص۱۱۲) ماجہ آپ کی والدہ کا نام تھا۔ آپ قبیلہ ربیعہ کے مولی تھے۔ اور اسی لئے ربعی کہلاتے تھے۔ آپ نے ۸۴۵ء سے جمع احادیث کے لئے سفر شروع کیا، اور طویل تگ و دو کے بعد ۴۳۴۱ احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا (سُنن ابن ماجہ) جو صحاح ستہ میں شمار ہوتا ہے۔ آپ کی دیگر تصانیف یہ ہیں:۔

۱۔ التاریخ۔ یہ عہدِ رسولؐ سے مصنف کے اپنے زمانے تک کی تاریخ ہے۔

۲۔ تاریخِ قزوین۔ اس کا ذکر کشف الظنون نے کیا ہے۔

۳۔ تفسیر۔

سُنن کے سوا باقی تمام تصانیف گُم ہو چکی ہیں۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ ص۲۶۶)

۱۱۳۔ ابنِ ماکولا

اس کا نام کیا تھا؟ اور تاریخ ولادت و وفات کیا؟ ان سوالات پر وجدی اور دماپ میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ وجدی اس کی ایک تاریخی کتاب کا ذکر کرتا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں دماپ خاموش ہے۔

نام:۔

دماپ: ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن علی بن جعفر العجلی المعروف بہ ابن ماکولا۔

وجدی: امیر سعد الملک ابو نصر علی بن ہبۃ اللہ بن علی بن جعفر بن خلکان بن محمد۔

ولادت و وفات :۔

وجدی :۔ ۱۰۵۰ء ۔ ۱۰۸۳ء یا ۱۰۹۴ء ۔

دماپ :۔ ۹۷۵ء ۔ ۱۰۳۹ء ۔

وجدی کے ہاں یہ قائم بامراللہ عباسی کا وزیر تھا اور دماپ کے ہاں جلال الدولہ بُوہی کا۔ دماپ کے ہاں اس کی وفات جیل میں ہوئی تھی۔ اور وجدی لکھتا ہے کہ خراسان جاتے ہُوئے ایک رات اس کے ملازموں نے اسے مار ڈالا اور سامان لے کر رُوپوش ہو گئے۔

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ وجدی کا ابن ماکُولا دماپ والے ابن ماکُولا کا بیٹا تھا۔ اور اس پر شہادت یہ کہ دماپ والے کا نام ابوالقاسم ہبتہ اللہ تھا اور وجدی والے کا ابونصر علی بن ہبتہ اللہ۔ یہ (ابونصر علی) اصفہان کی ایک بستی جرباذقان میں پیدا ہُوا تھا۔ فقہ وحدیث کا فاضل۔ اس نے الخطیب بغدادی کی المؤتنف (رجالِ حدیث) کا تکملہ الاکمال کے نام سے لکھا تھا۔ اور یہ المؤتنف، ابوالحسنی الدارقطنی کی کتاب المختلف والمؤتلف کی ذیل تھی۔ (وجدی۔ ج۔ ۸۔ صـ ۱۳۴ ۔ دماپ۔ ج۔ ۱۔ صـ ۸۰)

۱۱۴ ۔ ابن المرُزبان

اس کا ذکر ابن ندیم نے کیا ہے۔ لیکن نہ اس کا مولد بتایا۔ نہ حالات نہ تاریخ ولادت و وفات۔ اس کا پُورا نام ابوعبداللہ محمد بن خلف بن المرزُبان تھا۔ کئی کتابوں کا مصنف مثلاً :۔

۱۔ کتاب الشعر والشعراء۔ ۴۔ کتاب الشتاء والصیف۔

۲۔ کتاب القاب الشعراء۔ ۵۔ کتاب النساء۔

۳۔ کتاب الجُلساء والنُدماء۔ ۶۔ کتابُ الشراب۔ وغیرہ۔

(فہرست۔ صـ ۲۲۰)

۱۱۵ - ابنِ مِسکوَیہ (و مِسکوَیہ) (۹۴۲-۱۰۳۰ء)

بُو علی احمد بن محمد بن یعقوب مسکویہ رازی، رے میں پیدا ہوا اور اصفہان میں وفات پائی۔ مشہور مؤرخ طبری کاشاگرد تھا۔ دو بُویہی وُزراء یعنی المُہلّبی اور ابن العمید کا ملازم رہا۔ بعد ازآں عضد الدولہ اور اُس کے جانشینوں کا۔ اس نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ عموماً فلسفہ، اخلاق اور سیاست پر۔ صرف ایک تاریخ پر ہے۔ یعنی تجارب الامم۔ جس میں طوفانِ نوحؑ سے ۹۳۱ء تک کے واقعات ہیں۔ اس کتاب کا صرف ایک مخطوطہ استنبول کے کتب خانۂ ایا صوفیہ (۳۱۱۶-۳۱۲۱) میں ہے۔ جس کا ایک حصہ ڈی گوجے نے شائع کیا تھا۔ اور ایک حصہ (جلد ۱-۵- اور ۶-) لنڈن (۱۹۰۹-۱۹۱۷ء) سے نکلا۔ کتاب کا آخری حصہ مارگولیتھ (بہ اشتراکِ ایڈروز) نے ۱۹۲۱ء میں انگریزی ترجمے کے ساتھ شائع کیا تھا۔ اس میں صرف چار سال (۹۹۹-۱۰۰۳ء) کے واقعات ہیں۔

اسکی چند دیگر تصانیف:-

۱- کتاب آداب العرب والفرس (امثال و اقوال)
۲- تہذیب الاخلاق۔
۳- الفوز الاصغر - (خدا۔ رُوح۔ رسالت)
۴- الفوز الاکبر۔ (اخلاق)
۵- رسالۃ فی اللذات والآلام (فلسفۂ لذت والم)
۶- انس الفرید (امثال و حکم)
۷- کتاب السیاسۃ۔
۸- تعلیقات (منطق) وغیرہ۔

(۱) دماپ - ج - ۱ - صفحہ ۶۹ -
(۲) تاریخ فلاسفۃ الاسلام - لُطفی صفحہ ۲۰۹ (۳) ہسٹری آف فلاسفی ان اسلام ڈی بوئر صفحہ ۱۳۹ (۴) [illegible] - ج - ۱ - صفحہ ۲۷۷ -
(۵) قفطی (حکمائے عالم) صفحہ ۴۳ -

۱۱۶۔ ابن المعتز (۸۶۱ - ۹۰۸ء)

ابوالعبّاس عبداللہ، خاندانِ عباسیہ کے ایک خلیفہ المعتز (۸۶۶ - ۸۶۹ء) کا بیٹا، جو صرف ایک دن خلیفہ رہا۔ یہ درباری سازشوں کا شکار ہوگیا۔ اسے اِس کے ایک خادمِ مونس نے گلا گھونٹ کر مار ڈالا تھا۔ یہ ایک نامور شاعر، ادیب اور مؤرّخ تھا۔ اس کا دیوان قاہرہ سے ۱۸۹۱ء میں اور بیروت سے ۱۹۱۳ء میں شائع ہُوا۔ اس کی دو اور کتابیں بھی ہیں:-

۱۔ کتاب البدیع - (صنائعِ ادبی)

۲۔ طبقات الشعراءِ المحدّثین (۱۶۷ محدّث شعراء کے تراجم۔ جس کا ایک عکسی ایڈیشن پروفیسر عباس اقبال (تہران) نے تہران کے ایک نسخے سے تیار کیا تھا اور ۱۹۳۹ء میں لنڈن سے شائع کیا)۔

(وماپ - ج ۱ - ص۶۹۹)

۱۱۷۔ ابنِ معصوم (۱۶۴۲ - ۱۷۰۵ء)

سید علی صدر الدین بن احمد نظام بن معصوم، مدینہ میں پیدا ہُوا تھا۔ اس کا والد اپنے وطن کو چھوڑ کر ہندوستان آگیا اور یہاں قطب شاہی دربار (گولکنڈہ) سے وابستہ ہو گیا۔ علی بھی مدتوں اس دربار میں رہا لیکن بعد میں زیرِ عتاب آگیا اور اورنگ زیب کے پاس چلا گیا۔ وہاں بھی سکون نہ ملا تو شیراز جا پہنچا اور وہیں وفات پائی۔

اس کی سُلافۃ العصر فی محاسنِ الشعراء، الخفاجی کی ریحانۃُ الالبّاء کا تسلسل ہے۔ اس میں دُنیائے اِسلام کے ۱۲۴ شعراء کا ذکر ہے۔ ان میں چھ ہندی ہیں۔ اس کی ایک اور کتاب طبقات الامامیہ ہے۔ جس میں ازابتدا تا عہدِ خود کے شیعی علماء۔ ائمہ۔ صوفیا۔ شعراء اور اعیان کا ذکر ہے۔ اس کا ایک سفرنامہ بھی ہے۔ جس میں مکّہ سے گولکنڈہ

تک کے حالات ہیں۔ یہ غالباً دریائی راستے سے پہلے مکران اور پھر وہاں سے براہِ راجپوتانہ گولکنڈہ پہنچا تھا۔ (زُبید۔ ص۱۵۸)

۱۱۸- ابن المُقَفَّع (۷۲۳ - ۷۵۹ء)

ابو عمرو (ابو محمد) عبداللہ ابن المبارک داذویہ کا اصلی نام روزبہ تھا اور والد کا داذویہ۔ مسلمان ہونے کے بعد اس نے نہ صرف اپنا نام بلکہ اپنے والد کا نام بھی بدل دیا۔ یہ آخری خلفائے اموی کا مقرب تھا۔ جب دوسرے عباسی خلیفہ المنصور کے عم بزرگوار عبداللہ بن علی نے المنصور کے خلاف بغاوت کردی۔ تو منصور کو ابن المقفع کے خلاف بھی (سازش میں شرکت کی) شکایات پہنچیں۔ خلیفہ نے عبداللہ کو تو معاف کردیا۔ لیکن ابن المقفع کو والیٔ بصرہ (سفیان بن معاویہ) کے ہاں بھیج کر قتل کرا ڈالا۔

ابن المقفع فارس کے ایک شہر فیروز آباد میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا والد حجاج بن یوسف کے زمانے میں عراق و فارس کا محصلِ مالیات (افسرِ مال) تھا۔ کہتے ہیں۔ کہ اس نے مال میں بددیانتی کی۔ اس پر حجاج نے اُسے پوری قوت سے ایک ڈنڈا مارا۔ جو اُس کے ہاتھ پہ جا لگا۔ اور وہ ٹوٹ گیا۔ عربی زبان میں شکستہ اور مڑے ہوئے عضو کو مقفع کہتے ہیں۔ وہ اُس روز سے مقفع کہلانے لگا اور اس کا بیٹا ابن المقفع کے نام سے مشہور ہوگیا۔

ابن المقفع فارسی و عربی دونوں میں کامل دسترس رکھتا تھا۔ اُس نے متعدد کتابیں لکھیں۔ چند نام یہ ہیں:۔

۱- کتاب البیکار۔ شاہانِ کیانی کی تاریخ۔

۲- کتاب سگیسران۔ ترکوں اور ایرانیوں کی قدیم جنگوں اور دیگر واقعات کا ذکر۔

۳۔ کتاب مزدک ۔ مزدک کے حالات۔

۴۔ سیرُ الملوک ۔ پہلوی کی ایک کتاب، خدائے نامک کا عربی ترجمہ۔ یہ مُلوکِ عجم کی تاریخ ہے۔

۵۔ کتاب التاج ۔ انوشیروان کے سوانح ۔ عربی ترجمہ از پہلوی ۔

۶۔ کلیلہ و دِمنہ ۔ پہلوی سے عربی میں ترجمہ ۔

۷۔ حِکَم ۔ حکیمانہ اقوال ۔ وغیرہ ۔

(دماپ ۔ ج ۔ ا ۔ صـ ۴۰۲)

۱۱۹۔ ابن مَنْدَوَیْہ

بُوعلی احمد بن عبدالرحمان بن مَنْدَوَیْہ ۔ اِصفہان کا ایک طبیب و ادیب تھا۔ عضدالدّٰلہ دیلمی (۹۴۹ - ۹۸۲ء) کے بنائے ہوئے شفاخانے میں ملازم ۔ قفطی نے اس کی آٹھ کتابوں کی فہرست دی ہے ۔ جن میں سے صرف ایک تاریخی ہے ۔ یعنی؛ کتاب الشعر والشعراء ۔ باقی طِبّی ہیں ۔ کتاب الاغذِیہ ۔ الجامع الکبیر ۔ الکافی وغیرہ ۔

(حکمائے عالم ۔ صـ ۵۶۴)

۱۲۰۔ ابن منظُور (۱۲۳۲ - ۱۳۱۱ء)

ابوالفضل جمال الدین محمد بن مُکَرّم (مُکَرَّم) الافریقی المصری الانصاری الخَزرَجی الرُّوَیْفعِی حضرت رُوَیْفِع بن ثابت صحابی کے خاندان سے تھے ۔ قاہرہ میں ولادت ہُوئی ۔ مصر و دِمشق میں تعلیم پائی ۔ شاعر ۔ محدّث ۔ نحوی اور مؤرخ ۔ پانچسو کے قریب کتابیں لکھیں ۔ چند نام :۔

۱۔ تاریخ دمشق (ابن عساکر) کا اختصار ۔

۲۔ ذیل تاریخ بغداد (ابن النجّار) کا اختصار ۔

۳۔ ذیل تاریخ بغداد (سمعانی) کا اختصار۔

۴۔ یتیمۃ الدھر (ثعالبی) کا اختصار۔

۵۔ الذخیرۃ (ابن بسام) کا اختصار۔

۶۔ لسان العرب : عربی زبان کا مبسوط ترین لغات۔ جو ۱۹۵۵ء میں بیروت سے ساٹھ جلدوں میں شائع ہوا تھا۔ اس میں شہروں۔ قبیلوں شاعروں شاہوں اور ادیبوں کے مختصر حالات بھی ہیں شعراء کی تعداد سترہ سو ہے اور ان کے نقل کردہ اشعار کی تعداد چالیس ہزار۔ اندازہ یہ ہے کہ لسان العرب سے ادباء۔ شعراء۔ حکماء وغیرہ سے کم از کم چالیس تذکرے مرتب ہو سکتے ہیں۔ (دماپ۔ ج۔ ۱۔ ص ۱۲)

۱۲۱۔ ابن النجار محب الدین (۱۱۸۳۔ ۱۲۴۵ء)

حافظ محب الدین ابو عبداللہ محمد بن محمود بن حسن بن ھبۃ اللہ عرف ابن النجار البغدادی، شام۔ مصر۔ حجاز۔ خراسان۔ مرو اور ہرات میں تین ہزار اساتذہ سے درس لیا۔ ان میں ایک ابن الجوزی بھی تھا۔ اور اپنے زمانے کا امام وحجت کہلایا۔ یاقوت نے اس کی پندرہ تصانیف کی فہرست دی ہے۔ چند نام یہ ہیں:۔

۱۔ ذیل تاریخ بغداد (خطیب)۔ تیس جلد۔

۲۔ الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینۃ۔ (تاریخ وحالات مدینہ)

۳۔ نزھۃ الوریٰ فی اخبار القریٰ۔

۴۔ جنۃ الناظرین فی معرفۃ التابعین۔

۵۔ انساب المحدثین۔

۶۔ تہذیب الکمال فی اسماء الرجال ۔ اس کی ذیل ذہبی نے تہذیبُ تہذیبِ الکمال کے نام سے لکھی تھی۔

۷۔ المختلفُ والمؤتلفُ ۔ (ابن ماکولا کی اکمال کی ذیل)

۸۔ المتفقُ والمفترقُ (رواۃِ حدیث کی نسبت آبا و بلاد کی طرف)

۹۔ العِقدُ الفائِق فی عیُونِ اخبارِ الدنیا و محاسنِ تواریخ الخلائق۔

۱۰۔ معجم الشیوخ۔

۱۱۔ مناقب الامام الشافعی۔

۱۲۔ اخبارُ المشتاق باخبارِ العشّاق۔

(معجمُ الادباء ۔ ج ۔ ۷ ۔ صـ۱۰۳ ۔ وجدی ۔ ج ۔ ۱۰ ۔ صـ۵۲۳)

۱۲۲۔ ابن النجّار محمد (۹۱۶ ۔ ۱۰۱۲ء)

محمد بن جعفر بن محمد بن ہارون بن فروۃ بن ناجیہ بن ابوالحسن تمیمی نحوی، کوفہ میں پیدا ہوا اور بغداد میں تعلیم پائی۔ ابن دُرید کا شاگرد تھا۔ اس نے کئی کتابیں لکھیں۔ ان میں ایک تاریخ بھی ہے۔

۱۔ کتاب تاریخ الکوفہ۔

۲۔ کتاب روضۃ الاخبار و نزہۃ الابصار ۔ (اس کا موضوع معلوم نہیں، عنوان سے تاریخی معلوم ہوتی ہے)۔

۳۔ کتاب النحو۔

۴۔ کتاب القراأت۔

۵۔ کتاب النوادر۔ (معجم الادباء ۔ ج ۔ ۶ ۔ صـ۴۶۷)

۱۲۳- ابن الندیم (۹۳۷-۹۹۵ء)

ابوالفرج محمد بن ابی یعقوب اسحاق الوراق بغدادی، بغداد میں کتب فروش تھے۔ آپ کے والد کا ذریعۂ معاش بھی یہی تھا۔ آپ کے مکتبہ سے ابن الاثیر نے بھی فائدہ اٹھایا۔ آپ کی شہرت الفہرست کی وجہ سے ہے۔ اس میں اُن کتابوں کا ذکر ہے جو ۳۷۷ھ - ۹۸۸ء تک شائع ہو چکی تھیں۔ ساتھ مصنفین کے مختصر حالات بھی ہیں نیز سلاطین، حکما اور اطبا کا ذکر۔ اس کتاب کے وہ تمام نسخے جو یورپ اور ایشیا کی لائبریریوں میں ہیں، ناقص اور محرف ہیں۔ صرف لیپزگ کا وہ نسخہ قدرے صحیح ہے جو پیرس، آستانہ اور لائڈن کے نسخوں کی مدد سے تیار کیا گیا تھا اور ۱۸۷۲ء میں شائع ہوا۔

آپ کی ایک اور تصنیف کتاب الاوصاف والتشبیہات ہے۔

(الفہرست - صد۲-۷)

۱۲۴- ابن النفیس (۱۲۱۰-۱۲۸۸ء)

علاؤالدین ابوالعلاء علی بن ابی الحزم القرشی، دمشق کا ایک طبیب تھا جو روزگار کے سلسلے میں قاہرہ چلا گیا۔ وہاں پڑھتا رہا اور وہیں وفات پائی۔ اس نے درجن بھر کتابیں لکھیں۔ مثلاً۔ الشامل (طب) المہذب (آنکھوں کے امراض)۔ موجز القانون۔ مسائل فی الطب وغیرہ۔ ان میں تاریخی ایک ہی ہے۔ یعنی: الرسالۃ الکاملۃ فی السیرۃ النبویۃ۔

(وماپ - ج ۱۱ - صد۴۱۸)

۱۲۵- ابن نقطہ (۱۲۳۲ء)

ابوبکر محمد بن عبدالغنی بن ابی بکر بن شجاع بن ابی نصر بن عبداللہ الحنبلی البغدادی ایک محدث تھا۔ جو تلاشِ احادیث میں خراسان، شام اور مصر تک گیا۔ اس کی وفات بغداد میں

ہوئی۔

اس کی تصانیف :۔

۱۔ کتاب التقیید۔ راویانِ حدیث پر۔

۲۔ ذیل الاکمال۔ ابن ماکولا کی اکمال کی ذیل۔

۳۔ کتابُ الانساب۔ (وجدی۔ ج۔ ۱۰۔ ص ۳۴۸)

۱۲۶۔ ابنِ واصل (۱۲۰۷۔۱۲۹۸ء)

جمال الدین ابو عبداللہ محمد بن سالم (ابن نصر اللہ بن سالم الحموی) ایک عرب مؤرخ جو بیئبرس جاشنگیر (قاہرہ) کا مقرب تھا۔ یہ حماۃ میں قاضی و مدرس بھی رہا۔ اس نے ایوبیوں کی ایک تاریخ مُفرّج الکُروب فی اخبار بنی ایوب کے نام سے اور دُنیا کی تاریخ "التاریخ الصالحی" کے عنوان سے لکھی تھی۔ اوّل الذکر کی ایک جلد چھپ چکی ہے اور آخر الذکر کی ایک جلد موزۂ برطانیہ میں موجود ہے۔ (مخطوطاتِ عربی۔ شمارہ ۶۶۵۷)۔

(دباپ۔ ج۔ ۱۔ ص ۴۲۰)

۱۲۷۔ ابن الوَرْدِی (۱۲۹۰۔۱۳۴۹ء)

زین الدین ابو حفص عمر بن المظفّر بن عمر بن محمد بن ابی الفوارس محمد الوَرْدِی القُرَشی البکری الشافعی کا مولد مَعَرّۃُ النعمان تھا۔ اور مدفن حَلَب۔ اِس نے دمشق۔ حماۃ اور حَلَب میں تعلیم پائی۔ کچھ عرصہ قاضی بھی رہا۔ اس کی تصانیف :۔

۱۔ ابوالفداء کی تاریخ کا خلاصہ تتمۃ المختصر فی اخبار البشر کے نام سے لکھا۔ طبع قاہرہ (۱۸۶۸ء)

۲۔ تحریر الخصاصہ (الفیہ نثر میں)

۴۔ البہجۃُ الوَردِیہ۔ (فقہ)۔ وغیرہ۔

ایک اور ابن الوردی سراج الدین ابوحفص عمرؒ (۱۴۵۷ء) تھا۔ ایک شافعی عالم۔ خریدۃُ العجائب وفریدۃُ الغرائب کا مصنّف۔ جس کے متعلق دماپ نے اتنا ہی لکھا ہے۔ کہ "یہ ایک طرح کی جغرافیے اور تاریخِ فطرت کی کتاب ہے"۔

(دماپ۔ ج۔۱۔ صـ۴۲۳-۴۲۴)

۱۲۸۔ ابنِ ہشام (۸۲۹ء)

ابومحمد عبدالملک بن ہشام بن ایوّب الحمیری البصری، بصرہ میں ولادت اور فسطاط (مصر) میں وفات ہوئی۔ اس کی تصانیف:۔

۱۔ ابنِ اسحاق کی سیرۃُ النبیؐ کا اختصار۔

۲۔ کتاب التیجان۔ جنوبی عرب کی روایات کا مجموعہ

۳۔ کتاب فی انساب حمیرؓ وملوکہا۔ اس کتاب کا ذکر وجدی نے کیا ہے۔

اسی کنیت کا ایک اور عالم بھی تھا۔ یعنی ابن ہشام جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن احمد بن عبداللہ انصاری المصری (۱۳۰۹-۱۳۶۰ء) فقیہہ۔ محدّث اور نحوی جس کی ۱۹ کتابوں کے نام دماپ (جلد ۱ صفحہ ۴۲۹) نے دیئے ہیں۔

(دماپ۔ ج۔۱۔ صـ۴۳۰)

۱۲۹۔ ابوحاتم السجستانی (۸۶۹ء)

سہل بن محمد الجُشمی، ماہر لسانیات جوبجستان (ولایت بصرہ کا ایک گاؤں) میں پیدا ہوا۔ اصمعی کا شاگرد، ابن دُرَید اور مُبرّد کا اُستاد تھا۔ اس نے ۲۷ کتابیں لکھیں۔ لیکن ہم تک صرف چار نام پہنچے ہیں۔

۱۔ المعمرون من العرب وطرف من اخبارہم ۔ یعنی طویل العمر عربوں کے حالات۔ ۱۸۹۹ء میں لائڈن سے شائع ہوئی۔

۲۔ التذکیر والتانیث ۔

۳۔ الاضداد ۔

۴۔ النخل ۔ طبع رُوم ۔ ۱۸۷۳ء۔

(دماپ ۔ ج ۔ ۱ ۔ ص ۷۶۸)

۱۳۰۔ ابوحسّان (۱۴۴ - ۸۵۷ء)

حسن بن عثمان بن حمّاد بن حسّان بن عبدالرحمان بن یزید الزیادی البغدادی، واقدی کے اصحاب میں سے تھا۔ وکیع کا شاگرد اور ابن ابی الدُّنیا کا اُستاد۔ یہ خلقِ قرآن کا قائل تھا۔ اور اس کے پاس بہت بڑی لائبریری تھی۔ تصانیف :-

۱۔ طبقات الشعراء ۔

۲۔ کتاب الآباء والاُمّہات ۔

۳۔ کتاب عُروۃ بن زُبیر ۔ (معجم الادباء ۔ ج ۔ ۳ ۔ ص ۱۲۵)

۱۳۱۔ ابوحنیفہ دینوری (۸۹۵ء)

ابوحنیفہ احمد بن داؤد، اقلیم ہمدان کے ایک شہر دینور میں پیدا ہوا۔ حصولِ علم کے لیے اصفہان، عراق، شام، فلسطین اور حرمین تک گیا۔ اس نے مؤرخ۔ لغوی اور نحوی کی حیثیت سے بڑی شہرت حاصل کی۔ تصانیف :-

۱۔ الاخبار الطوال ۔ اس میں انبیاء۔ قدیم اقوامِ عرب (عاد وثمود وغیرہ) ملوکِ یمن شاہانِ ایران اور خلفاء (تا معتصم عباسی) کا ذکر ہے ۔

۲۔ کتابُ البیان۔ ۲۰ جلد۔

۳۔ کتاب الفصاحۃ۔

۴۔ کتاب جواہر العلم۔

۵۔ کتابُ اصلاح المنطق۔

۶۔ کتاب الجبر و المقابلہ۔

۷۔ کتاب الشعر و الشعراء۔ اِس میں شعراء کے حالات ہیں۔

(مقدمۂ الاخبارُ الطوال۔ طبع قاہرہ۔ ۱۹۶۰ء)

۱۳۲۔ ابُو حیّان توحیدی (۱۰۲۳ء)

علی بن محمد بن عبّاس شیراز میں پیدا ہُوا اور وُہیں وفات پائی۔ یحیٰی بن عدِی فلسفی کا شاگرد۔ مسکویہ، زید بن رفاعہ اور ابوالوفا بوُزجانی کا معاصر تھا۔ صمصام الدّولہ کے وزیر ابنِ سعدان کا درباری رہا۔ اس وزیر کے ہاں عُلماء ہر شام جمع ہوکر مختلف مسائل پر بحث کیا کرتے تھے۔ ابوحیان نے ان مجالس میں سے تیس کی روئداد الاِمتاعُ والمؤانسہ کے نام سے قلمبند کی۔

کچھ عرصہ رے میں ابوالقاسم اسماعیل بن عبّاد کا مصاحِب بھی رہا۔ ناقدریِٔ ابنائے زمانہ کی وجہ سے آخر عمر میں اس نے اپنی تمام کتابیں جلا ڈالی تھیں۔

یہ ایک مُعتزِلی تھا۔ اور عموماً فلسفیانہ مسائل پہ لکھا کرتا تھا۔ اِس کی تصانیف میں ایک تاریخی بھی ہے یعنی کتاب فی اخبارِ الصوفیۃ۔ دیگر کتابیں:۔

۱۔ کتاب البصائر۔

۲۔ کتاب الرسالۃ البغدادیہ

۳۔ رسالۃ الصدیق والصداقۃ۔

۴۔ ریاض العارفین۔

(معجم الادباء۔ ج۔ ۵۔ صفحہ ۳۸۰۔ انگ۔ ج۔ ۱۔ "ابو")

۱۳۳۔ ابوزکریّا الورجلانی (۱۰۷۹ء۔ زندہ)

یحییٰ بن ابی بکر، مراکش کے ایک قصبے ورجلان میں پیدا ہوا، اور غالباً وہیں وفات پائی۔ اس کی شہرت اس کی تاریخ السیرۃ واخبار الائمّۃ کی وجہ سے ہے۔ یہ فرقہ اباضیہ[1] اور شیوخِ اباضی کی تاریخ ہے۔ اس کا ایک فرانسی ترجمہ ۱۸۷۸ء میں الجزائر سے شائع ہوا تھا۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ صفحہ ۲۰۹)

---

[1] اباضیہ: عبداللہ بن اباض کے پیرو، جس نے اُمیہ کے آخری خلیفہ مروان (۷۴۴۔۷۵۰ء) کے زمانے میں علمِ بغاوت بلند کیا تھا۔ اس کے عقائد یہ تھے:۔

ا: اہلِ قبلہ میں سے ہمارے مخالف کافر ہیں۔ لیکن اُن کا وطن دارِ توحید کہلائے گا۔ اور اُن کی لشکرگاہ دارالحرب تصوّر ہوگی۔

ب: افعالِ عباد، اللہ کے مخلوق ہیں اور عباد کے کسب۔

ج: مرتکبِ کبائر کافرِ نعمت ہے، کافرِ ملّت نہیں۔

د: منافق (بہ عہدِ رسول صلعم) موحّد کافر تھے۔

اباضیہ کے تین فرقے تھے۔

اوّل: حفصیہ، حفص بن ابی المقدام کے پیرو۔ جن کا عقیدہ یہ تھا کہ جو شخص اللہ کو مانتا ہے۔ وہ ارتکابِ کبائر کے بعد کافر تو ہوجاتا ہے لیکن مشرک نہیں بن سکتا۔

دوم: حارثیہ، الحارث الاباضی کے پیرو، جو انسان کو افعال میں مختار سمجھتے تھے۔

(باقی نوٹ اگلے صفحے کے نیچے)

۱۳۴۔ ابوزکریا یحییٰ اصفہانی (۱۰۴۳ - ۱۱۱۹ء)

ابوزکریا یحییٰ بن عبدالوہاب بن ابی عبداللہ بن اسحاق بن یحییٰ حدیث کے ممتاز حفاظ میں سے تھا، اس کا ذکر سمعانی نے ذیل میں، اور حافظ عبدالغافر بن اسماعیل الفارسی نے تاریخِ نیشاپور میں کیا ہے۔ اس نے تاریخِ اصفہان لکھی تھی۔

لطیفہ ایک دن یہ کسی دیہاتی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا۔ امام کو پوری آیت بھول گئی۔ اور یہ ٹکڑا: اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلیٰ قَوْمِہٖ (ہم نے نوح کو اپنی قوم کی طرف بھیجا) دُہرانے لگا۔ صف میں سے ایک بدو بول اٹھا اِن لَّمْ یَذْھَبْ نُوحٌ فَارْسِلْ غَیْرَہٗ۔ (اگر نوح نہیں جا سکا تو کسی اور کو بھیج دیجئے)۔

(وجدی - ج - ۹ - صد ۴۳۵)

۱۳۵۔ ابوشامہ (۱۲۰۳ - ۱۲۶۸ء)

شہاب الدین ابوالقاسم عبدالرحمان بن اسماعیل، دمشق میں پیدا ہوا۔ دمشق اور اسکندریہ میں فرائضِ تدریس سرانجام دیتا رہا۔ اس نے تین تاریخی کتابیں لکھیں۔

اوّل۔ کتاب الرَّوضتین فی اخبار الدَّولتین (سلطان نورالدین و صلاح الدین کے واقعات)

دوم تاریخِ دمشق (ابن عساکر) کا اختصار۔

سوم: یزیدیہ۔ یزید بن انیسہ کے پیرو، جو ختمِ نبوت کے منکر تھے۔ اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ ایک رسول ایران میں بھی آئے گا جس پر ایک ہی مرتبہ لکھی لکھائی کتاب نازل ہوگی اور وہ قرآن کو منسوخ کر دے گا۔

(الملل والنحل۔ شہرستانی - صد ۱۳۴)

سوم: الذّیل علی الرّوضتین۔

(دمام - ج ۱۴ - ص ۴۱۲ - دماپ - ج ۱ - ص ۸۲۹)

۱۳۶ - ابوطاہر طرسوسی (طوسی)

محمد بن حسن بن علی بن موسیٰ نے عرب اور ایران کی عوامی تاریخی کہانیوں کو قلمبند کیا۔ تین کتابوں کے نام یہ ہیں:-

۱- داراب نامہ (فارسی) دارا و سکندر کی تاریخ۔

۲- قہرمان نامہ (فارسی) ہوشنگ کے ایک پہلوان کی کہانی۔

۳- قِران حبشی (فارسی) کیقباد کے ایک پہلوان کی کہانی۔

(دماپ - ج ۱ - ص ۸۳۸)

۱۳۷ - ابوالعرب (۸۷۳ - ۹۴۵ء)

محمد بن تمیم بن تمام التمیمی، قیروان کا فقیہ۔ محدّث۔ شاعر اور مؤرخ جس کی صرف ایک کتاب یعنی: طبقات علمائے افریقہ محفوظ رہی ہے۔ یہ ۲۰-۱۹۱۵ء میں الجزائر سے شائع ہوئی تھی۔

(دماپ - ج ۱ - ص ۸۵۹)

ایک اور ابوالعرب، عزالدین عبدالعزیز بن شدّاد بن تمیم الحمیری القیروانی (۱۲۰۴ء زندہ) تھا۔ ابن عساکر کا شاگرد، اس نے مراکش۔ اندلس اور سسلی کی تاریخ پر کتاب الجمع والبیان فی اخبار القیروان لکھی تھی۔

(حاشیۂ معجم الالقاب - باب العین - ص ۲۱۳)

۱۳۸ - ابوالغازی (۱۶۰۳ - ۱۶۶۳ء)

ابوالغازی بہادر خان، خیوا کا حاکم اور چغتائی مؤرخ تھا۔ اس کی زندگی کا بیشتر حصہ سیاسی

نشیب و فراز میں گذرا۔ اس نے خیوا کی حکومت حاصل کرنے کے لیئے بڑے جتن کیئے اور آخر ۱۶۴۵ء میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن اس کا عہدِ خانی بھی جنگ و جدل سے ملوّث تھا۔ آئے دِن کوئی نہ کوئی قبیلہ اس کے خِلاف اُٹھ پڑتا۔

یہ مصنّف بھی تھا۔ اِس کی تصانیف :-

۱۔ شجرۂ تراکمہ۔ ۱۶۵۹ء کی تصنیف جو زیادہ تر رشید الدین کی تاریخ سے ماخوذ ہے۔ اس کا عکسی ایڈیشن ۱۹۳۷ء میں انقرہ سے اور رُوسی ترجمہ ۱۸۹۲ء میں اشکاباد سے شائع ہوا تھا۔

۲۔ شجراتُ الاتراک۔ شیبانیوں (تاتاریوں کی ایک شاخ) کی نامکمل تاریخ۔ جس کا جرمنی ترجمہ ۱۷۸۰ء میں گوٹنگن سے اور فرانسیسی ایڈیشن ۱۸۲۶ء میں لائڈن سے نکلا۔ اس کا ترجمہ لاطینی اور رُوسی میں بھی ہوا تھا۔

(دماپ۔ج۔۱۔ص۸۷۵)

۱۳۹۔ ابوالفداء (۱۲۷۳-۱۳۳۱ء)

اسماعیل الافضل علی بن المظفر محمود بن (المنصور) محمد بن تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب الملک المویّد عماد الدین، آلِ ایوب میں سے تھا۔ دمشق میں پیدا ہُوا۔ اور ۱۳۱۰ء میں مصر کے مملوک سُلطان محمد بن قلاؤن نے اسے حماۃ کا گورنر اور دو برس بعد مستقل والی (نواب) بنا دیا۔ ۱۳۲۰ء میں اِسے الملک المؤیّد کا خطاب ملا۔

تصانیف :-

۱۔ مختصر تاریخ البشر۔ اس میں قبل از اسلام سے ۱۳۲۹ء تک کے واقعات ہیں۔ ابن الوردی، ابن حبیب الدمشقی اور ابنِ شحنۃ الحلبی نے اسکی

ایک ایک ذیل لکھی۔ یہ کتاب ۱۷۲۳ء میں آکسفورڈ سے، ۱۷۵۴ء میں لیپزگ سے، ۱۷۸۹ء میں کوپن ہیگن سے اور ۱۸۷۰ء میں استنبول سے شائع ہوئی

۲۔ تقدیم البلدان۔ جغرافیہ کی کتاب۔

۳۔ الماوردی کی الحاوی (فقہ) کو منظوم کیا۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ ص ۸۷۸)

۱۴۰۔ ابوالفرج اصفہانی (۸۹۷ - ۹۶۷ء)

علی بن الحسین بن محمد بن ہیثم بن عبدالرحمان بن مروان بن عبداللہ بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ اصفہان میں پیدا ہوا۔ اور بغداد میں وفات پائی۔ صاحب بن عباد کا مصاحب، ابن درید و ابن الانباری کا شاگرد۔ ادیب۔ مؤرخ اور نساب۔

اس کی تصانیف :۔

۱۔ کتاب الاغانی۔ ۲۱ جلد۔ اس میں مغنیوں، شاعروں، قدیم عرب قبائل۔ ان کے ایام اور معاشرت کا ذکر ہے۔ بدیگر یہ دورِ جاہلیت سے چوتھی صدی، ہجری کے آغاز تک عربی ثقافت کی مکمل تاریخ ہے۔ یہ بولاق سے ۱۸۶۹ء میں قاہرہ سے ۱۹۰۵ء میں اور بیروت سے ۱۹۵۶ء میں شائع ہوئی۔

۲۔ مقاتل الطالبین واخبارہم۔ خاندانِ ابی طالب کے ان اٹھاسی افراد کا تذکرہ، جو سیاسی بناء پر قتل ہوئے۔ ابتدا میں جعفر بن ابی طالب کا ذکر ہے

۳۔ ایام العرب۔ اس میں عربوں کے سترہ سو معرکوں کی تفصیل ہے۔

۴۔ کتاب الاخبار والنوادر۔

۵۔ کتاب ادباء الغرباء

۶۔ کتاب مجموع الآثار والاخبار۔

۷۔ کتاب ادباء الغرباء۔

۸۔ کتاب صعالیک الشعراء۔

۹۔ کتاب اخبار جحظہ البرمکی۔

۱۰۔ کتاب اخبار القبائل وانسابہا۔

۱۱۔ اخبار القیان۔

۱۲۔ کتاب نسب بنی عبدالشمس۔

۱۳۔ کتاب نسب بنی تغلب۔

۱۴۔ کتاب نسب بنی شیبان۔

۱۵۔ کتاب جمہرۃ النسب

۱۶۔ کتاب الغلمان المغنیین۔

۱۷۔ ایام العرب۔ (معجم الادباء۔ ج۔ ۵۔ صہ ۱۵۱ ۔ وماپ۔ ج۔ ۱۔ صہ ۸۲)

۱۴۱۔ ابوالفضل بن شیخ مبارک ناگوری (۱۵۵۱ - ۱۶۰۲ء)

آگرہ میں پیدا ہوا۔ اس کا والد اُس وقت وہاں معلم تھا۔ اکبری دربار میں اس کی رسائی فیضی کی وجہ سے ہوئی۔ اکبر کے دینِ الٰہی کی تشکیل میں بھی اس کا حصہ تھا۔ رفتہ رفتہ دربار میں اس کا اثر اتنا بڑھ گیا کہ درباری اس سے جلنے لگے اور انھی کے کہنے پر ۱۵۹۹ء میں اکبر نے اسے دکن کا حاکم بنا دیا۔ جب ۱۶۰۲ء میں شہزادہ سلیم باپ سے باغی ہو گیا تو اکبر نے ابوالفضل کو دکن سے برائے مشورہ طلب کیا۔ چونکہ سلیم ابوالفضل سے بدظن رہتا تھا۔ اسے خطرہ پیدا ہوا کہ اگر ابوالفضل دہلی پہنچ گیا تو وہ تعلقات کو اور بگاڑ دے گا۔ چنانچہ اس نے

گوالیار کے راجہ بیر سنگھ دیو کو پیغام بھیجا کہ وہ ابوالفضل کو راستے ہی میں ختم کر دے۔ چنانچہ جب یہ گوالیار کی حدود سے گزر رہا تھا تو راجہ نے حملہ کر کے اُسے مار ڈالا۔ اور اس کا سر الہ آباد میں شہزادے کے پاس بھیج دیا۔

تصانیف:۔

۱۔ اکبرنامہ (تاریخ) اس میں تیموریوں کا شجرۂ نسب۔ اسلاف کے حالات بابر۔ ہمایوں اور اکبر کے واقعات ہیں۔

۲۔ آئینِ اکبری۔ یہ نیم تاریخی کتاب ہے اس میں دربار، حرم سرا، متعلقینِ دربار مالیاتِ حکومت۔ ہندوؤں کے ادب۔ اور اُن کے اداروں۔ بیرونی حملہ آوروں اور مسلم صوفیاء کا ذکر ہے۔

۳۔ تاریخ الفی کا دیباچہ۔

۴۔ دیباچۂ رزم نامہ۔ مہابھارت کے فارسی ترجمے کا دیباچہ۔

۵۔ عیار دانش۔ انوار سہیلی کا اختصار۔

۶۔ انشائے ابوالفضل۔ پہلے حصے میں اکبر کی طرف سے خطوط ہیں، دوسرے حصے میں ابوالفضل کے اپنے خطوط اور تیسرے میں متفرق تحریرات۔

۷۔ رقعاتِ ابوالفضل۔ یہ مجموعہ اس کے بھتیجے نورالدین محمد نے ترتیب دیا تھا۔

(وماپ۔ ج۔ ۱۔ صہ ۸۸۹)

۱۴۲۔ ابومحمد مکی (۳۵۵-۹۶۵ھ-۱۰۴۶ء)

ابومحمد بن ابی طالب حموش بن محمد بن مختار القیسی المصری المکی۔ تفسیر، فقہ، حدیث اور تاریخ کا یہ فاضل قیروان میں پیدا ہوا۔ تیرہ برس کی عمر میں مصر جا پہنچا اور وہاں برسوں مختلف

اساتذہ سے پڑھتا رہا۔ کئی مرتبہ مکہ مکرمہ میں بھی گیا اور وہاں کے اساتذہ سے بھی فیض پایا۔ آپ کی نسبت مکہ و مصر کی طرف غالباً ویسی ہی ہے جیسے کوئی شخص جامعۂ ازہر سے تعلیم پانے کے بعد ازہری کہلانے لگے۔

آپ قیروان نیز قرطبہ میں درس دیتے رہے۔ اور آپ کی وفات قرطبہ ہی میں ہوئی۔

تصانیف :۔

۱۔ کتابُ المُنتقیٰ فی الاخبار ۔ چار جلد۔ تاریخی کتاب ہے

۲۔ الہدایتہ ۔ بعض آیات کی تشریح۔

۳۔ التّنبیہ۔ اصُولِ قرائت

۴۔ تفسیر۔ ۱۵ جلد۔

۵۔ الموجز ۔ قرائت پر۔ وغیرہ۔

(وجدی ۔ ج ۔ ۹ ۔ صہ ۳۷۳)

۳۴۱۔ ابُو مِخنَف (۴۷ء)

لُوط بن یحیٰی بن سعید بن مِخنَف بن سلیم (سلیمان) الاَزدی کا پڑدادا، مِخنَف، اَزدیوں کا سَردار تھا اور حضرت علیؓ کا مددگار۔ کہتے ہیں کہ واقدی اُمُورِ حجاز کا ماہر تھا۔ المدائنی اُمُورِ خراسان کا اور لُوط اُمُورِ عراق کا۔ اس کی طرف تقریباً تین درجن کتابیں منسوب ہیں۔ چند نام یہ ہیں :۔

۱۔ کتابُ فتوحِ الشام۔

۲۔ کتابُ فتوحِ العِراق۔

۳۔ کتابُ الجمل۔

۴۔ کتاب صِفّین۔

۵۔ کتاب اہل النہروان والخوارج۔

۶۔ کتاب الخوارج۔

۷۔ کتاب مقتل علیؑ۔

۸۔ کتاب مقتل الحسینؑ۔

۹۔ کتاب مقتل محمد بن ابی بکر والاشترؒ۔

۱۰۔ کتاب مقتل عبداللہ ابنِ زبیرؓ۔

۱۱۔ کتاب مقتل عمروؓ بن سعید بن عاص۔

۱۲۔ کتاب حدیث الازارقہ۔

۱۳۔ کتاب مرج راہط۔

۱۴۔ کتاب یزید بن مہلب۔

(فہرست۔ ص۱۴۳ — دماپ۔ ج۔۱۔ ص۹۰۷)

۱۴۴۔ ابوالمعالی محمد بن عبیداللہ بلخی (۱۰۹۹ء۔ زندہ)

ناصر خسرو کا معاصر اور سلطان مسعود غزنوی (۱۰۹۹۔ ۱۱۱۴ء) کا درباری۔ اس نے مختلف مذاہب پر بیان الادیان لکھی۔ اس میں مذاہب قبل از اسلام اور اسلامی فرقوں کی تفصیل ہے یہ ایران سے ۱۹۳۴ء میں شائع ہوئی۔ (دماپ۔ ج۔۱۔ ص۹۱۱)

۱۴۵۔ ابو معشر نجیح (۷۸۷ء)

ابو معشر نجیح بن عبدالرحمان المدنی، یمن کا ایک غلام، جو مدینہ میں آباد ہو گیا تھا۔ اس کی وفات بغداد میں ہوئی۔ اس نے کتاب المغازی لکھی تھی۔ جس کے کئی اجزاء واقدی اور ابن سعد کی کتاب المغازی میں محفوظ ہیں۔ (دماپ۔ ج۔۱۔ ص۹۱۳)

۱۴۶۔ ابومؤثرِ الصّلت (۸۸۷ء۔ زندہ)

الصّلت بن خمیس البھلوی العُمانی۔ عمّان کے ایک قصبے بھلاء کا باشندہ اور ایک اباضی عالم جس کی چار تصانیف کے نام تذکروں میں ملتے ہیں۔

۱۔ الاَحداث والصِّفات۔ عمان کے ایک والی کا نام الصّلت بن مالک تھا۔ وہ معزول ہوگیا۔ وہ کیسے معزول ہوا اور اُس کے عہد میں عمّان کی حالت کیا تھی۔ یہ تمام تفاصیل اس کتاب میں موجود ہیں۔

۲۔ السِّیرۃ۔ اباضی تحریک کی ممتاز شخصیّتوں کے حالات۔

۳۔ تفسیر۔ صرف پانچسو آیات کی تفسیر جن کا تعلق حلال و حرام سے تھا۔

۴۔ البیان والبرُہان۔ اخلاقی۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ صہ ۹۱۴)

۱۴۷۔ ابونُعیم اصفہانی (۹۴۸۔ ۱۰۳۸ء)

احمد بن عبداللہ بن اسحاق بن موسٰی بن مہران الشافعی، فقہ و حدیث کا عالم تھا اور مقبول الدعاء صوفی، جس کے متعلق یہ حکایت مشہور ہے کہ ایک مرتبہ بعض آدمیوں نے اسے اصفہان میں زدو کوب کیا۔ اور ساتھ ہی امامتِ مسجد سے برطرف کر دیا۔ اس نے اُنھیں بددُعا دی۔ چند روز بعد سبکتگین نے اصفہان پہ حملہ کیا اور اتفاق دیکھیے اس کی تلوار سے صرف وہی لوگ ہلاک ہُوئے، جنھوں نے ابونعیم پہ حملہ کیا تھا۔ اس کی تصانیف یہ:

۱۔ اخبارِ اصفہان۔

۲۔ طبقات الصوفیا و حِلیۃُ الاولیاء۔

(وجدی۔ ج۔ ۱۰۔ صہ ۳۱۶ ـــ دماپ۔ ج۔ ۱۔ صہ ۹۱۷)

۱۴۸۔ ابونُعیم الفضل (۴۸ھ۔ ۸۳۴ء)

ابن دُکین المُلائی، حضرت طلحہؓ کے خاندان کا مولیٰ تھا اور کوفہ میں رہتا تھا۔ یہ ایک مستند راوی اور تاریخی اخبار کا ناقل تھا۔ اس کے حوالے تو تاریخی کتب میں بکثرت ملتے ہیں۔ لیکن اس کی کوئی تاریخی کتاب باقی نہیں رہی۔ اس نے عام تاریخی معلومات کے علاوہ بعض مشاہیر کے متعلق بھی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ اس کی صرف دو فقہی کتابوں یعنی کتاب المناسک اور کتاب المسائل کے نام باقی رہ گئے ہیں۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ ص۹۱۸)

۱۴۹۔ آبیؔ۔ (۱۰۳۰ء)

ابوسعد منصور بن ابی الحسین، مجدالدولہ رُستم بویہی کا وزیر تھا۔ اس کا ذکر باخرزی نے دُمیۃ القصر میں اور ثعالبی نے یتیمہ کے "تتمہ" میں کیا ہے۔ اس کی تاریخی کتاب کا نام تاریخ الرے (رے کی تاریخ) ہے۔ (الزیادات علی معجم الالقاب ص۹)

۱۵۰۔ ابی وَرَدِی (۱۱۱۳ء)

ابوالمظفر محمد بن ابی العباس احمد، خراسان کے ایک شہر "ابیورڈ" میں پیدا ہوا اور اصفہان میں وفات پائی۔ یہ شاعر و مؤرخ تھا۔ اس کا دیوان تو قاہرہ سے شائع ہو چکا ہے لیکن اس کی دو تاریخی کتابیں یعنی:۔

تاریخِ ابی وَرد اور قبائل عرب (ہم نام اور مختلف الاسم قبائل کا ذکر)۔ ناپید ہو چکی ہیں۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ ص۹۵۶)

۱۵۱۔ محمد دیاب الاَتلیدی

الامن رُوم کے ایک شہر ہُنیفا کا رہنے والا۔ دوسری صدی کا مورخ، جس نے برامکہ

کے حالات اور اُن کے انجام پر ایک کتاب اِعلام ُ النّاس بما وقعُ للبرامکۃ مع بنی العبّاس ' کے عنوان سے لکھی تھی۔ (وجدی۔ ج۔۱۔ ص۴۲)

۱۵۲۔ احمد امین (۱۸۸۶۔۱۹۵۴ء)

ایک مِصری فاضل' جو قاہرہ میں پیدا ہوا۔ مصری عدالتوں میں بطورِ قاضی کام کرتا رہا۔ ۱۹۲۶ء میں جامعۂ قاہرہ میں استاد مقرر ہوا۔ ۱۹۴۷ء میں وہ عرب لیگ کے شعبۂ ثقافت کا ناظم بنا۔ یہ ایک ادارۂ تالیف و ترجمہ کا بھی بانی تھا۔ اس کی تصانیف :۔

۱۔ فجرُ الاسلام ۔ تمدّنِ اسلامی کی تاریخ۔ طبع قاہرہ ۱۹۲۸ء۔
۲۔ ضحیٰ الاسلام ۔ تمدّنِ اسلامی کی تاریخ۔ طبع قاہرہ ۱۹۳۳ء۔
۳۔ ظُہرُ الاسلام۔ تمدّنِ اسلامی کی تاریخ۔ طبع قاہرہ ۱۹۴۵ء۔
۴۔ قامُوسُ العادات والتّقالید۔ مِصر کی عوامی رَوایات۔ طبع قاہرہ ۱۹۵۳ء۔
۵۔ حیاتی۔ خود نوشت سوانح۔ طبع قاہرہ ۱۹۵۰ء۔

(دماپ۔ ج۔۲۔ ص۸۸)

۱۵۳۔ احمد بابا (۱۵۵۶۔۱۶۲۷ء)

ابوالعباس احمد بن احمد بن احمد بن عُمر بن محمد اَقیت بن عُمر بن علی بن یحییٰ التکروری ' (الصنہاجی) المسّوفی (الماسوفی)۔ سوڈان کا ایک تذکرہ نگار، جو صنہاجہ خاندان سے تعلّق رکھتا تھا اور ٹمبکٹو میں پیدا ہُوا۔ جب ۱۵۹۲ء میں سلطانِ مراکُش ' احمد المنصُور ' نے سوڈان کو فتح کیا تو اس نے احمد المنصُور کو بادشاہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ نتیجۃً اسے ۱۵۹۴ء میں پابزنجیر مراکُش بھیج دیا گیا۔ راہ میں اُونٹ سے گِر کر اس کا ایک پاؤں ٹوٹ گیا اور اس افراتفری میں اس کی ۱۶۰۰ کتابیں بھی ضائع ہو گئیں۔ کچھ دیر بعد جب اسے آزادی نصیب

ہوئی تو یہ مراکش ہی میں فرائضِ تدریس سرانجام دینے لگا۔ ۱۶۰۷ء میں وطن کو لوٹا اور یہیں انتقال کیا۔

آپ نے فقہ۔ نحو اور دیگر مضامین پر کوئی پچاس کتابیں لکھی تھیں۔ چند نام یہ ہیں :-

۱۔ ابنِ فرحون نے فقہائے مالکی پر الدیباجُ المذہّب فی معرفۃ اعیانِ المذہب، لکھی تھی۔ احمد بابا نے اِس کا ضمیمہ نَیلُ الابتہاج کے نام سے تیار کیا۔

۲۔ کفایۃ المحتاج لمعرفۃ ما لیس فی الدیباج۔ اِس میں المغرب کے اُن علماء و اولیاء کا ذکر ہے۔ جو الدیباج میں نہیں آسکے۔ یہ فاس سے ۱۸۹۹ء میں اور قاہرہ سے ۱۹۱۱ء میں شائع ہوئی۔

(داپ۔ ج۔ ۲۔ ص۸۹)

۱۵۴۔ احمد بن خالد بن حمّاد الناصری السّلاوی ابُو العبّاس شہاب الدین۔ (۱۸۳۵-۱۸۹۷ء)

مراکش کا ایک عالم جو مختلف مناصب پہ فائز رہا۔ کبھی قاضی، کبھی مہتممِ محلات، کبھی ناظمِ شاہی جائداد اور کبھی افسرِ راہ داری۔ اس کی بعض تصانیف کے نام یہ ہیں :-

۱۔ کتاب الاستقصاء لِاخبارِ دُوَلِ المغرب الاقصیٰ۔ یہ دُولِ افریقۂ غربی کی تاریخ ہے۔ اس کتاب کے ایک حصّے کا۔ جو علوی خاندان کی تاریخ ہے، فرانسی ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ اس میں مرینی اور چند دیگر خاندانوں کی تاریخ بھی ہے۔ یہ ۱۸۸۱ء میں مکمّل ہوئی تھی اور ۱۸۹۴ء میں قاہرہ سے چار جلدوں میں شائع ہوئی۔

۲۔ تعظیم المِنّۃ بنصرۃ السُّنّۃ۔

۳- طلعۃ المشتری۔ اپنے خاندان کی سرگزشت۔

۴- چھ رسائل۔ (مختلف موضوعات پر)۔

(دماپ۔ ج-۲- صہ۴)

۱۵۵- احمد بن سہل البلخی ابوزید (۹۳۴ء)

بلخ کا لغوی، نحوی، مفسر اور طبیعی، جس پر یاقوت نے بارہ صفحات لکھے اور ابو محمد الحسن بن محمد الوزیدی نے پوری کتاب "کتاب فی اخبارِ ابی زید البلخی" کے عنوان سے لکھی۔ اس کی چند تصانیف کے نام:-

۱- کتاب الاسماءِ والکُنیٰ والالقاب۔

۲- کتاب صفاتِ الاُمم۔

۳- کتاب اخلاقِ الاُمم۔

۴- کتاب السیاستہ الکبیر۔

۵- کتاب السیاستہ الصغیر۔

۶- کتاب حدودِ الفلسفہ۔

۷- کتابُ السماءِ والعالم۔

۸- کتاب عصمتہُ الانبیاء۔

۹- کتابُ اسماءِ اللہ وصفاتہٖ۔

(معجمُ الادباء۔ ج۔ ۱۔ صہ۱۴۱)

۱۵۶- احمد بن عبدالملک بن علی بن احمد بن عبدالصّمد نیشاپوری (۹۹۸-۱۰۸۸ء)

حدیث و تاریخ کا مستند عالم تھا۔ تقریباً نوّے برس کی طویل زندگی تبلیغ و تدریس میں

گذاری اور تاریخ اُمرۂ ڈکھی۔

(معجم الاُدباء۔ ج۔ ۱۔ صہ ۲۱۹)

۱۵۷۔ احمد تتوی (مُلّا احمد) ۱۵۸۸ء۔

بن نصراللہ دیبلی تتوی (ٹھٹوی) کے آباء واجداد سُنّی تھے۔ لیکن احمد شیعہ بن گیا اور اصحابِ ثلثہؓ کو بُرا کہنے لگا۔ بالآخر اُس کی یہی حرکت اُس کی موت کا سبب بن گئی۔ لاہور کے ایک امیر مرزا فولاد خان برلاس نے اِسے ایک گلی میں قتل کر ڈالا۔

یہ فیضی کا دوست تھا۔ جب اکبر نے اسلام کے پہلے ہزار سال کی تاریخ مرتّب کرنے کا حکم دیا۔ تو اس کام کے لیئے سات آدمی منتخب ہوئے۔ یعنی ملّا احمد۔ نقیب خان۔ شاہ فتح اللہ۔ حکیم ہُمام۔ حاجی ابراہیم سرہندی۔ مرزا نظام دین اور عبدالقادر بدیوانی۔ کچھ عرصے کے بعد سارا بوجھ مُلّا پہ آن پڑا۔ پہلی دو جلدیں اس نے لکھیں اور تیسری آصف خاں نے۔ مؤخرالذکر میں ۹۹۷ھ ۱۵۸۹ء تک کے واقعات ہیں اور کتاب کا نام تاریخِ اَلفی (ہزار سالہ) ہے۔ اِس کی دیگر تصانیف :۔

۲۔ رسالہ در حالِ حکماء۔ جس کا مشہور نام خُلاصۃ الحیات ہے۔ اِس میں فلاسفۂ قبل از اِسلام و بعد از اِسلام کے حالات ہیں۔

۳۔ رسالہ در اَخلاق۔

۴۔ رسالہ در اَسرارِ حرُوف و رُموزِ اعداد۔

(ہسٹری آف انڈیا۔ ایلیٹ۔ (بابر و ہمایوں)۔ صہ ۱۲۰، دماپ۔ ج۔ ۲۔ صہ ۱۰۲)

۱۵۸۔ احمد جوّدت پاشا (۱۸۲۲۔ ۱۸۹۵ء)

بن حاجی اسماعیل، شمالی بلغاریہ کے ایک شہر لُوؤِک میں پیدا ہوا۔ استنبول میں تعلیم

پانے کے بعد پہلے قاضی اور پھر ایک درس گاہ کا ناظم مقرر ہوا۔ ۱۸۶۶ء میں وہ پہلے وزیر بنا پھر حلب کا گورنر۔ پھر بروسہ کا عامل اور بعد ازاں وہ مختلف وزارتوں پر فائز رہا۔

اس کی تصانیف:-

۱۔ تاریخ الخلفاء و قصص الانبیاء۔ ۱۲ جلد۔

۲۔ تاریخِ جودت۔ (۱۷۷۴ سے ۱۸۲۶ء تک کے واقعاتِ سلطنتِ ترکی)

۳۔ تذاکرِ جودت۔ (اُن یادداشتوں کا مجموعہ، جو اس نے بحیثیت وقائع نویس مرتب کی تھیں)۔

۴۔ معروضات۔ ۱۸۳۹-۱۸۷۶ء کے تاریخی واقعات پر تبصرہ۔

۵۔ قواعدِ عثمانیہ۔ (ترکی زبان کی گرامر)۔

وغیرہ وغیرہ۔ (دماپ۔ ج۔۲۔ ص۱۱)

۱۵۹۔ احمد حسین احمد بن عبدالکریم (۱۹۲۶-۱۹۶۸ء۔ زندہ)

مولد: قلعدار۔ ضلع گجرات (مغربی پاکستان) ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی۔ بعد ازاں اپنے گاؤں کے سکول میں داخل ہو گئے۔ بالآخر پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے۔ اردو و فارسی کی سندات حاصل کیں۔ آج کل (۱۹۶۸ء) زمیندارہ کالج گجرات میں معلّم ہیں۔ مجھ سے سلسلۂ مراسلت قائم ہے اور اپنی تمام تصانیف مجھے بھیجی ہیں۔ سب کی سب تاریخی۔ عنوانات:-

۱۔ جنگ نامہ۔ ۱۹۶۵ء میں پاکستان اور بھارت میں دو مرتبہ جنگ ہوئی تھی۔ پہلی رن کچھ میں اور دوسری ساری سرحد پر (از کشمیر تا راجپوتانہ) پہلی میں ہندوستان کو سخت شکست ہوئی تھی۔ اور دوسری میں دونوں برابر رہے۔ پروفیسر احمد حسین نے ان لڑائیوں کے واقعات جنگ نامہ

(فارسی نظم) میں بیان کئے ہیں۔

۲۔ فرہنگِ عشق (مثنوی) داستانِ بلال رضؓ

۳۔ نظم بر سیرتِ رسولؐ۔

۴۔ دبستانِ شعر و سخن (اکادن فارسی شعرائے گجرات کا تذکرہ)

۵۔ شعر العرب فی الگجرات (عربی میں لکھنے والے ۳۵ شعرائے گجرات کے حالات)۔

(ذاتی خطوط۔ نیز تذکرۂ شعرائے پنجاب۔ ص۲۶)

۱۶۰ا۔ احمد خاں سَر سیّد۔ ڈاکٹر (۱۸۱۷۔۱۸۹۸ء)

مولد: دہلی۔ ان کے اسلاف ہندوستان میں ہرات سے (بعہدِ شاہجہان) آئے تھے۔ آپ کے والد میر تقی بن سیّد ہادی دربارِ مغلیہ کے وظیفہ خوار تھے۔ اور نانا خواجہ فریدالدین احمد بہادر، اکبر شاہ ثانی کے وزیر اور پھر ایسٹ انڈیا کمپنی کے سفیر رہے۔ تعلیم مکاتب میں ہوئی۔ بعد از تعلیم دہلی کی ایک عدالت میں سررشتہ دار۔ اور پھر کمشنرِ آگرہ کے نائب منشی مقرر ہوئے۔ وہیں سے منصفی کا امتحان دیا اور سنہ ۱۸۴۱ء میں منصف بن گئے۔ اس سلسلے میں فتح پور سیکری۔ دہلی۔ رہتک۔ بجنور۔ مراد آباد۔ بنارس۔ غازی پور اور علی گڑھ میں رہے۔ سنہ ۱۸۷۶ء میں پنشن پاکر علی گڑھ میں مقیم ہو گئے۔ سنہ ۱۸۸۸ء میں سَر کا خطاب ملا۔ سنہ ۱۸۸۹ء میں ایڈنبرا یونیورسٹی نے آپ کو ڈاکٹریٹ عطا کی۔ آپ نے اِن مدارس کی بنا ڈالی:۔

۱۔ مراد آباد میں فارسی مدرسہ۔ سنہ ۱۸۵۹ء۔

۲۔ غازی آباد میں فارسی مدرسہ۔ سنہ ۱۸۶۴ء۔

۳۔ علی گڑھ کا ابتدائی مدرسہ ۱۸۷۵ء۔ ۱۸۷۸ء میں یہاں انٹر آرٹس کی کلاس جاری ہوئی۔ اور تین برس بعد ایم۔ اے کی کلاسیں بھی کھل گئیں۔

کئی رسائل بھی نکالے۔ مثلاً۔

۱۔ ۱۸۶۰ء میں مراد آباد سے لائل محمڈنز آف انڈیا، جو ایک سال بعد بند ہو گیا۔

۲۔ ۱۸۶۶ء میں علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ۔

۳۔ ۱۸۷۰ء میں علی گڑھ سے "تہذیب الاخلاق" جو تقریباً چھ برس جاری رہا۔

آپ نے اڑھائی درجن کے قریب کتابیں لکھیں۔ چند نام یہ ہیں:۔

۱۔ جامِ جم۔ تیمور سے بہادر شاہ ظفر تک ۴۳ بادشاہوں کے حالات۔

۲۔ سلسلۃُ الملوک۔ یدہشٹر سے انگریزوں تک دوسو دو شاہانِ دہلی کی تاریخ۔

۳۔ تاریخِ سرکشیِ بجنور۔

۴۔ تاریخ فیروز شاہی (ضیا برنی) کی تصحیح۔

۵۔ اسبابِ بغاوتِ ہند۔

۶۔ آئینِ اکبری (ابوالفضل) کی تصحیح۔

۷۔ جلاءُ القلوب۔ (سیرتِ حضور صلعم)

۸۔ سیرتِ فریدیہ (اپنے نانا فرید الدین احمد کے سوانح)

۹۔ آثارُ الصنادید۔ (دہلی کے آثارِ قدیمہ۔ تاریخی مقامات۔ نیز معاصر علماء و فقرائے دہلی کے حالات)۔

۱۰۔ تفسیرِ بائبل۔ (صرف کتاب پیدائش و انجیل متی)

۱۱۔ تفسیرُ القرآن۔ (نصف قرآن۔ چھ جلد)

۱۲۔ سفرنامۂ لنڈن۔ (نامکمل)

وغیرہ۔ (تاریخِ ادبِ اُردو عسکری۔ ص۶۹۰۔ دماپ۔ ج۔۲۔ ص۱۱۶)

۱۶۱۔ احمد راسم بن بہاءُ الدّین (۱۸۶۴۔۱۹۳۲ء)

ایک تُرکی مصنّف، جو استنبول میں پیدا ہُوا۔ بعد از تعلیم وُہ پہلے اخبارات و رسائل میں لکھتا رہا۔ اور پھر کتابیں لکھنے لگا۔ کہتے ہیں کہ اس نے ڈیڑھ سو کے قریب کتابیں لکھیں۔ اِن میں مشہور یہ ہیں:۔

۱۔ تاریخِ ترکیہ۔ از سلیم ثانی تا مرادِ خامس۔

۲۔ تاریخ۔ تاریخِ آلِ عُثمان۔ ۴ جلد۔

۳۔ تاریخِ استنبول۔

۴۔ مناقبِ اِسلام۔ اِسلامی تہواروں اور مساجد پر۔

۵۔ تاریخ المصنّفین۔ ترک مصنّفین کے حالات۔

۶۔ تاریخ الرومۃ القدیمۃ۔

اس نے نحو۔ بلاغت اور ادب پر بھی کتابیں لکھیں۔ کتابوں کے یہ نام اصل عنوانات کا ترجمہ ہیں۔ (دمام۔ ج۔۹۔ ص۴۶۵۔ دماپ۔ ج۔۲۔ ص۱۲۲)

۱۶۲۔ احمد رسمی (۱۷۰۰۔۱۷۸۳ء)

احمد بن ابراہیم، کوُیت کے ایک گاؤں رسمو میں پیدا ہوُا۔ استنبول میں تعلیم پانے کے بعد بابِ عالی میں مُلازم ہوگیا۔ کئی مرتبہ سفارت پر یورپ میں گیا۔ اور استنبول میں وفات

پاپائی۔ تصانیف :۔

۱۔ خلاصۃُ الاِعتبار ۔ رُوس و ترکی کی جنگ (۱۷۶۹ - ۱۷۷۴ء) کی روئداد۔

۲۔ حدیقۃ الرؤساء ۔ چونسٹھ بڑے بڑے منشیانِ باب عالی کے حالات۔

۳۔ خمیلۃُ الکبراء ۔ بڑے بڑے خواجہ سرایانِ حرم کے حالات ۔

(داپ ۔ج ۔ ۲ ۔ ص۱۲۴)

۱۶۳ ۔ احمد رفیق (۱۸۸۰ ۔ ۱۹۳۷ء)

مولد: استنبول ۔ ۱۹۰۹ء میں ایک فوجی اخبار کا مدیر مقرر ہوا ۔ ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۳ء تک استنبول یونیورسٹی میں پروفیسر رہا۔

اس نے متعدد تاریخی کتابیں (ترکی میں) لکھیں ۔ جن میں سے بعض محققانہ ہیں ۔ اور بعض عامیانہ ۔ ان کے نام ترکی میں ہیں جنھیں پڑھنا اور لکھنا مشکل ہے ۔ اس لیئے اسی پہ اکتفا کرتا ہوں۔

(داپ ۔ج ۔ ۲ ۔ ص۱۲۵)

۱۶۴ ۔ احمد مرتضیٰ نظر (۱۹۳۳ء ۔ زندہ)

مولد: نصیر آباد ۔ بنارس میں تعلیم پائی ۔ بعد از تعلیم بائیس برس تک ٹونک میں پیشکارِ عدالت رہا ۔ اس کی تصانیف میں سے دو مشہور ہیں :۔

اوّل :۔ آثارِ مالوہ ۔ مالوہ کی تاریخ ۔

دوم :۔ صولتِ شیر شاہی ۔ شیر شاہ سوری کے حالات ۔ یہ کتاب ۱۹۱۴ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے شائع کی تھی ۔

(مقدمہ صولتِ شیر شاہی)

۱۶۵۔ اختر (۱۸۵۸ء)

قاضی محمد صادق اختر بن قاضی محمد لعل، ہُگلی (بنگال) میں پیدا ہوا۔ بعد از تعلیم لکھنؤ چلا گیا۔ اُس وقت لکھنؤ پر نوّاب سعادت علی خان کے فرزند غازی الدین حیدر کی حکومت تھی۔ آپ جرأت۔ انشا اور مصحفیؔ کے معاصر تھے۔ واجد علی شاہ سے بھی راہ و رسم تھی۔ اٹاوہ میں تحصیلدار بھی رہے۔ آپ کی تصانیف:۔

۱۔ صبحِ صادق۔ خود نوشت سوانح۔

۲۔ تذکرۂ آفتابِ عالمتاب۔ پانچ ہزار فارسی شعراء کا تذکرہ۔

۳۔ گلدستہ محبت۔ غازی الدین حیدر اور لارڈ ہیسٹنگز کی ملاقات کی روئداد۔

۴۔ محامدِ حیدریہ۔ غازی الدین حیدر کی تعریف۔

۵۔ دیوانِ فارسی و اُردو۔

(تاریخ ادبِ اُردو۔ عسکری۔ صفحہ ۳۴۴)

۱۶۶۔ آرزوؔ (۱۶۸۹ - ۱۷۵۵ء)

سراج الدین علی خان بن حسام الدین، اکبر آباد میں پیدا ہوئے۔ وہاں سے دہلی پھر لکھنؤ چلے گئے۔ اُردو کے مشہور شاعر تھے۔ ان کی تصانیف یہ ہیں:۔

۱۔ مجمع النفائس۔ شعرائے ہند و دکن کا تذکرہ۔

۲۔ دو دیوان۔

۳۔ موہبتِ عظمیٰ۔ (بیان و معانی)

۴۔ عطیۂ کبریٰ۔ (بیان و معانی)۔

(قاموس المشاہیر۔ ج ۱۔ صفحہ ۲۸۵)

۱۶۷ ۔ آزاد ابوالکلام (۱۸۸۸ء ۔ ۱۹۵۸ء)

احمد ابوالکلام آزاد بن خیرالدین کا آبائی وطن دہلی تھا اور مادری وطن مدینہ۔ آپ کی والدہ مدینہ کے مفتی اور مکہ کے محدث مفتی شیخ محمد طاہر کی بھانجی تھیں۔ ایک دفعہ یہ رشتہ داروں سے ملنے کے لئے مکہ گئیں اور احمد وہاں پیدا ہوئے اس کے بچپن کا کچھ عرصہ وہیں گذرا۔ پھر یہ کلکتہ آئے جہاں آپ کے والد مقیم تھے۔ کلکتہ میں درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ کچھ عرصہ دیوبند میں بھی رہے۔ ۱۹۰۱ء سے نثر نویسی شروع کی۔ ۱۹۰۳ء میں کلکتہ سے ایک رسالہ لسانُ الصدق نکالا۔ سولہ برس کی عمر تھی کہ انجمنِ حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسے میں، جہاں شبلی، حالی، حسرت موہانی اور اقبال جیسے مشاہیر کو بُلایا جاتا تھا۔ تقریر کی۔ ۱۹۱۲ء میں رسالہ الہلال اور پھر البلاغ جاری کیا۔ آزادیٔ وطن کے سلسلے میں برسوں مصائب قید و بند برداشت کیے۔ ۱۹۴۷ء میں بھارت کے وزیرِ تعلیم مقرر ہوئے اور تادمِ آخر اس منصب پہ فائز رہے۔

آپ کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ تذکرہ۔ اس میں خاندانی حالات کے علاوہ کئی تحریکوں، فرقوں، قوموں اور بعض بادشاہوں کی کہانیاں درج ہیں۔

۲۔ غبارِ خاطر۔ مجموعۂ خطوط، جو تاریخی مواد سے لبریز ہے۔

۳۔ شہادتِ امام حسینؑ۔ واقعۂ کربلا۔

۴۔ آزادیٔ ہند۔ داستانِ آزادیٔ ہند۔

۵۔ ترجمان القرآن۔ نصف قرآن کی تفسیر۔

۶۔ مضامین و مقالات کے کئی مجموعے۔

(نقوش۔ آپ بیتی نمبر۔ صفحہ ۱۸۳)

۱۶۸۔ آزاد۔ محمد حسین بن باقر علی (۱۸۳۴ء۔ ۱۹۱۰ء)

مولد: دہلی۔ غدر کے بعد دہلی سے نکل کر پہلے لکھنؤ پہنچے اور پھر گھومتے گھامتے لاہور آگئے۔ یہاں پہلے نصابی کتب لکھنے پر مقرر ہوئے۔ بعد ازاں گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر لگ گئے۔ ۱۸۸۷ء میں شمس العلماء کا خطاب ملا۔ ۱۸۸۹ء میں دماغی توازن جاتا رہا۔ چھہتر برس کی عمر میں وفات پائی۔ اور لاہور میں دفن ہوئے۔ آپ کی تاریخی تصانیف یہ ہیں:۔

۱۔ آبِ حیات۔ اس میں زبانِ اُردو کی تاریخ اور شعرا و ادباء کے حالات ہیں۔

۲۔ تذکرۂ علمائے ہند۔

۳۔ دربارِ اکبری۔ اکبری عہد یا رسومِ دربار اور امراء و اعیان کا تذکرہ۔

غیر تاریخی کتابیں:۔

سخندانِ پارس۔ نیرنگِ خیال۔ جامع القواعد۔ قندِ پارسی۔ جانورستان وغیرہ۔

(تاریخِ ادبِ اُردو صد ۳۰۳۔ نقوش۔ آپ بیتی نمبر۔ صد ۱۸۳)

۱۶۹۔ اَزرَقی (نواح ۸۹۷ء)

ابو ولید محمد بن عبداللہ بن احمد بن محمد بن ولید بن عُقبہ بن اَزرَق کا جدِ امجد نیلی آنکھوں کی وجہ سے ازرق کہلاتا تھا۔ یہ ۸ھ = ۶۳۰ء میں محاصرۂ طائف کے وقت حضور صلعم کی خدمت میں پہنچا۔ اور اسلام لانے کے بعد مکہ میں رہنے لگا۔ اس کی اولاد نے بنو اُمیہ میں سے شادیاں کیں۔

ابوالولید کے دادے احمد کو مکہ و حرم کی تاریخ سے بڑی دلچسپی تھی۔ چنانچہ اس نے

مختلف مآخذ سے تاریخِ مکّہ کے لیئے مواد جمع کیا۔ جسے اس کے پوتے محمد نے استعمال کیا۔ محمد نے کچھ اپنی طرف سے بھی اضافہ کیا اور ایک کتاب اخبارِ مکّہ کے عنوان سے تیار کی۔ بعد از تکمیل یہ کتاب ابو محمد اسحاق بن احمد الخزاعی (نافع بن عبدالحارث۔ جسے حضرت عمرؓ نے عاملِ مکّہ مقرر کیا تھا، کی اولاد میں سے تھا) کے حوالے کر دی۔ اُس نے اس میں کچھ اضافے کیئے اور مسجدِ حرم کی اُس مرمّت کا بھی ذکر کر دیا جو ۸۹۴ - ۸۹۷ء میں ہوئی تھی۔

(وماپ۔ ج۔ ۲۔ صـ۴۹۲۔ الفہرست۔ صـ۱۶۸)

نوٹ:۔ اَزرقی ایک شاعر بھی تھا۔ ابوالمحاسن یا ابوبکر زینُ الدّین بن اسماعیل الورّاق ہرات کا رہنے والا۔

۱۷۰۔ اِسحاق الموصلی (۷۶۹ - ۸۵۰ء)

ابو محمد اِسحاق بن ابراہیم بن میمون (ماہان) بن بہمن کے آباء ایرانی تھے۔ جو بعد میں موصل جا کر آباد ہو گئے۔ اِسحاق کا والد ابراہیم ایک نامور موسیقار تھا۔ اس کے بیٹوں (حمید، احمد، حماد، احمد، اسحاق) میں سے دولتِ غِنا صرف اِسحاق کو ملی۔ اِسحاق نے اَلکسائی سے قرآن اور اصمعی سے ادب پڑھا۔ موسیقی اپنے چچا زِلزال اور والد سے سیکھی۔ خلفائے عباسیہ میں سے ہارون، امین، مامون، معتصم، واثق اور متوکل اس کے سرپرست رہے۔ یہ مصنّف بھی تھا۔ چند کتابوں کے نام یہ:۔

۱۔ کتاب قیان الحجاز۔

۲۔ کتاب اخبارِ حُنین الحیری۔

۳۔ کتاب اخبار سعید بن مسجح۔

۴۔ کتاب اخبار طوُلیس۔

۵۔ کتاب اخبارِ محمد بن عائشہ۔

۶۔ کتاب اخبارِ ابن صاحب الضوء۔

۷۔ کتاب اخبارِ معبد وابن سُریج واغانیہما۔

۸۔ کتاب اخبارِ ذی الرُّمہ۔

۹۔ کتاب اخبارِ حسان

۱۰۔ کتاب اخبارِ الاحوص۔

۱۱۔ کتاب اخبارِ ابن ہَرمَہ۔

۱۲۔ کتاب الاغانی الکبیر۔

۱۳۔ کتاب موارِیثِ الحکماء۔

۱۴۔ کتاب الرَّقص۔ (فہرست ۔ صہ ۳۰۹)

۱۷۱۔ اَسَد بیگ قزوینی (۱۶۰۵ء میں زندہ)

ابوالفضل کے پاس سترہ برس ملازم رہا اور اسی بنا پر ابوالفضلی کہلاتا تھا۔ ابوالفضل کی موت کے بعد اکبری دربار سے وابستہ ہوگیا۔ اور پھر جہانگیر کا ندیم بن گیا۔ اس نے وقائعِ اَسَد بیگ' کے عنوان سے اس عہد کے تاریخی واقعات نیز ذاتی حالات لکھے۔

(بزمِ تیموریہ ۔ صہ ۱۲۲)

۱۷۲۔ اَسعَد افندی صحافلم شیخی زادہ سیّد محمّد (۱۷۸۹ء ۔ ۱۸۴۸ء)۔

ترک۔ سرکاری وقائع نگار جو پہلے کلرک تھا۔ ۱۸۲۵ء میں سرکاری وقائع نگار اور ۱۸۳۱ء میں ایک سرکاری جریدہ تقویم الوقائع کا ایڈیٹر مقرر ہوا۔ چند دیگر اسامیوں پر بھی فائز رہا۔ اس کی تصانیف یہ ہیں:۔

۱- سرکاری تاریخ۔ دو جلد، غیر مطبوع ۔۶- ۱۸۲۱ء کے واقعات۔

۲- وقائع خیریہ ۔۱۸۲۶ء کے واقعات۔

۳- تشریفات قدیمہ۔ عدالتی رسمیات و معاہدات۔

۴- زیبائے تواریخ۔ لاری کی فارسی تاریخ مرأۃ الادوار کا ترجمہ نامکمل۔

۵- سفر نامہ۔ محمود ثانی کے سفر تھریس کی روداد۔

۶- آیات الخیر۔ محمود ثانی کے سفر ڈینیوب کا حال۔

۷- شاہد المورخین ۔ مؤرخین کا تذکرہ۔

(دماپ ۔ ج ۔ ۲ ۔ ص ۶۳۷)

نوٹ :۔ اسی نام کا ایک اور مصنف بھی تھا۔ اشعذ افندی محمد (۱۷۵۳ء) ۔ شیخ الاسلام۔ اطرب الآثار کا مصنف ۔جس میں ایک سو گویّوں کے حالات ہیں۔

(دماپ ۔ ج ۔ ۲ ۔ ص ۶۳۹)

۱۷۳۔ اسکندر بیگ منشی (۱۵۶۰ ۔ ۱۶۲۸ء)

شاہِ عبّاس اوّل (۱۵۷۸ ۔ ۱۶۲۸ء) کا مُنشی، جس نے عبّاس کے حکم سے اُس کے بزرگوں کی مُفصّل تاریخ عالم آرائے عبّاسی کے عنوان سے لکھی تھی۔

(دمام ۔ ج ۔ ۲ ۔ ص ۱۲۹)

۱۷۴۔ اسماءُ الرّجال

جن لوگوں نے حضورؐ صلعم کے اقوال و احوال کو ضبط کیا ہے وہ راویانِ حدیث و آثار کہلاتے ہیں اور ان کے حالات و سوانح کو اسماءُ الرّجال کہا جاتا ہے۔ سپرنگر، الاصابۃ (ابنِ حجر) کے انگریزی دیباچے میں لکھتا ہے کہ راویوں کی تعداد پانچ لاکھ تھی۔ ہمارے علماء

نے ان راویوں کے حالات جمع کرنے میں عمریں گذار دیں۔ یہ لوگ مختلف شہروں میں کُو بہ کُو گھومے۔ ہر جاننے والے سے ان کے حالات پوچھے۔ ان کے صدق و کذب پر شہادتیں لیں۔ اور اس طرح وہ عظیم ذخیرہ جمع کیا جسے اسماءُ الرّجال کہا جاتا ہے۔ اس کے متعلق ڈاکٹر سپرنگر کا قول ہے:

"دنیا میں نہ کوئی قوم ایسی گذری، نہ اب موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماءُ الرّجال جیسا عظیم الشّان فن ایجاد کیا ہو" (بحوالہ دماپ۔ ج۔۲۔ ص ۲)

آغاز میں رُواۃ کے متعلق کوئی خاص چھان بین نہیں ہوتی تھی۔ لیکن بعد میں جرح و تعدیل کے بڑے بڑے امام پیدا ہوئے۔ مثلاً:

سعید بن مُسَیّب (۹۴ھ = ۷۱۳ء)۔ سعید بن جُبیر (۹۵ھ = ۷۱۴ء) معمَر (۱۵۳ھ = ۷۷۱ء) الشّعبی (۱۰۳ھ = ۷۲۲ء) اَلْاَعمش (۱۴۸ھ = ۷۶۶ء) سُفیان ثوری (۱۶۱ھ = ۷۷۹ء) وَکیع (۱۹۷ھ = ۸۱۳ء) ابن عُیینہ (۱۹۸ھ = ۸۱۴ء) وغیرہ۔

رجال پر کافی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ چند نام بہ ترتیبِ سنین درجِ ذیل ہیں:۔

شمار	مصنّف	سالِ وفات (میلادی)	کتاب
۱	ابو سعید یحییٰ بن سعید بن فرُّخ	۸۱۴ء	کتاب ناپید۔ عنوان نامعلوم۔
۲	ابن سعد۔	۸۴۵ء	۱۔ الطبقات الکبیر۔ ۲۔ الطبقات الصغیر۔
۳	امام بخاری۔	۸۷۰ء	التاریخ الکبیر۔ التاریخ الصغیر۔ الضعفاءُ الصغیر۔ بعد میں التاریخ الکبیر کے کئی تکملے (ذیل ضمیمہ) لکھے گئے۔ مثلاً:۔

شمار	مصنّف	سالِ وفات (میلادی)	کتاب
			۱۔ الصِّلہ۔ از مسلمہ بن قاسم (۹۶۴ء)
			۲۔ تکملہ۔ الدار قطنی (۹۹۵ء)
			۳۔ تکملہ۔ محبُ الدّین ابن النجار۔ (۱۲۴۵ء)
			۴۔ تکملہ۔ خطیب بغدادی (۱۰۷۱ء)
			۵۔ تکملہ۔ ابن ابی حاتم (۹۳۹ء)
۴	مُسلِم بن الحجاج القُشیری۔	۸۷۵ء	کتاب المفردات والوحدان۔
۵	احمد بن عبداللہ العجلی۔	۸۷۵ء	کتاب الجرح والتعدیل۔
۶	امام نسائی رح۔	۹۱۶ء	کتاب الضعفاء والمتروکین۔
۷	محمد بن احمد بن حمّاد الدولابی۔	۹۲۳ء	کتاب الاسماء والکُنیٰ۔
۸	بُغوی۔	۹۲۹ء	معجم الصحابہ۔
۹	ابن ابی حاتم۔	۹۳۹ء	۱۔ کتاب الجرح والتعدیل۔ ۲۔ کتابُ الکُنیٰ۔
۱۰	طبرانی۔	۹۷۱ء	المعجم الکبیر والصغیر والاوسط۔
۱۱	ابو احمد علی بن عدی بن علی القطّان۔	۹۷۶ء	۱۔ الکامل فی معرفۃ الضعفاء۔ ۲۔ کتابُ اسماء الصحابہ۔ الکامل کی ذیلیں:۔ (۱) ذیل: ابن القیسرانی۔ (۱۱۱۳ء)

شمار	مصنّف	سالِ وفات (میلادی)	کتاب
			(ب)۔ الحافل: ابن الرُّومیۃ (۱۲۸۰ئ) (ج) ذیل: دِمیاطی (۱۲۴۹ئ)
۱۲	الدارقُطنی۔	۹۹۵ئ	۱۔ المُختَلِفُ والمُوتَلِفُ۔ اس کا تکملہ خطیب بغدادی نے لکھا تھا۔ اس تکملے میں ابنِ ماکُولا نے مزید اضافہ کر کے اس کا نام: الاِکمال رکھا۔ ۲۔ کتابُ مَن حدَّث ونَسِیَ۔
۱۳	ابن مَنْدَہ۔	۱۰۰۵ئ	کتاب فی اسماءِ الصحابۃ۔
۱۴	احمد بن محمد الکلاباذی۔	۱۰۰۸ئ	کتاب فی اسماءِ رجالِ صحیح البخاری۔
۱۵	احمد بن علی الہمدانی۔	۱۰۰۸ئ	معجم الصحابۃ۔
۱۶	عبدالغنی المقدسی۔	۱۰۱۹ئ	الکمال فی اسماءِ الرّجال۔ یہ بارہ جلدوں میں ہے۔ اِس میں کئی اضافے ہوئے مثلاً: (۱) تہذیب الکمال فی اسماءِ الرّجال (۱۲ جلد) یُوسُف بن الزَّکِی الْمِزّی نے لکھی۔ اس کا تکملہ تیرہ جلدوں میں ابوعبداللہ علاءُالدین المُغلطائی بن قلیج (۱۳۶۱ئ) نے لکھا۔ عنوان: اِکمالُ تہذیب الکمال۔ ذہبی نے اس کی تلخیص تذہیب تہذیب الکمال کے

نمبر شمار	مصنف	سال وفات (میلادی)	کتاب
			نام سے کی۔ پھر اس تہذیب کا خلاصہ (خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال) احمد بن عبداللہ الخزرجی نے کیا۔ ابن المُلقّن (۱۴۰۲ء) نے اکمال التہذیب لکھی۔ جس کی تلخیص قاضی ابنِ شُہبہ نے کی۔ حافظ الاندرأُشی نے مختصر التہذیب لکھی۔ حافظ ذہبی نے کاشف کے نام سے تہذیب کی تلخیص کی۔ جب ابن حجر نے تہذیب کا مطالعہ کیا تو اُسے محسوس ہُوا کہ بعض اسماء و مقامات تفصیل طلب ہیں۔ چنانچہ آپ نے تہذیب التہذیب لکھی۔ اور پھر خود ہی اپنی کتاب کا خلاصہ تقریب التہذیب کے نام سے تیار کیا۔ یہ خلاصہ سنہ ۱۸۵۵ء میں لکھنؤ سے شائع ہُوا تھا۔ سیوطی نے زوائد الرّجال علیٰ تہذیب الکمال لکھی۔ (۲) الکمال کی تہذیب و تلخیص محمد بن علی الدمشقی (۱۳۶۴ء) اور ابوبکر بن ابی المجد (۱۴۰۲ء) نے بھی کی تھی۔ (۳) یاقوت نے ایک تہذیب الکمال فی اسماء الرّجال ابن النجّار کی طرف بھی منسوب کی ہے۔ (معجم الادباء۔ ج۔ ۷۔ صد ۱۰۳)

نمبر شمار	مصنّف	سالِ وفات (میلادی)	کتاب
١٧	ابن الحذّاءِ الاندلسی۔	١٠٢٠ء	التعریف برجالِ الموطّا۔
١٨	ابن الطحّان۔	١٠٢٥ء	المختلف و المؤتلف۔
١٩	ابن حُجّہ۔	١٠٢٦ء	کتاب فی رجالِ الموطّا۔
٢٠	غسّانی۔	١٠٢٧ء	١۔ کتاب فی رجالِ الصحیحین۔
			٢۔ معجم الصحابۃ۔
			٣۔ تقییدِ المہمل (صحیحین کے ہم نام راویوں میں امتیاز)۔
			٤۔ تسمیۃ شیوخِ ابی داؤد۔
			٥۔ اسماءِ رجالِ سُنَنِ ابی داؤد۔
٢١	ابوالقاسم ہبۃ اللہ الطبری۔	١٠٢٧ء	کتاب فی رجال الصحیحین۔
٢٢	ابن مَنْجُوَیہ۔	١٠٣٧ء	کتاب فی رجالِ مُسلم۔
٢٣	ابنِ ماکولا۔	١٠٣٩ء	الاکمال۔
٢٤	ابن عبدالبرؒ۔	١٠٧١ء	الاستیعاب۔ اِس کے کئی تکملے لکھے گئے مثلاً
			(الف) ذیل۔ ابنِ فتحُون (١١٢٥ء)
			(ب) حافل۔ ابنِ حجر۔
			(ج) ذیل۔ غسّانی۔
			(د) تلخیص۔ محمد بن یعقوب الخلیل۔
٢٥	خطیبِ بغدادی۔	١٠٧١ء	(١) کتاب الرواۃ عن مالک بن انس۔

نمبر شمار	مصنّف	سالِ وفات (میلادی)	کتاب
			(۲) کتابُ روایاتِ الصحابۃ عن التابعین۔ (۳) کتابُ روایاتِ الآباءِ عن الابناءِ۔ (۴) کتابُ الاسماءِ المبہمۃ۔ (۵) کتابُ من حدّث فنسی۔ (۶) کتابُ المؤتنف۔ (یا کتاب المؤتلف) اِس میں ابن ماکولا نے کچھ اضافہ کرکے کتاب کا نام الاکمال فی المختلفِ والمؤتلفِ من اسماءِ الرجال رکھا۔
۲۶	ابن القیسرانی۔	۱۱۱۳ء	کتاب فی رجال البخاری و مسلم۔
۲۷	ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی بن احمد المقدسی۔	۱۱۱۴ء	اسماءِ رجال الصحیحین۔
۲۸	ابی وردی۔	۱۱۱۳-۱۴ء	المختلفُ والمؤتلفَ۔
۲۹	ابن عساکر۔	۱۱۷۶ء	(۱) ترتیب الصحابۃ فی مسندِ احمد۔ (۲) ترتیب الصحابۃ فی مسندِ ابی یعلیٰ۔ (۳) معجم الصحابۃ۔
۳۰	ابوموسیٰ محمد بن عمر المدینی۔	۱۱۹۰ء	کتاب فی معرفۃ الصحابۃ۔
۳۱	ابن الجوزی۔	۱۲۰۱ء	کتاب الضعفاءِ والمتروکین۔ ذہبی نے اس کی تلخیص بھی اور اس پر دو ذیلیں بھی لکھیں۔

نمبر شمار	مصنّف	سالِ وفات (میلادی)	کتاب
۳۲	ابنِ نُقطہ۔	۱۲۳۲ء	(۱) ذیلُ الاکمال۔ (۲) کتاب التقیید۔ اِس کی ذیل الفاسی (شمار ۴۰٦) نے لکھی۔
۳۳	ابن الاثیر۔	۱۲۳۳ء	اُسْدُ الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ۔ ساڑھے سات ہزار صحابہ کے حالات پر مشتمل۔ اِس کی تلخیص ذہبی نے کی اور تکملہ ابنِ حجر نے لکھا۔ (۱) تجرید اسماء الصحابۃ۔ ذہبی (تلخیص) (۲) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (تکملہ) ابنِ حجر۔
۳۴	ابنِ نجّار محبُّ الدین	۱۲۴۵ء	(۱) المختلفُ والمؤتلفُ۔ (ابنِ ماکُولا کی کتاب الاِکمال کی ذیل)۔ (۲) المتفقُ والمفترق۔ (رواۃ کی نسبت آباء یا بلدان کی طرف)۔ (۳) کتاب القمر المنیر۔ (راوی صحابہ پر)۔ (۴) تہذیب الکمال فی اسماءِ الرجال۔ اِسکی ذیل ابنِ نُقطہ نے لکھی۔ اِس ذیل کی ذیل ابن الصابُونی (۱۲۸۲ء) اور ابن العمادیہ ۱۲۷۵ء نے۔ اور ان دونوں ذیلوں کی ذیل مُغلطائی

شمار	مصنف	سال وفات (میلادی)	کتاب
			سے نے لکھی۔
			(۵) انساب المحدثین۔
			(۶) طبقات التابعین۔
۳۵	نووی۔	۱۲۷۸ء	تہذیب الاسماء۔
۳۶	ابن سید النّاس الیعمری۔	۱۳۳۴ء	تحصیل الاصابۃ (صحابہ کا ذکر)۔
۳۷	الخطیب۔ ولی الدین ابوعبداللہ	۱۳۳۷ء	اسماء رجال المشکوٰۃ۔
۳۸	ذہبی۔	۱۳۴۸ء	(۱) الاصابۃ فی تجرید اسماء الصحابۃ۔
			(۲) تذکرۃ الحفاظ۔
			(۳: ا) سیوطی کی طبقات الحفاظ اسی کا اختصار ہے۔
			(ب) ذیل:۔ ابن فہد مکی (۱۴۸۵ء)۔
			(۴) المشتبہ فی اسماء الرجال۔
			(۵) الکاشف۔ اس کی ذیل ابوزرعہ نے لکھی۔
			(۶) میزان الاعتدال فی نقد الرجال۔
			(ا) تلخیص۔ (لسان المیزان) ابن حجر۔ خود ابن حجر نے لسان کی دو تلخیصیں تقریب اللسان اور تقویم اللسان کے نام سے لکھیں۔

شمار	مصنّف	سالِ وفات (میلادی)	کتاب
			(ب) ذیل۔ سبطِ ابن العجمی (۱۴۳۸ء)۔
۳۹	محمد بن علی الحسینی۔	۱۳۶۴ء	الاِکمال عن من فی مسندِ احمد من الرّجال۔
۴۰	ابن کثیر۔	۱۳۷۳ء	معرفۃ الثقاۃ والضُعفاءِ والمجاہیل۔
۴۱	ابو محمد فتح الدین عبداللہ بن محمد المخزومی الحلبی۔	۱۴۰۱ء	کتاب فی معرفۃ الصحابۃ۔
۴۲	ناصر بن احمد بن یوسف الفزاری التبکری۔	۱۴۲۰ء	رجال پر سو جلدوں میں ایک کتاب، جو گم ہو چکی ہے۔
۴۳	ابنِ حجر العسقلانی۔	۱۴۶۴ء	(۱) لسانُ المیزان (کما ذکر) (۲) حُسین بن محمد کی "رجال الاربعۃ"۔ (اس میں موطّا۔ مسندِ احمد۔ مسندِ شافعی اور مسندِ ابی حنیفہ کے راویوں کا ذکر ہے) کی ذیل بہ عنوانِ تعجیل المنفعۃ بزوائدِ رجالِ الائمۃ الاربعۃ لکھی۔
۴۴	ابن قُطلوبغا۔	۱۴۷۵ء	کتاب رجالِ مُوطّا۔ محمد (۸۰۵ء) پر۔
۴۵	سیُوطی۔	۱۵۱۵ء	(۱) طبقاتُ الحفّاظ۔ (۲) ذیلِ طُبقاتِ الحفّاظ۔ (۳) زوائدُ الرجال علی تہذیب الکمال۔ (۴) اَرِیج النّسرین (اُن صحابہ کے حالات

شمار	مصنّف	سالِ وفات (میلادی)	کتاب
			جن کی عمر ۱۲۰ برس تھی یا زیادہ)۔
			(۵) عَیْنُ الاِصابۃ۔ ابن حجر کی الاصابۃ کی تلخیص۔
			(۶) المُشابہۃ فی احوالِ الصحابۃ۔
			(۷) مسند الصحابۃ الذین ماتوا فی زمَنِ النبیؐ صلعم۔
			نوٹ:۔ کُتب شمارہ ۴۔۶۔۷۔ کا تعلق صرف صحابہ سے ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض راوی نہ ہوں۔
۴۶	ابن ابی العافیۃ۔	۱۶۱۶ء	دُرّۃُ الحِجال۔
۴۷	عبد الغنی البحرانی۔	۱۷۶۱ء	قُرّۃُ العین فی ضبطِ اسماءِ رجالِ الصحیحین۔
۴۸	سعید احمد حسن۔		تنقیح الرواۃ فی احادیثِ المشکوٰۃ۔
۴۹	ہبۃ اللہ بن احمد الاکفانی۔		رجالُ الموطّا۔
۵۰	ابو الفضل علی بن حسین الہمدانی الفلکی۔		معرفۃُ القابِ المحدّثین۔
۵۱	شیخ بدر الدین محمد بن یحییٰ المقدسی۔		دُرَرُ الآثار وغُرَرُ الاخبار۔
۵۲	ابو القاسم محمد الحفناوی۔		تعریف الخلف برجالِ السّلف

شمار	مصنّف	سالِ وفات (میلادی)	کتاب
۵۳	محمد طاہر گجراتی۔		التعریف برجالِ الموطّا۔

شیعی رجال نگار

شمار	مصنّف	سالِ وفات (میلادی)	کتاب
۵۴	عبداللہ بن محمد حسن بن عبداللہ المامتقانی۔		تنقیح المقال فی علم الرجال۔
۵۵	محمد استرآبادی۔		منہج المقال فی احوالِ الرجال۔

دیگر شیعی رجال نگار :۔

عبداللہ بن حسین الشستری۔ ابو جعفر احمد بن محمد البرقی (۸۸۸ء)۔ محمد بن الحسن المحاربی (۹۱۳ء)۔ ابو عمرو محمد بن عمر الکشّی (۹۵۲ء)۔ ابن بابویہ القمّی (۹۲۲ء)۔ ابن الکوفی (۱۰۵۹ء) وغیرہ۔

(کشف الظنون۔ الفہرست۔ دماپ۔ ج۔۲۔ ص۱۱۸)

۱۷۵۔ اسماعیل حقّی۔

ایک ترک مؤرّخ، ادیب اور شاعر جس نے زبانِ ترکی کی تاریخ پر کئی رسائل لکھے۔

نیز یہ کتابیں :۔

۱۔ چودھویں صدی کے ترک مصنّفین۔ چار جلد۔

۲۔ ہم عصر شعراء۔ (دماپ۔ ج۔۲۔ ص۷۴)

۱۷۶۔ اشعری۔ (۸۸۳ء-۹۴۲ء) یا (۸۷۳ء-۹۳۶ء)

ابوالحسن علی بن اسماعیل بصری، حضرت ابوموسیٰ اشعری کی پشت سے تھے۔

جُبّائی (معتزلی) کے شاگرد، متکلم اور اشاعرہ کے امام، ساٹھ سے اوپر کتابیں لکھیں۔ ان میں تاریخی صرف ایک ہے یعنی مقالاتُ الاسلامیین۔ اس میں اسلامی فرقوں کی تاریخ ہے۔ نیز اسلامی عقائد وصفاتِ باری پہ بحث۔

(دماپ۔ ج۔ ۲۔ ص۶۹۹)

۱۷۷۔ اظفری (۱۸۰۶ء۔ زندہ)

محمد ظہیر الدین علی بخت بن محمد ولی بن محمد علیلی عرف مرزا کلکلان گورگانی، کا دادا محمد علیلی معزّ الدین بن بہادر شاہ بن اورنگ زیب کا نواسہ تھا۔ اس کی تاریخی کتاب کا نام واقعاتِ اظفری ہے۔ اس میں شاہ عالم ثانی۔ قلعۂ مُعَلّیٰ اور غلام قادر روہیلہ کے حالات ہیں نیز اپنے سوانح اور چند شعراء وعلماء کا تذکرہ۔

(فہرستِ مخطوطاتِ فارسی۔ پبلک لائبریری لاہور۔ ص۶۹۶)

۱۷۸۔ اعجاز حسین ڈاکٹر (۱۸۹۸ء۔ ۱۹۶۸ء۔ زندہ)

مؤلد: الہ آباد۔ ایم۔ اے کرنے کے بعد (سنہ ۱۹۲۱ء میں) الہ آباد یونیورسٹی میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۹۴۶ء میں ڈی۔ لٹ کیا۔ سنہ ۱۹۵۴ء میں پروفیسر بن گئے۔ اور سنہ ۱۹۶۱ء میں ریٹائر ہو گئے۔

تصانیف:۔

۱۔ تاریخِ ادب اردو۔

۲۔ اردو ادب آزادی کے بعد۔

۳۔ سوانحِ سیدنا طاہر سیف الدین۔

۴۔ خودنوشت سوانح "میری دنیا"۔

۵۔ نئے ادبی رجحانات۔ وغیرہ۔

(نقوش۔ آپ بیتی نمبر۔ صہ ۱۲۱)

۱۷۹۔ افسوس (۱۷۲۵۔ ۱۸۰۹ء)

شیر علی بن میر علی مظفر خان دہلوی، کے والد دہلی کے ایک نواب امیر خان کے ہاں ملازم تھے۔ اِس نواب کی وفات (۱۷۴۶ء) کے بعد پٹنہ میں نواب میر قاسم اور پھر میر جعفر کے ملازم ہو گئے۔ کچھ دیر بعد حیدر آباد چلے گئے اور وُہیں وفات پائی۔ افسوس شاعر تھے۔ میر حسن۔ میر تقی۔ اور سوز کے شاگرد نیز فورٹ ولیم کے اساتذہ میں سے ایک۔

آپ کی تصانیف:۔

۱۔ باغِ اُردو۔ گلستان کا ترجمہ۔

۲۔ آرائشِ محفل۔ ہندو راجاؤں کی تاریخ تا ورودِ اسلام۔

۳۔ دیوان۔

(تاریخِ ادبِ اُردو۔ صہ ۶۴۳)

۱۸۰۔ افلاکی۔ (۱۳۵۴ء زندہ)

شمس الدین احمد، مولائے رُوم کے پوتے جلال الدین عارف کا شاگرد تھا۔ اس نے سِلسلۂ رُومی کے اکابر پر مناقب العارفین لکھی۔ طبعِ آگرہ ۱۸۹۷ء۔ اس کا فرانسی ترجمہ پیرس سے ۱۹۲۲ء میں نکلا تھا۔

(اِنگ۔ ج۔ ۱۔ صہ ۲۳۴)

۱۸۱۔ اکنصوص (۱۷۹۷۔ ۱۸۷۷ء)

مراکش کا ادیب و مؤرخ، جو دو سال (۲-۱۸۷۰ء) اپنے ملک کا وزیر بھی رہا۔ اس

نے اسلام کی ایک تاریخ لکھی تھی۔ جس میں زیادہ توجہ علوی خاندان (شرفائے فلالی۔ جو مراکش پر سنہ ۱۶۶۴ء سے حکومت کر رہے ہیں اور آجکل (۱۹۶۸ء) مولا حسن فرماں روا ہیں) پر دی۔ عنوان ہے، الجیشُ العرَمرم الخماسی فی دولتِ اولادِ مولانا علی السجلماسی۔

(انگ۔ ج۔ ۱۔ صد ۳۱۵)

۱۸۲۔ آلوسی (۱۸۵۷ء۔ ۱۹۲۴ء)

محمود شکری بن عبداللہ بہاءُ الدین الآلوسی۔ آلوس ایک موضع ہے۔ دریائے فرات کے مغربی کنارے پر۔ آلوسی کا خاندان پہلے بغداد میں آباد تھا۔ جب تاتاری بغداد پہ حملہ آور ہوئے، تو یہ لوگ آلوس میں پناہ گزین ہو گئے اور چار سو سال بعد دوبارہ بغداد چلے گئے۔ شکری نے پچاس کے قریب کتابیں لکھی تھیں۔ ان میں سے تین تاریخی ہیں۔ یعنی:۔

۱۔ تاریخ النجد۔ طبع قاہرہ۔ ۱۹۲۵ء۔

۲۔ بلوغ الارب فی احوالِ العرب۔

۳۔ المسکُ الاذفر۔ اِس میں تیرھویں صدی میلادی کے علمائے بغداد کے حالات ہیں۔ طبعِ قاہرہ سنہ ۱۹۳۰ء۔

۱۸۳۔ امانی۔ امانُ اللہ۔

جہانگیر کے سپہ سالار و امیر 'مہابت خان' کا بیٹا 'جسے جہانگیر نے سہ ہزاری' اور شاہجہان نے پنج ہزاری بنایا تھا۔ یہ کابل۔ بنگال۔ مالوہ اور دکن کا حاکم بھی رہا۔ اس نے تاریخِ سلاطینِ عالم لکھی، نیز ایک دیوان چھوڑا۔ (بزمِ تیموریہ۔ صد ۱۸۸)

۱۸۴۔ آبدی (۹۸۴ء)

ابوالقاسم الحسن بن بِشر بن یحییٰ بصرہ میں پیدا ہوا۔ بغداد وغیرہ میں تعلیم پائی مختلف

سرکاری مناصب پہ فائز رہا۔ کئی کتابوں کا مصنف تھا۔ مثلاً :۔

۱۔ المؤتلِفُ والمختلِفُ فی اسماءِ الشعراءِ واَنقابِہم۔

۲۔ دیوان۔

۳۔ کتاب تفضیلِ شعرِ امرئ القیس علی الجاہلیین۔

ایک آمدی، سیفُ الدین (۱۲۳۳ء) تھا۔ ابن ابی اصیبعہ کا اُستاد اور ڈیڑھ درجن کتابوں کا مصنِّف۔

ایک اور آمدی علی بن حُسین تھا۔ شاعر و نحوی۔

(دماپ۔ ج۔ ۱۔ ص۲۲۹۔ و معجم الادباء۔ ج۵ ص۱۸۱)

۱۸۵۔ امیر خُسروؒ (۱۲۵۳۔ ۱۳۲۵ء)

والد کا نام سیف الدین محمود۔ مولد : دہلی۔ نسلاً ترک۔ اس کا والد سلطان ایلتمش (۱۲۱۰۔ ۱۲۳۵ء) کے زمانے میں ہندوستان آیا تھا۔ خسرو آٹھ سال کا تھا کہ والد فوت ہوگیا بعد میں اس کی پرورش اس کے نانا نے کی۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد مختلف امراء کا ندیم رہا۔ جلال الدین خلجی نے اس کا مستقل وظیفہ باندھ دیا۔ تغلقوں کے ہاں بھی محترم رہا۔ اس کی تُربت خواجہ نظام الدینؒ کے ساتھ ہے۔

تصانیف :۔

۱۔ خزائنُ الفتوح (نثر) علاؤالدین خلجی کی فتوحات پر۔

۲۔ مفتاح الفتوح (مثنوی) جلال الدین خلجی کی فتوحات پر۔

۳۔ نُہ سپہر۔ (مثنوی)۔ قطب الدین مبارک شاہ خلجی کی فتوحات پر۔

۴۔ تغلق نامہ۔ (مثنوی) غیاث الدین تغلق کی فتوحات پر۔

۵- آئینۂ سکندری (مثنوی) سکندر اور خاقانِ چین کی جنگ پر۔

۶- تاریخِ دہلی۔ اس کتاب کا ذکر صرف قاموس المشاہیر۔ نظامی بدیوانی، (ج ۱۔ صـ۲۲۲) میں ہے۔

۷- قِرانُ السَّعدین۔ سلطان معزّ الدین کیقباد کی ملاقات، اپنے والد بغرا خان (والئِ بنگال) سے۔

۸- پانچ دیوان:- تحفۃ الصِغار۔ وَسَطُ الحیاۃ۔ غُرّۃُ الکمال۔ نہایۃ الکمال۔ بقیّۃ النّقیّۃ۔

۹- خمسہ (مطلع الانوار۔ ہشت بہشت۔ شیریں خسرو۔ لیلیٰ مجنوں۔ آئینۂ سکندری)

۱۰- عاشقہ۔ (ایک ہندو شاہزادی دیول دیوی اور شہزادہ خضر خان بن علاء الدین خلجی کی داستانِ عشق)۔

(انگ۔ ج ۱۔ صـ۲۴۴)

۱۸۶- امیر علی جسٹس (۱۸۴۹-۱۹۲۸ء)

چنسُرہ (ہگلی کے کنارے ایک بستی) میں پیدا ہوئے ہگلی کالج میں تعلیم پائی۔ ۱۸۶۷ء میں بی۔ اے۔ بعد ازاں ایم۔ اے اور ایل۔ ایل۔ بی کیا۔ سنہ ۱۸۷۳ء میں ولایت سے بیرسٹری کی سنہ ۱۸۷۸ء میں میجسٹریٹ مقرر ہوئے لیکن جلد مستعفی ہو گئے۔ سنہ ۱۸۹۰ء میں کلکتہ ہائی کورٹ کے جج بنے۔ جب سنہ ۱۹۰۴ء میں ریٹائر ہوئے تو اپنی انگریز بیوی کے ہمراہ انگلستان میں مستقلاً آباد ہو گئے۔ سنہ ۱۹۰۹ء میں پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی کے پہلے ہندوستانی ممبر نامزد ہوئے۔ آپ کی تصانیف:۔

۱- عربوں کی تاریخ۔ (انگریزی نام: ہسٹری آف سیریسنز)

۲۔ رُوحِ اسلام۔ (انگریزی نام: سپرٹ آف اِسلام)

(انگ۔ ج۔ ۱۔ ص۴۴۲)

۱۸۷۔ اَنباری (۱۱۱۹۔۱۱۸۱ء)

پُورا نام: ابوالبرکات عبدالرحمان بن محمد بن عُبیداللہ کمال الدین اَنباری۔ نظامیہ میں تعلیم پائی اور وُہیں صرف و نحو کا مُعلّم مقرر ہُوا۔ اس کی چند تصانیف یہ ہیں:۔

۱۔ تاریخ الانبار۔[1]

۲۔ نُزہتہ الاَلبّاء فی طبقاتِ الادبّاء۔ اس میں ۱۸۱ اُدباء کے حالات ہیں۔ (طبع قاہرہ ۱۸۷۷ء)

۳۔ اَسرارُ العربیہ۔ نحو پر۔

دو اَنباری اور بھی ہیں۔

اوّل:۔ ابوبکر محمد (۹۸۱ء) کتاب الاضداد کا مصنّف۔

دوم:۔ اس کا والد قاسم بن محمد بَشّار (۹۴۰ء) کتابُ غریب الحدیث اور کتاب الاَمثال کا مصنّف۔ (انگ۔ ج۔ ۱۔ ص۴۸۵)

۱۸۸۔ الوری سعدُاللہ آفندی (۱۷۲۳۔۱۷۹۴ء)

ایک تُرک مؤرخ جو تُرکی کے ایک قصبے تِرب ذان سے تعلق رکھتا تھا۔ ۱۱۶۹ھ میں سرکاری وقائع نگار مقرر ہُوا اور اس نے اُن تمام واقعات کو جو خود دیکھے تھے۔ تین جلدوں میں جمع کر دیا۔ اور کتاب کا نام تاریخِ الوری تجویز کیا۔ یہ کتاب آج تک شائع نہیں ہُوئی۔

[1]:۔ انبار تین ہیں۔ (۱) مرو کے قریب ایک بستی۔ (۲) بلخ کے قریب ایک گاؤں۔ (۳) بغداد سے مغرب کی طرف فرات کے کنارے ایک قصبہ۔ مَیں تعین نہیں کر سکا کہ یہاں کونسا انبار مُراد ہے۔

اس کا ایک مخطوطہ استنبول میں محفوظ ہے۔

(انگ۔ ج۔ ۲۔ ص۷۰۲)

۱۸۹۔ انوشیروان (۱۱۳۹ء)

انوشیرواں بن خالد بن محمد الکاشانی، پہلے کاشان سے بغداد گیا۔ کچھ عرصہ المُسترشِد (۱۱۱۸ء۔ ۱۱۳۵ء) کا وزیر رہا۔ پھر خراسان میں سلجوقیوں کا خزانچی بن گیا۔ اس نے اپنے زمانے کی تاریخ "ظُہُورُ زمانِ الفُتُور" کے نام سے فارسی میں لکھی۔ جسے عماد الدین نے عربی میں منتقل کیا اور البُنداری نے اس کا اختصار تیار کیا۔

(انگ۔ ج۔ ۱۔ ص۵۲۲)

ب

۱۹۰ - بابر (۱۴۸۲-۱۵۳۰ء)

ظہیر الدین بابر کا والد فرغانہ کا بادشاہ تھا۔ باپ کی وفات کے بعد یہ مسند نشین ہوا، تو حالات بگڑ گئے۔ اور ازبکوں نے اسے گھر سے نکال دیا۔ اس نے کچھ جمعیت فراہم کر کے ۱۵۰۴ء میں کابل اور تین برس بعد قندھار پہ قبضہ کر لیا۔ اٹھارہ برس بعد یہ ہند کی طرف بڑھا۔ ۱۵۲۵ء میں لاہور اور ایک سال بعد دہلی و آگرہ پہ قبضہ جما لیا اور بہت جلد ہندوستان کا بادشاہ بن گیا۔ یہ جہاں جہاں سے گذرا، تمام واقعات نوٹ کرتا آیا۔ اس نے کابل اور ہندوستان کی آبادی۔ سیاسی حالات۔ حیوانات۔ جغرافیہ اور دیگر پہلوؤں پر بہت کچھ لکھا۔ اُس زمانے میں تاریخ داستانِ ملوک کا نام تھا۔ بابر پہلا آدمی ہے جس نے تزک میں عوام کی تاریخ لکھی۔ اس کتاب کے تراجم۔ انگریزی۔ فرانسیسی۔ رُوسی اور اُردو میں ہو چکے ہیں۔

(بزمِ تیموریہ۔ ص۱۱)

۱۹۱ - الباخرزی (۱۰۷۵ء)

ابوالقاسم علی بن الحسن بن علی بن ابی الطیب، باخرز (ہرات اور نیشاپور کے درمیان ایک علاقے کا نام ہے، ۱۸۶ بستیوں پہ مشتمل) کا رہنے والا۔ اسے قائم باللہ عباسی (۱۰۳۱-۱۰۷۵ء) اور طغرلِ بیگ سلجوقی کی سرپرستی حاصل رہی۔ اس کی شہرۂ ستنب

دُمیتہ[1] القصر کی وجہ سے ہے، جو حال ہی میں مصر سے شائع ہوئی ہے۔ یہ شاعر بھی تھا۔

(الزیادات علی معجم الالقاب۔ صہ ۶)

۱۹۲۔ باقر۔ ڈاکٹر (۱۹۱۰ء - ۱۹۶۸ء - زندہ)

محمد باقر بن حاکم الدین بن نظام الدین بن امیر الدین، لائل پور کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ سنہ ۱۹۳۳ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے کیا۔ کچھ عرصہ ڈون سکول میں معلم رہے۔ سنہ ۱۹۳۷ء میں لنڈن یونیورسٹی نے انھیں السنہ شرقیہ کا اُستاد لگا لیا۔ سنہ ۱۹۳۹ء میں اسی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی اور وطن میں واپس آگئے۔ یہاں آکر ایک سال (۱۹۳۹ء - ۴۰) اسلامیہ کالج لاہور میں معلم رہے۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں پنجاب یونیورسٹی میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں ریڈر، سنہ ۱۹۵۳ء میں پروفیسر اور سنہ ۱۹۶۵ء میں اورینٹل کالج کے پرنسپل بن گئے۔ اور اب تک (سنہ ۱۹۶۸ء) اس منصب پہ فائز ہیں۔

آپ متعدد علمی اداروں سے بھی وابستہ ہیں۔ مثلاً پنجابی ادبی اکاڈمی (جو اب تک پچاس کے قریب علمی کتابیں شائع کر چکی ہے) کے صدر، شہنشاہ ایران گرانٹ کمیٹی کے چیئرمین، ادارۂ معارف اسلامیہ اردو اور کئی دیگر تنظیمات کے رُکن ہیں۔ میرے اور ان کے گہرے ذاتی مراسم پچھلے تیس برس سے قائم ہیں۔ نہایت خوش اخلاق، خوش گفتار اور خوش رفتار ہیں۔ ان کا سب سے بڑا وصف یہ، کہ دوسروں کی امداد سے انھیں روحانی لذت ملتی ہے۔ آپ متعدد کتابوں کے مصنف و مصحح ہیں۔ چند نام:

۱۔ تاریخ ممتاز۔ نواب اودھ کے خطوط کا مجموعہ۔ طبع اردو اکاڈمی لاہور ۱۹۴۳ء۔

---

[1] ثعالبی نے شعرا پر یتیمہ لکھی تھی۔ دمیتہ اس کی ذیل ہے۔ اس میں شعرائے حجاز، عراق، شام، خراسان نیز بدوی شعرا کا ذکر ہے۔

۲۔ تاریخِ ساسانیان ۔ طبع ۱۹۵۳ء۔

۳۔ تاریخ لاہور۔ اشاعت ۱۹۵۲ء۔

۴۔ جویائے تبریزی ۔ (مقالہ) اشاعت اورینٹل کالج میگزین ۔مئی و اگست ۱۹۵۴ء

۵۔ مقبرۂ زیب النساء ۔ (مقالہ) اشاعت ۱۹۵۲ء اورینٹل کالج میگزین۔

۶۔ تاریخ پنجاب ۔ (مقالہ) اشاعت جرنل ہسٹاریکل سوسائٹی ۔ لاہور۔
دسمبر ۱۹۳۵ء۔

۷۔ تذکرۂ شعرائے پنجاب ۔ یہ کتاب میرے پاس موجود ہے ۔

۸۔ نظامی گنجوی ۔ (مقالہ) طبع ۔ زمانہ ۔ ۱۹۳۲ء۔

۹۔ نیرنگِ مملکتِ چین ۔ (مقالہ) طبع اورینٹل کالج میگزین ۔ نومبر ۔ ۱۹۴۱ء۔

۱۰۔ اُردوئے قدیم ۔ (مقالہ) طبع فروری ۔ ۱۹۴۱ء ۔ (اورینٹل کالج میگزین)

۱۱۔ سستی سُنّوں (فارسی) کا مصنف ۔ (مقالہ) ۔ اشاعت ۔ اسلامک کلچر
حیدر آباد دکن ۔ اپریل ۔ ۱۹۴۳ء۔

۱۲۔ لاہور، مسلمانوں سے پہلے ۔ (مقالہ) ۔ اشاعت ۔ اسلامک کلچر حیدر آباد
دکن ۔ جون ۔ ۱۹۴۷ء ۔

۱۳۔ پرانے لاہور کی ممتاز شخصیتیں (مقالہ) اشاعت پاکستان ریویو ۔ لاہور
دسمبر ۔ ۱۹۵۵ء۔

۱۴۔ ہیر کا مقبرہ ۔ (مقالہ) ۔ ماہِ نو ۔ کراچی ۔ دسمبر ۱۹۵۸ء۔

۱۵۔ تاریخِ تاسیسِ لاہور (مقالہ) ۔ نقوش ۔ فروری ۱۹۶۲ء۔

آپ کے تمام مقالات ۔ تصانیف ، تالیفات اور مُصححات (آپ کی صحیح کردہ)

(ایڈٹ شدہ) کتابیں) کی تعداد ۱۰۸ ہے۔ ملاحظہ فرمائیے :۔

(پمفلٹ "ڈاکٹر محمد باقر" طبع لاہور۔ ۱۹۶۷ء)

۱۹۳۔ باقی خانلی (۱۷۹۴۔ ۱۸۴۷ء)

پورا نام: عباس قلی آغا قدسی بن مرزا محمد خان، باکو کے ایک گاؤں ہجائن میں پیدا ہوا اور ایک دوسرے قصبے گوبا میں وفات پائی۔ یہ کچھ عرصہ باکو کا سلطان بھی رہا۔ اسے اس کے بھائی محمد قلی خان نے اقتدار سے محروم کر دیا تھا۔ یہ عربی۔ فارسی۔ اور روسی کا ماہر تھا۔ کئی کتابیں لکھیں۔ مثلاً:

۱۔ گلستانِ ارم (فارسی) شیرواں اور داغستان کی تاریخ اس کا روسی ترجمہ ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا۔

۲۔ ریاض القدس۔ (آذرباٸیجانی)۔ تذکرۂ اولیاء۔

۳۔ کشف الغرائب (فارسی) امریکہ کب دریافت ہوا؟۔

۴۔ تہذیب الاخلاق۔ (فارسی)۔ اخلاق۔

۵۔ عین المیزان۔ (عربی) کلام و منطق۔

(دانگ۔ ج۔ ا۔ صہ ۹۵۸)

۱۹۴۔ بایزید (۱۵۹۱ء۔ زندہ)

ہمایوں کا ایک درباری، جس نے ۱۵۹۱ء میں اکبر کی فرمائش پر تاریخِ ہمایونی، لکھی تھی۔ اس میں ضمناً عہدِ ہمایوں کے شعرا و ادبا کا ذکر بھی ہے۔ اس کا ایک نسخہ (مخطوطاتِ فارسی۔ ج۔ اول۔ شمارہ ۹۵) انڈیا آفس لائبریری میں موجود ہے۔

(بزمِ تیموریہ۔ صہ ۴۶)

۱۹۵۔ بخاری۔ امام۔ (۸۱۰۔۸۷۰ء)

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ ابُو عبداللہ الجعفی، بچپن ہی میں احادیث سے دلچسپی رکھتا تھا۔ سولہ برس کی عمر میں حج کیا اور اُس کے بعد ساری زندگی احادیث کی تلاش اور صحیح و غلط کے امتیاز میں گذار دی۔ اس سلسلے میں آپ نے خراسان سے مصر تک سفر کیا۔ ایک ہزار شیوخِ احادیث سے ملے۔ چھ لاکھ احادیث جمع کیں اور ان میں سے ۷۳۹۷ احادیث کا ایک مجموعہ صحیح بخاری کے نام سے مُدّوَن کیا۔ ساتھ ہی راویانِ حدیث پر بھی چند کتابیں لکھیں۔ مثلاً:-

۱۔ کتاب التاریخ الکبیر۔

۲۔ کتاب التاریخ الصغیر۔

۳۔ کتاب التاریخ الاوسط۔

۴۔ کتاب الضعفاء۔

۵۔ کتاب الاسماء والکُنیٰ۔

ایک اور بُخاری محمد بن عبدالباقی ابوالمعالی علاؤالدین المکّی (۱۶۲۵ء) تھا۔ جس نے ۵۸۳ھ میں اہلِ حبشہ پہ ایک کتاب الطراز المنقوش فی محاسنِ الحبُوش۔ لکھی تھی۔

(فہرست۔ ص ۲۳۶ ۔ انگ ۔ ج ۔ ۱ ۔ ص ۱۲۹۶)

۱۹۶۔ بختاور خان (۱۶۸۴ء)

اورنگ زیب کا ندیم۔ رازدان اور مزاج شناس، جو تیس سال تک دربارِ مغلیہ میں رہا۔ اس کی وفات پر خود عالمگیر نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کی تصانیف:-

۱۔ مراۃُ العالم ۔ اس میں حضور صلعم۔ خلفا۔ سلاطین۔ ائمہ۔ مشائخ۔

علما، شعرا و حکما کے حالات ہیں۔ نیز عہدِ عالمگیر کے ابتدائی دس سال کی تاریخ۔

۲۔ چہار آئینہ۔ عالمگیر کی تخت نشینی پر شاہزادوں کا تصادم۔

۳۔ تلخیصِ تاریخِ الفی۔

۴۔ ریاض الاولیاء۔ یہ تذکرہ ہے۔

(بزمِ تیموریہ۔ ص۲۸۴)

۱۹۷۔ برزالی (۱۲۶۷-۱۳۳۹ء)

برزال ایک بربری قبیلہ ہے۔ علم الدین القاسم بن محمد بن یوسف برزالی کا تعلق اسی قبیلے سے تھا۔ اس کے اسلاف افریقہ سے دمشق گئے تھے۔ برزالی دمشق میں پیدا ہوا۔ ذہبی کا استاد اور ابن تیمیہ کا شاگرد رہا۔ تصانیف:۔

۱۔ المقتفیٰ۔ تاریخی کتاب جس میں ۱۳۳۵ء تک کے واقعات کا ذکر ہے۔

۲۔ معجم۔ معاصر علماء پر۔

۳۔ معجم۔ اپنے اساتذہ پر۔

۴۔ معجم البلدان۔ اشاعتِ دمشق۔ ۱۹۳۰ء۔

۵۔ اربعون۔ حدیث پر۔

۶۔ اوائل الحدیث۔

(انگ۔ ج۔ا۔ ص۱۲۳۸)

۱۹۸۔ برنی (۱۲۸۵-۱۳۵۷ء)

ضیاء الدین بن مؤیّد الملک، سلطان محمد بن تغلق (۱۳۲۴-۱۳۵۱ء) کا درباری

تھا۔ اس کا والد علاؤ الدین خلجی کے ایک لڑکے ارقلی خان کا نائب تھا اور چچا علاؤ الملک، دہلی کا کوتوال۔ یہ امیر خسرو کا بھی دوست تھا۔ برن (بلند شہر) میں پیدا ہوا۔ اور دہلی میں وفات پائی۔ تصانیف:۔

۱۔ تاریخ فیروز شاہی۔ بلبن سے فیروز شاہ (از ۱۲۸۶ء تا ۱۳۵۷ء) تک کے حالات۔

۲۔ اخبار برمکیاں۔ برامکہ کی تاریخ۔

۳۔ فتاویٰ جہانداری۔ حکومت کے طریقے۔

(انگ۔ ج۔ ا۔ صد ۱۰۳۶)

۱۹۹۔ بغدادی عبدالقاہر (۱۰۳۷ء)

عبدالقاہر بن طاہر ابو منصور الشافعی، بغداد میں پیدا ہوا۔ بعد از تعلیم پہلے نیشاپور اور پھر اسفرائن میں پڑھاتا رہا۔ اس کی وفات اسفرائن میں ہوئی۔ تصانیف:۔

۱۔ کتاب الملل والنحل۔ قوموں اور فرقوں کی تاریخ۔

۲۔ الفرق بین الفرق۔ پہلی تین صدیوں کے اسلامی فرقوں کی تاریخ۔ (انگ۔ ج۔ ا۔ صد ۹۰۹)

۲۰۰۔ بغطوری (۱۲۰۳ء۔ زندہ)

جبل نفوسہ[1] کے مغرب میں بغطورہ ایک بستی ہے۔ مقرین بن محمد بغطوری،

[1] جبل نفوسہ:۔ پہاڑوں کا ایک سلسلہ جو مراکش سے طرابلس تک پھیلا ہوا ہے۔ اس میں تین سو بستیاں اور کچھ قصبے ہیں عمرو بن عاص مصر کو فتح کرنے کے بعد جبل نفوسہ کے مشرقی دامن تک پہنچے تھے، کہ فاروق اعظمؓ کے حکم سے واپس چلے گئے۔ ان بستیوں میں اباضیہ (خوارج کا ایک فرقہ) رہتے ہیں۔ (معجم البلدان۔ ج۔ ۸۔ صد ۳۰۵)

اسی بستی میں پیدا ہوا تھا۔ اس نے کتاب فی سیر المشائخ میں اُن اباضی مشائخ کے حالات لکھے ہیں۔ جو ان پہاڑوں میں رہتے تھے۔ یہ کتاب گم ہو چکی ہے۔ لیکن الشماخی (اسی فرقے کا ایک مؤرخ) نے اپنی کتاب السیر میں اس کے کافی اقتباسات دیئے ہیں۔ (انگ۔ ج۔ ۱۔ صہ ۱۲۸۷)

۲۰۱۔ بغوی (۸۳۰۔ ۹۲۹ء)

ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز، بغشور (ہرات و سرخس کے درمیان ایک شہر) کا رہنے والا تھا۔ اس کا اسم منسوب بغشوری ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ خلافِ قاعدہ بغوی ہے۔ اس نے تین تاریخی کتابیں لکھیں:۔

۱۔ کتاب المعجم الکبیر۔

۲۔ کتاب المعجم الصغیر۔

۳۔ معجم الشیوخ۔

(فہرست۔ صہ ۳۳۹)

۲۰۲۔ البکری۔ ابوالحسن۔

احمد بن عبداللہ بن محمد، تیرھویں صدی میلادی کا ایک سیرت نگار، جس نے سیرتِ رسولؐ پر ایک کتاب لکھی تھی۔ ذہبی (میزان) اسے جھوٹا سمجھتا ہے۔ البکری کی نسبت حضرت ابوبکر صدیق کی طرف ہے۔ بکر، عرب کے ایک قبیلے کا نام بھی تھا۔ یہاں پہلی نسبت مراد ہے۔ (انگ۔ ج۔ ۱۔ صہ ۹۶۵)

۲۰۳۔ البکری۔ محمد بن ابی سرور بن محمد بن علی الصدیقی المصری (۱۶۱۹ء)

یہ ایک مشہور مؤرخ تھا۔ اس کی تصانیف:۔

۱۔ عیُونُ الاَخبار۔ عام تاریخ۔ دو جلد۔

۲۔ فیضُ المنّان۔ دولتِ عثمانیہ کی تاریخ۔

۳۔ دُرَرُ الاثمان۔ دولتِ عثمانیہ کی تاریخ۔

۴۔ المنحُ الرّحمانیہ۔ دولتِ عثمانیہ کی تاریخ۔

۵۔ الفتُوحاتُ العثمانیہ۔ تُرکوں کی فتحِ مصر۔

۶۔ تذکرۃُ الظُرفاء بذکرِ الملوک والخُلفاء۔

(رانگ۔ ج۔ ۱۔ ص ۹۶۵)

۲۰۴۔ البکریِ۔ محمد بن عبدالرحمان الصدیقی المصری الشافعی۔ (۱۴۹۲۔ ۱۵۴۵ء)

یہ ایک سال مصر میں اور دوسرا مکّہ میں گذارتا تھا۔ یہ شاعر و صوُفی تھا۔ اِس کی تصانیف:۔

۱۔ الدُرُّ المُکَلّلۃ۔ یہ ایک طویل نظم ہے۔ جس میں حضُور صلعم کی فتحِ مکّہ کی داستان ہے۔

۲۔ ذخیرۃُ العلوم ونتیجۃُ الفنُون۔ تاریخی مواد پر مشتمل ہے۔

۳۔ دیوان۔ (رانگ۔ ج۔ ۱۔ ص ۹۶۵)

۲۰۵۔ البکری۔ محمد بن محمد بن ابی سُرُور (۱۶۵۰ء)

نمبر ۲۰۳ پر ذکر کردہ البکری محمد کا بیٹا تھا اور باپ کی طرح تاریخ سے بہت دلچسپی رکھتا تھا۔ اِس کی تصانیف:۔

۱۔ بُہجۃُ الاصحاب۔ عام تاریخ۔

۲۔ الروضۃ۔ تاریخِ مصر۔

۳۔ الکواکب السائرہ۔ تاریخِ مصر بعد از تسلُّطِ عثمانیاں۔

۴۔ التحفۃ البہیّۃ۔ مصر پہ عثمانیوں کے تسلّط کی تاریخ۔

۵۔ قطفُ الازہار۔ مقریزی کی خِطط کا اختصار۔

(انگ۔ ج۔ ۱۔ ص ۹۶۵)

۲۰۶۔ البکری مصطفیٰ۔ (۱۶۸۸ء)

مصطفیٰ ابن کمال الدین بن علی بن کمال الدین بن عبدالقادر محی الدین الصدیقی الدمشقی بعد از تعلیم گوشہ نشین ہوگیا۔ تیس برس کی عمر میں سیاحت پہ نکلا۔ بیت المقدس۔ حلب۔ بغداد۔ حجاز وغیرہ سے ہوتا ہوا مصر میں پہنچا اور وہیں وفات پائی۔ یہ اندازاً دو سَو کتابوں کا مصنف ہیں ان میں سے کچھ تاریخی و سوانحی بھی ہیں۔ مثلاً:

۱۔ نفحۃ لوافح المِسکِ الختام۔ اس میں تابعین و تبع تابعین کے حالات ہیں۔

۲۔ العِقدالفرید۔ اپنے اُستاد شیخ محمد سعید کے سوانح۔

۳۔ الصراطِ المستقیم۔ اپنے اُستاد شیخ عبدالکریم کے سوانح۔

۴۔ الثغرہ الباسم۔ اپنے اُستاد شیخ محمد قاسم کے سوانح۔

۵۔ تبر بدیہ وقیدالجزر۔ اپنے اُستاد شیخ مصطفیٰ بن عمرو کے سوانح۔

اس نے کئی سفرنامے بھی لکھے۔ جو تاریخی مواد سے لبریز ہیں۔ مثلاً:

۱۔ کتاب فی الرحلۃ الحلبیّۃ۔

۲۔ کتاب فی الرحلۃ الیٰ جبلِ لبنان۔

۳۔ کتاب فی الرحلۃ الحجازیۃ۔

۴۔ کتاب فی الرحلۃ الحجازیۃ الثانیۃ۔

۵۔ کتاب فی الرحلۃ القدسیۃ۔

۶۔ کتاب فی الرحلۃ الی بلادِ الرُّوم۔

(عقود الجواہر۔ ص ۶۹ - ۸۲)

۲۰۷۔ اَلبَلاذُری (۲۸۹۲ھ)

ابو جعفر احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد، بغداد میں پیدا ہوا۔ دمشق۔ انطاکیہ وغیرہ میں تعلیم پائی۔ المدائنی اور ابنِ سعد کا شاگرد۔ متوکل کا ندیم۔ کہتے ہیں کہ اس نے غلطی سے ایک بُوٹی "بلاذُر" کھائی تھی اور پاگل ہو گیا تھا۔ بعض مؤرخین اس واقعہ کو اس کے دادے جابر کیطرف منسوب کرتے ہیں۔ اس کی تصانیف:۔

۱۔ فتُوح البُلدان۔ تاریخِ اسلام تا عہدِ خود۔

۲۔ کتاب (انساب) الاشراف۔ اس میں حضورِ صلعم۔ علویوں۔ عباسیوں۔ بنو ہاشم۔ عبدالشمس۔ قریش۔ بنو مُضر اور دیگر قبائل کے حالات و انساب ہیں۔

۳۔ کتابُ الاخبارِ والانساب۔

۴۔ کتابُ اردشیر۔

(انگ۔ ج۔ ۱۔ ص ۶۱۱۔ کشف الظنون۔ ج۔ ۱۔ ص ۱۵۴۔ فہرست ص ۱۱۳)

۲۰۸۔ بلگرامی آزاد (۱۷۰۴-۱۷۸۶ء)

میر غلام علی آزاد بن نُوح الحُسینی الواسطی، بلگرام میں پیدا ہوئے اور دکن میں وفات پائی۔ آپ نے عُلمائے بلگرام سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۷۳۸ء میں حج کیا اور دو سال حرمین میں رہ کر وہاں کے علما سے حدیث پڑھتے رہے۔ واپسی پر اورنگ آباد میں مقیم ہو گئے۔ وہاں کے دیوان صمصام الدولہ شاہ نواز سے دوستی ہو گئی۔ جب ۱۷۵۸ء میں بعض مفسدوں نے دیوان

صاحب کا گھر لوٹ کر انھیں قتل کر دیا۔ تو آزاد کو مقتول کا ایک نامکمل تاریخی مسودہ مل گیا۔ جسے آپ نے بعد از تصحیح مآثر الامراء (امرا کے حالات) کے نام سے شائع کر دیا۔ اور ایک مقدمہ کا اضافہ بھی کیا۔ آپ کی دیگر تصانیف:۔

۱۔ سبحۃ المرجان فی آثارِ ہندوستان۔ (عربی) اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے میں مفسّرین و محدّثینِ ہند کا ذکر ہے اور دوسرے میں دیگر علماء کے تراجم۔ اشاعتِ بمبئی۔ ۱۸۳۸ء۔

۲۔ خزانۂ عامرہ (فارسی)۔ ۱۳۵ فارسی شعراء کا تذکرہ۔ اشاعت کانپور۔ ۱۸۷۱ء۔

۳۔ مآثر الکرام۔ بلگرام کے علماء و صوفیاء کے حالات اور متعلقہ عہد کی تاریخ۔

۴۔ سروِ آزاد۔ ۱۴۳ شعرائے ہند (اردو و فارسی) کے حالات۔

۵۔ یدِ بیضا۔ ۵۳۲ شعراء کا معجم۔

۶۔ روضۃ الاولیاء۔ اولیائے دکن کے حالات۔

۷۔ دیوان۔

۸۔ شرحِ بخاری۔

۹۔ سبعہ سیارہ۔ (اپنی نظموں کا انتخاب)۔

(انگ۔ ج۔ ۱۔ ص۸۰۵)

نوٹ:۔ دو بلگرامی اور بھی تھے۔

(۱)۔ علی بلگرامی (۱۸۵۱۔ ۱۹۱۱ء)۔ شمس العلماء۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ انگریزی۔ جرمنی۔ لاطینی۔ فرانسی۔ بنگالی۔ سنسکرت۔ عربی اور فارسی کا ماہر۔ جس نے لیبان کی کتابوں کا ترجمہ تمدّنِ ہند و تمدّنِ عرب کے نام سے کیا۔ (انگ۔ ج۔ ۱۔ ص۱۲۱۹)

(۲) عبدالجلیل بلگرامی - آزاد کا نانا - (۱۶۶۰ - ۱۷۲۵ء) اورنگ زیب کا وقائع نگار اور شاعر -

۲۰۹ - اَلبَلَوِی (۲۴۹ھ زندہ)

ابو محمد عبداللہ بن محمد المدینی، ایک مصری عالم - جس کی سیرتِ ابنِ طُولُون، ۱۹۳۵ء میں دمشق سے شائع ہُوئی - اِس سے پہلے ابنِ دایہ نے ابنِ طُولُون کے حالات لکھے تھے - بلوِی کی کتاب اِس کی نقل معلوم ہوتی ہے - ابن طُولُون سے مراد احمد بن طُولُون ہے - جس کی اولاد ۸۶۸ء سے ۹۰۶ء تک مصر پہ حکومت کرتی رہی -

البلوی محدّث بھی تھا - لیکن ذہبی نے میزان میں، ابنِ حجر نے لسانُ المیزان میں اور نجاشی نے کتاب الرجال میں اسے جھُوٹا کہا ہے - اِس کی چند دیگر کتابیں :-

کتاب المعرفت - کتاب الدین - کتاب الابواب وغیرہ -

(انگ - ج - ا - ص ۹۹ - فہرست - ص ۲۰۷)

۲۱۰ - البُنداری (۱۲۴۰ء - زندہ)

الفتح بن علی بن محمد بن اِصفہانی قوام الدین نے عراق و شام میں زندگی گذاری اِس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ، کہ اِس نے فردوسی کا شاہنامہ جو پینسٹھ ہزار اشعار پہ مشتمل ہے - عربی میں منتقل کیا - چند دیگر تاریخی کتابیں بھی لکھیں - مثلاً :-

۱- خطیبِ بغدادی کی تاریخ کا تکملہ -

۲- عمادالدّین اصفہانی کی تاریخ السلاجقہ - فصیح و سلیس زبان میں لکھی - اور شرف الدین عیسیٰ ایوّبی سُلطانِ دمشق، کی خدمت میں پیش کی -

۳- اسی مصنف کی ایک اور کتاب البرقُ الشامی (صلاح الدّین کے حالات)

کو بھی صاف زبان میں لکھا۔

(انگ۔ ج۔ ۱۔ صـ۱۳۰۹)

۲۱۱۔ اَلبَیاسی (۱۱۷۸۔ ۱۲۵۵ء)

ابُوالحجّاج یوسف بن محمد بن ابراہیم الانصاری البَیّاسی، اُندلس کے ایک شہر بیاسہ کا رہنے والا، جس کی وفات تُونس میں ہُوئی۔ اِس نے دو جلدوں میں الاعلام لکھی۔ جس میں فاروقِ اعظمؓ کی شہادت سے ہارون الرشید تک کی تاریخ ہے۔

(وجدی۔ ج۔ ۱۰۔ صـ۱۰۳۶)

۲۱۲۔ بیبَرس منصُوری (۱۳۲۵ء)

ملک سیف الدّین منصُور قلاؤن (سُلطان مِصر۔ از ممالیکِؒ بحری) کا غلام۔ جو ترقی کرتے کرتے سپہ سالار اور نائب الحکومت (وائسرائے) کے عہدے تک پہنچا۔ آخر میں معتوب ہوگیا اور پانچ برس کے لیئے جیل میں پھینک دیا گیا۔ یہ بہت پارسا اور باعلم انسان تھا۔ اِس کی تصانیف :۔

۱۔ زُبدۃُ الفکرۃ فی تاریخ الہجرۃ ۔ تاریخِ اسلام۔ از ابتداء تا ۱۳۲۴ء۔ آخری باب میں ممالیکِ بحری کی تاریخ ہے۔

۲۔ التحفۃُ اللوکیۃ ۔ ممالیکِ بحری کی تاریخ تا ۱۳۱۲ء۔

۳۔ اللطائف فی اخبار الخلائف ۔ خُلفاء کی تاریخ۔

(انگ۔ ج۔ ۱۔ صـ۱۱۲۸)

لـ۔ ممالیکِ بحری: مصر کا ایک فرمانروا سِلسلہ۔ جس کے پچیس بادشاہوں (شجرۃُ الدّولہ۔ ایبک۔ قلاؤن۔ وغیرہ) نے ۱۲۵۰ء سے ۱۳۹۰ء تک حکومت کی۔

۲۱۳۔ البیرونی (۹۷۳ - ۱۰۴۸ء)

ابوریحان محمد بن احمد، خوارزم کی ایک بستی میں پیدا ہوا تھا۔ جب یہ بعد از تعلیم دربارِ خوارزم میں پہنچا۔ تو وضع قطع سے بالکل دیہاتی معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ درباری اسے بیرونی (باہر کا آدمی) کہہ کر پکارنے لگے۔ اور یہ اسی نام سے مشہور ہو گیا۔

یہ پہلے منصور دوم بن نوح (۹۹۷ - ۹۹۹ء) کے دربار میں تھا۔ پھر جرجان میں شمس المعالی قابوس کے پاس چلا گیا۔ ۱۰۱۰ء میں دوبارہ خوارزم آگیا۔ جب ۱۰۱۷ء میں محمود غزنوی نے خوارزم کو فتح کیا تو یہ محمود کے ہمراہ غزنی چلا گیا اور غزنی ہی میں وفات پائی۔

اس نے تاریخ۔ ہیئت، فلسفہ۔ مذہب وغیرہ پر ۱۱۰ کتابیں لکھی تھیں۔ چند نام یہ ہیں:۔

۱۔ الآثار الباقیۃ من القرون الخالیۃ (تاریخ)

۲۔ کتاب تاریخ الہند۔ ۱۰۳۰ء میں لکھی۔

۳۔ مسامیر خوارزم شاہی۔

۴۔ کتاب فی اخبارِ القرامطۃ۔

۵۔ کتاب العجائب الطبیعیۃ۔

۶۔ کتاب الارقام۔

۷۔ قانونِ مسعودی (ہیئت)

۸۔ کتاب الشموس۔ (انگ۔ ج ۱۔ ص ۱۲۳۶۔ البیرونی (حسن برنی) ص ۱۶)

۲۱۴۔ بیضاوی (۱۲۹۲ء)

عبداللہ بن عمر بن محمد بن علی ابوالخیر ناصر الدین۔ فارس کے ایک قصبہ بیضا میں پیدا ہوا۔ اس کی

تفسیر انوار التنزیل و اسرار التاویل بڑی شہرت رکھتی ہے۔ اس کی چند دیگر کتابیں:۔

۱۔ نظام التواریخ (فارسی) تاریخ عالم تا ۱۲۷۵ء۔

۲۔ منہاج الوصول (فقہ)۔

۳۔ الغایۃ القصوی (فقہ)۔

۴۔ لب الالباب (نحو)۔

۵۔ مصباح الانوار (کلام)۔

۲۱۵۔ بَیہقی ابوالفضل (۹۹۵۔۱۰۷۷ء)

محمد بن حسین کاتب، خراسان کے ایک ضلع بیہق (اور اب سبزوار) کے ایک گاؤں حارث آباد میں پیدا ہوا۔ نیشاپور وغیرہ میں تعلیم پانے کے بعد دربارِ غزنی میں چلا گیا۔ اس نے غزنویوں کی ایک تاریخ تیس جلدوں میں لکھی۔ جو کئی ناموں سے مشہور ہے۔ تاریخ بیہقی یا جامع التواریخ یا جامع فی تاریخ آلِ سبکتگین یا تاریخِ ناصری۔ اس کتاب کی صرف چھ جلدیں (۵۔۱۰) باقی ہیں۔ اس تاریخ کی ابتدا ۱۰۱۸ء کے واقعات سے ہوتی ہے۔

۲۔ مقاماتِ ابی نصر المشکان۔

یہ اُن واقعات کا بیاض ہے۔ جو دربار غزنوی کے کاتبِ اوّل (یہ خود اس کا نائب تھا) ابونصر المشکلان نے اُسے سنائے تھے۔

(انگ۔ ج۔۱۔ صہ ۱۱۳۰)

۲۱۶۔ بیہقی ظہیر الدین (۱۱۰۰۔۱۱۷۰ء)

ظہیر الدین ابوالحسن علی بن زید بن حاکم الامام امیرک محمد بن الحاکم ابی علی الحسین بن ابی سلیمان فندُق، بیہق کا قاضی رہا۔ المیدانی و الفزاری کا شاگرد اور ستر کتابوں کا

مصنف تھا۔ چند نام یہ ہیں :-

۱۔ تاریخِ بیہق۔

۲۔ تتمۂ صُوانُ الحِکمۃ۔ صُوانُ الحکمۃ ابُو سُلیمان سجستانی کی ہے۔ اِس میں حُکماء کے حالات ہیں۔ اِس کا تتمہ بیہقی نے عربی میں لکھا تھا۔ اس کا فارسی ترجمہ ۱۲۳۳ھ میں ہُوا۔ میرے اُستاد مولوی محمد شفیع لاہوری نے ۱۹۳۵ء میں عربی تتمہ کو بمع فارسی ترجمہ اپنے حواشی کے ساتھ لاہور سے شائع کیا۔

۳۔ مَشَارب التجارب۔ یہ بھی ایک تاریخی کتاب ہے جس میں اُس کی خود بیتی بھی شامل ہے۔

۴۔ ذیل دُمیۃ القصر۔

۵۔ کتابُ لُبابِ الانساب۔

۶۔ کتاب ربیعِ العارفین۔

۷۔ تحفۃ السّادۃ۔

۸۔ ذخائرُ الحِکَم۔

۹۔ کتاب البلاغۃ۔

۱۰۔ عقود اللآلی۔

(دائرہ ۔ ج ۔ ۱ ۔ ص ۹۳۱ ۔ معجم الادباء ۔ ج ۔ ۵ ۔ ص ۲۰۸)

ت

۲۱۷۔ الترمِذی (۸۸۳ء)

ابوعبداللہ محمد بن علی الحکیم، ماوراءُ النہر کے ایک شہر ترمذ میں پیدا ہوا۔ حکیم و مؤرخ پچپن کتابوں کا مصنف۔ چند نام یہ ہیں:-

۱۔ تاریخ المشائخ۔

۲۔ طبقاتُ الصوفیاء۔

۳۔ سیرتُ الاولیاء۔

۴۔ ختمُ الاولیاء۔

۵ ختمُ الانبیاء۔

نوٹ:- دو ترمذی اور بھی تھے۔ اوّل۔ برہان الدین الصوفی الترمذی۔ دوم محدّثِ ترمذی ابوعیسٰی محمد بن عیسٰی (۸۹۲ء)۔

(دُنیائے اسلام۔ ترجمۂ ہاشمی فریدآبادی۔ ص ۲۶۰)

۲۱۸۔ تنَسی (۱۴۹۴ء)

محمد بن عبداللہ بن عبدالجلیل ابوعبداللہ المغربی، بنو زیان (والیانِ الجزائر از ۱۲۳۵ء تا ۱۳۹۵ء)

---

[1] لیکن منتہی الادب فیروزآبادی میں درج ہے: "شہریست بخراسان"۔

کا ایک درباری، جس نے اپنے آقاؤں کی تاریخ،

نظم الدُّرر (الدُّر) والعقیان فی شرفِ بنی زیان، کے نام سے لکھی تھی۔ اس کا جزوی فرانسیسی ترجمہ ۱۸۵۲ء میں پیرس سے شائع ہوا۔ (دانگ ج ۔ ۴ ۔ ص ۶۴۸)

۲۱۹۔ توفیق (۱۸۴۳-۱۸۹۳ء)

توفیق محمد بن مُصطفیٰ۔ استامبول کا ایک ادیب جو پہلے کلرک تھا۔ پھر مدرّس بنا اور آخر میں صحافی کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ اِس کی تصانیف:۔

۱۔ سیاحت نامہ ۔ نیم تاریخی۔

۲۔ مشاہیرِ عثمانیہ۔

۳۔ آثارِ پریشان۔

۴۔ نظامِ عالم۔ (دماپ ۔ ج ۔ ۴ ۔ ص ۱۷۴)

۲۲۰۔ التیمی (۷۲۹-۸۲۶ء)

ابُو عُبَیدہ مَعمَر بن المثنّیٰ، بصرے کا ایک ادیب مؤرّخ تھا۔ ایام العرب کا ماہر۔ اصمعی کا معاصر۔ ابو نواس کا اُستاد۔ عقیدۃً خارجی۔ دربارِ ہارون میں بھی رہا۔ کہتے ہیں کہ بدگوئی کی وجہ سے اِس قدر بدنام تھا کہ اُس کے جنازے میں کوئی بھی شامل نہ ہوا۔ اندازاً دو سو کتابوں کا مصنّف تھا۔ چند نام یہ ہیں:۔

۱۔ کتابُ فتوحِ الاہواز۔

۲۔ کتابُ فتوحِ ارمینیہ۔

۳۔ کتابُ اخبارِ الحجّاج۔

۴۔ کتابُ قصّۃِ الکعبہ۔

۵۔ کتابُ الاَوس والخزرَج۔

۶۔ ایامِ بنی مازنٍ۔

۷۔ کتابُ الایّام الکبیر

۸۔ کتابُ الایّام الصغیر

۹۔ کتابُ خوارجِ البحَرین والیمامہ۔

۱۰۔ کتابُ القبائل۔

۱۱۔ کتابُ الشِعر والشُعراء۔

۱۲۔ کتابُ علی الجمَلِ والصِّفِّین۔

۱۳۔ کتابُ بآثرِ العرب۔

۱۴۔ کتابُ بآثرِ الغطفان۔

۱۵۔ کتابُ مقتلِ عُثمان رضؓ۔

۱۶۔ کتابُ قُضاۃِ البصرۃ۔

(وجدی۔ ج ۸ ص ۶۰، عقودالجواہر۔ ص ۱۰۹، نکلسن۔ ص ۳۴۵)

ث

۲۲۱۔ الثعالبی الحسین (۱۰۲۱ء)

ابو منصور الحسین بن محمد الثعالبی، غور، (افغانستان) کی ایک بستی مرغن کا رہنے والا تھا۔ اس نے دنیا کی تاریخ الغرر فی سیر الملوک واخبارہم، کے عنوان سے لکھ کر محمود غزنوی کے بھائی امیر نصر کی طرف منسوب کی۔ اس میں آغاز سے عہد محمود تک کے واقعات ہیں۔ اس سے طبری و حجرالبیقی نے بہت فائدہ اٹھایا۔

(دماپ۔ ج۔ ۴۔ ص ۱۰۱)

۲۲۲۔ ثعالبی۔ عبدالملک (۹۶۱۔ ۱۰۳۸ء)

ابو منصور عبدالملک بن محمد بن اسماعیل نیشاپوری کا ذریعۂ معاش لومڑیوں کی کھالیں بیچنا تھا۔ اسی لئے ثعالبی (ثعلب = لومڑی) کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اسکی تصانیف میں سے مشہور ترین یتیمۃ الدھر فی محاسن اہل العصر ہے۔ یہ شعراء کا ایک تذکرہ ہے۔ جس کا ایک تتمہ اس نے خود لکھا تھا اور دوسرا باخرزی نے دمیۃ القصر کے نام سے۔ یہ کتاب (یتیمہ) ۱۸۸۷ء میں دمشق سے شائع ہوئی تھی۔ اس کی دیگر تصانیف:۔

کتاب الامثال۔ کتاب اللطائف۔ کتاب الفرائد والقلائد۔ شمس الادب۔ سحر البلاغۃ اور تاریخ ملوک فارس۔ (دانگ۔ ج۔ ۴۔ ص ۳۰)

۲۲۳۔ ثعلبی (۱۰۳۵ء)

ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی، نیشاپور کا رہنے والا تھا۔ اس کی شہرت دو کتابوں کی وجہ سے ہے۔ الکشف والبیان فی تفسیر القرآن اور تاج العرائس۔ ثانی الذکر میں انبیاء کے حالات ہیں۔

(وجدی۔ ج۔ ۱۰۔ ص۴۳۷)

ج

۴۲۴- جاحِظ (۸۶۹ء)

عَمرو بن بحر بن محبوب بصَری، عقیدۃً معتزلہ تھا۔ نُظّام کا شاگرد۔ طبیعات، لغت اور عِلم الحیوانات کا فاضل۔ یہ[1] روٹی اور مچھلی بیچ کر روزی کماتا تھا۔ اس نے ڈیڑھ سو کے قریب کتابیں لکھیں۔ چند نام یہ ہیں:۔

۱۔ کتابُ العثمانیہ۔

۲۔ کتابُ الاَخبار۔

۳۔ کتابُ امامۃ مُعاویۃ

۴۔ کتابُ امامۃ بنی العبّاس۔

۵۔ کتابُ ذکر ما بین الزیدیۃ والرافضۃ۔

۶۔ کتابُ فخر القحطانیۃ والعدنانیۃ۔

۷۔ کتابُ فخر ما بین عبد شمس ومخزوم۔

۸۔ کتابُ السُّودان والبیضان۔

۹ کتابُ جمہرۃ الملوک۔

[1] ہر دَور میں اہلِ علم سے یہی سلوک ہوتا رہا۔ (مصنّف)

۱۰- کتابُ فی من یُسمّٰی من الشعراء عمراً۔

۱۱- کتاب الاعتزال۔

۱۲- کتابُ الکیمیاء

۱۳- کتابُ البخلاءِ۔

۱۴- کتابُ الردِّ علیٰ اصحابِ الالہام۔

(معجمُ الادباء۔ ج۔ ۶۔ صد ۵۶)

۲۲۵- جامی (۱۴۱۴-۱۴۹۲ء)

نورالدّین عبدالرحمٰن بن نظام الدین بن شمس الدین، خراسان کے ایک شہر جام میں پیدا ہُوئے اور ہرات میں وفات پائی۔ ایک بلند پایہ صُوفی۔ عرفانی فلسفی، شاعر اور ڈیڑھ درجن کتابوں (یوسف زلیخا۔ بہارستان۔ لوائح۔ لوامع۔ وغیرہ) کے مصنّف تھے۔ ان میں تاریخی ایک ہی ہے۔ یعنی نفحاتُ الاُنس۔ جس میں ۶۱۴ مشائخ کے حالات ہیں۔

(شعرالعجم۔ شبلی و تاریخ ادبیات ایران رضا داہ شفق)

۲۲۶- اَلجبرَتی (۱۷۵۳-۱۸۲۵ء)

عبدالرحمان بن حسن، جنوبی حبشہ کے ایک علاقے جبرت کا رہنے والا تھا۔ اس نے دو تاریخی کتابیں لکھیں۔

۱- عجائب الآثار فی التراجم والاخبار۔ اس میں ۱۶۸۸ء سے ۱۸۲۱ء تک کے واقعات ہیں۔ نیز اُس عہد کے اکابر کے سوانح۔ اس نے اس کتاب میں محمد علی (خدیوِ مصر) پر شدید تنقید کی تھی۔ اس لیئے ۱۸۷۸ء تک اسکی اشاعت نہ ہو سکی۔ اس کے بعد یہ کتاب بارہا شائع ہو چکی ہے۔

۲۔ مظہر التقدیس بذہاب دولۃ الفرانسیس ۔ اس میں اُس دور کے واقعات ہیں ۔ جب مصر پر فرانسیسی قابض تھے ۔ اس میں ترکوں کی تعریف اور فرانسیسوں کی مذمت ہے ۔

(رانگ ۔ ج ۔ ۲ ۔ ص ۳۵۶)

۲۲۷ ۔ جُوزجانی (۱۱۹۳ ۔ ۱۲۶۰ء)

ابو عمرو منہاج الدین عثمان بن سراج الدین محمد کا آبائی وطن جُوزجان (افغانستان) تھا ۔ اس کا والد غوریوں کے ہمراہ ہندوستان آیا ۔ اور اسے معز الدین محمد غوری نے قاضی مقرر کر دیا ۔ اس کا بیٹا خاندانِ غلاماں کا پروردہ تھا ۔ ۱۲۴۲ء میں یہ قاضی القضاۃ مقرر ہوا اور ۱۲۵۴ء میں صدرِ جہاں کا خطاب پایا ۔ اس کی شہرت طبقاتِ ناصری کی وجہ سے ہے ۔ جو اس نے سلطان ناصر الدین محمود (مملوک ۔ ۱۲۴۶ ۔ ۱۲۶۵ء) کی طرف منسوب کی تھی ۔

(رانگ ۔ ج ۔ ۲ ۔ ص ۶۰۹)

۲۲۸ ۔ الجزری (۱۲۶۰ ۔ ۱۳۳۸ء)

شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن مجد الدین ابی اسحاق ابراہیم بن ابی بکر بن ابراہیم بن عبدالعزیز دمشق میں پیدا ہوا اور واسط میں وفات پائی ۔ اس کی تاریخی کتاب کا نام :۔

حوادث الزمان و انباءہ ۔ ہے ۔ اس کا اسلوب وہی ہے جو ذہبی کی تاریخ الاسلام کا تھا ۔ کہ ہر سال کے تحت واقعات و اموات درج ہیں ۔ یہ ایک ضخیم کتاب تھی لیکن اب اس کی صرف آخری جلد باقی ہے جو استنبول ۔ مصر اور یورپ کی بعض لائبریریوں میں موجود ہے مخطوطۂ استنبول کے ساتھ جزری کی زندگی پر ایک مفصل مقالہ بھی شامل ہے ۔ جو اس کے دوست برزالی نے لکھا تھا ۔

(رانگ ۔ ج ۔ ۲ ۔ ص ۵۲۲)

۲۲۹۔ جلال زادہ صالح چلپی (۱۵۶۵ء)

ایک ترک مؤرخ جو ۱۵۶۱ء میں سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہوا۔ اس نے کئی کتابیں لکھیں۔ مثلاً:۔

۱۔ تاریخ مصر جدید۔

۲۔ جوامع الحکایات (از عوفی) کا ترجمہ ترکی میں۔

۳۔ لیلےٰ و مجنوں۔

(انگ۔ ج۔ ۲۔ ص۳۰)

۲۳۰۔ جلال زادہ مصطفیٰ چلپی (۱۴۹۰-۱۵۶۷ء)

اوپر والے چلپی کا بھائی۔ سرکاری ملازم اور ایک قصبہ توسیہ کا رہنے والا۔ اس نے دو تاریخی کتابیں لکھیں:۔

۱۔ طبقات الممالک و درجات المسالک (سلیمان عثمانی کی تاریخ)

۲۔ مآثر سلیم خانی۔ (سلیم اوّل عثمانی کی تاریخ)

(انگ۔ ج۔ ۲۔ ص۳۰)

۲۳۱۔ جمال الدین یوسف بن عبد الہادی الحنبلی (۱۵۱۳ء)

مولد: بیت المقدس۔ باقی حالات نامعلوم۔ تصانیف:

۱۔ تذکرۃ الحفاظ۔

۲۔ الائمۃ الاربعہ (چار فقہی اماموں کے حالات)

۳۔ قرۃ العین۔ (حسنین کے حالات)

۴۔ مناقب ابی بکرؓ۔

۵۔ مناقب عمرؓ۔

۶۔ مناقب عثمانؓ۔

۷۔ مناقب علیؓ۔

۸۔ مناقب طلحہؓ۔

۹۔ مناقب زبیرؓ۔

۱۰۔ مناقب سعدؓ بن ابی وقاص۔

۱۱۔ مناقب ابی عُبیدہؓ۔

۱۲۔ مناقب عبدالرحمانؓ بن عوف۔

۱۳۔ مناقب ابوحنیفہؒ۔

۱۴۔ مناقب امام مالکؒ۔

۱۵۔ مناقب احمد بن حنبلؒ۔

۱۶۔ الاقتباس۔ یعمری[1] کی سیرت کی شرح۔

(عقود الجواہر۔ ص۳۰۶)

۲۳۲۔ جمالی (۱۵۳۶ء)

حامد بن فضل اللہ دہلوی، شاعر۔ ادیب۔ صوفی اور سیاح، سکندر لودھی کا ندیم اور بابر و ہمایوں کا درباری تھا۔ اس کی صرف تین کتابوں کے نام ہم تک پہنچے ہیں۔

---

[1] ابوالفتح محمد بن ابی بکر محمد الیعمری (۱۲۶۳-۱۳۳۴ء) مصری کی سیرت کا نام تھا: عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر۔ یعمر عرب کی ایک بستی کا نام ہے جس سے یعمری کے اسلاف کا تعلق تھا۔ (دام۔ ج۔ ۱۔ ص۲۰۱)

۱۔ تذکرۃ العارفین۔ ہند کے سہروردی و چشتی صوفیا کا ذکر۔

۲۔ دیوان۔

۳۔ مرأۃ المعانی۔ معرفت پر مثنوی۔

(انگ۔ ج۔ ۲۔ ص۴۲۰)

۲۳۳۔ جنّابی (۱۵۹۰ء)

ابو محمد مصطفےٰ ابن حسن بن سنان، ترکی کے ایک شہر اماسیہ کا رہنے والا تھا۔ کچھ عرصہ حلب میں قاضی رہا۔ اس کی تاریخی تصنیف:

الاعلام الزّاخرہ فی احوالِ الاوائل والاواخر، میں بیاسی حکمران سلسلوں کا ذکر ہے۔ حاجی خلیفہ نے اس کی ذیل لکھی اور سلسلوں کی تعداد ڈیڑھ سو تک پہنچا دی۔

(انگ۔ ج۔ ۲۔ ص۴۵۳)

۲۳۴۔ الجنَدی (۱۳۳۲ء)

ابو عبداللہ بہاءُ الدین محمد بن یعقوب بن یوسف الجنَدی یمن کے ایک شہر جنَد[1] میں پیدا ہوا۔ اس نے یمن کے علماء و ملوک پر کتاب السلوک فی طبقات العلماء والملوک لکھی۔ اس کے دیباچہ میں آغازِ اسلام سے ۱۳۲۴ء تک کی تاریخ ہے۔ اس کی ذیل خزرجی نے طراز اعلام الزمن فی طبقاتِ اعیانِ الیمن۔ کے نام سے لکھی تھی۔

(انگ۔ ج۔ ۲۔ ص۴۴۱)

---

[1]۔ جنَد: یمن کا ایک شہر۔ صنعا سے ۵۸ فرسنگ دُور۔ اس میں ایک مسجد حضرت معاذؓ بن جبل نے بنائی تھی۔ فارس کا مشہور محدّث طاؤس بن کیسان یہیں آکر آباد ہوا تھا۔

(معجم البلدان۔ ج۔ ۳۔ ص۱۴۸)

۲۳۵۔ جواد پاشا (۱۸۵۱۔ ۱۹۰۰ء)

احمد بن مصطفےٰ عاصم، عثمانیہ کا ایک فوجی افسر جو چیف آف سٹاف کے منصب تک پہنچا تھا۔ یہ کریٹ کا گورنر اور آخر میں وزیرِ اعظم بھی رہا۔ تصانیف :۔

۱۔ تاریخِ عسکریٔ عثمانی۔

۲۔ معلوماتِ کافیہ فی ممالکِ عثمانیہ۔

(انگ ۔ ج ۔ ۲ ۔ صہ ۸۹ٌ)

۲۳۶۔ الجوّانی (۱۱۳۱۔ ۱۱۹۲ء)

ابوعلی محمد بن اسعد مصر میں پیدا ہوا۔ اسے صلاح الدین ایوبی نے قاضیٔ مصر مقرر کیا تھا۔ اندازاً اٹھارہ کتابوں کا مصنف ۔ چند نام یہ ہیں :۔

۱۔ التحفۃ الشریفہ ۔ اس میں حضور صلعم کی سیرت، عہدِ نبوت کی تاریخ اور صحابہؓ کے حالات درج ہیں۔

۲۔ الجواہر المکنون فی ذکرِ القبائل والبطون ۔ قبائلِ عرب پر ہے۔

اس نے آلِ ابی طالب، عشرۂ مبشرہ۔ اور ابو بجہ نام کے اکابر پر بھی الگ الگ کتابیں لکھیں تھیں۔ (انگ ۔ ج ۔ ۲ ۔ صہ ۵۰۱)

۲۳۷۔ جوہر آفتابچی

ہمایوں کا آفتابہ بردار، جس نے دورِ ہمایوں کے واقعات "تذکرۃ الواقعات" کے عنوان سے مرتب کیے تھے۔ (فارسی) اس کا اردو ترجمہ ۱۹۰۴ء میں کلکتہ سے اور انگریزی ترجمہ ۱۸۳۲ء میں لنڈن سے نکلا تھا۔ اصل کتاب شاید ابھی تک طبع نہیں ہوئی۔

(انگ ۔ ج ۔ ۲ ۔ صہ ۸۹۴)

۲۳۸۔ جوینی عطا ملک علاؤ الدین (۱۲۲۶ - ۱۲۸۳ء)

صاحب دیوان شمس الدین محمد (ہلاکو و اباقا کا وزیرِ اعظم) کا بھائی۔ جو نیشا پور کے ایک علاقے جوینؔ[1] کے ایک شہر آزادوار میں پیدا ہوا تھا۔ یہ ادیب۔ عالم اور مؤرخ ہونے کے علاوہ عظیم مدبر بھی تھا۔ یہ ۱۲۵۶ء میں ہلاکو کا ملازم ہوا اور ۱۲۵۹ء میں عراق و خوزستان کا گورنر بنا دیا گیا۔ اس اسامی پر یہ بیس سال تک رہا۔ اسکی تاریخ جہاں کشا۔ مغلوں۔ خوارزم شاہیوں اور الموطیون (پیروانِ حسن بن صباح) کی عمدہ تاریخ ہے، یہ منگولیا بھی گیا تھا۔ اس لیے منگولیا کے متعلق اس کی معلومات قابلِ اعتماد ہیں۔

(رانگ۔ ج۔ ۲۔ صہ ۶۰۶)

۲۳۹۔ جہاں آرا بیگم (۱۶۵۹ء - زندہ)

شاہجہان اور ممتاز محل کی بیٹی، جو شاعرہ و مصنفہ تھی۔ اس کی تصانیف:۔

۱۔ مونس الارواح۔ ۱۶۴۰ء کی تحریر۔ حضرت خواجہ اجمیریؒ اور اُن کے خلفاء (شکر گنج۔ محبوب الٰہی۔ چراغ دہلوی۔ وغیرہ) کے حالات۔

۲۔ "جہاں آرا بیگم"۔ اس نام سے ایک کتاب، ایک انگریز خاتون نے ۱۹۳۱ء میں لنڈن سے شائع کی تھی۔ یہ لکھتی ہے کہ جہاں آرا و شاہجہان کے ساتھ ثمن برج میں قید تھی۔ اس نے ایامِ اسیری میں اپنی قید اور اسباب قید کی تفصیل لکھ کر ایک پتھر کے

---

[1] ۔ جوین نام کی کئی بستیاں ہیں۔ شیراز کے قریب ایک گاؤں۔ جرتان کا ایک مقام۔ سرخس اور خراسان کی ایک بستی۔ نیز نیشا پور کا ایک علاقہ۔ (معجم البلدان)

نیچے چھپادی تھی۔ اس میں اپنے بھائی اورنگ زیب کو باپ کا نافرمان، دُنیا طلب اور حریص کہا تھا۔ یہ تحریر کسی نہ کسی راستے اس انگریز خاتون تک پہنچ گئی اور اس نے شائع کردی۔

۳۔ مثنوی۔

۴۔ سیاحت نامہ۔ (بزمِ تیموریہ۔ صـ۴۴)

۲۴۰۔ جہانگیر۔ نورالدین (حکومت ۱۶۰۵ - ۱۶۲۸ء)

مغل شاہنشاہ، اکبر کا بیٹا۔ جس کی ذہنی تربیت میں خانخاناں، فیضی، میر کلان ہروی اور سید صدرِ جہاں جیسے اساتذہ نے حصہ لیا تھا۔ اس کی تزک اُس دور کی ڈائری ہے جس میں اُس زمانے کی جستہ جستہ تاریخ درج ہے۔ اس کتاب کی سادگی، منظر کشی اور اسلوبِ واقعات نگاری قابلِ تعریف ہے۔ (بزمِ تیموریہ)

۲۴۱۔ جہمی (۲۴۴ھ - زندہ)

ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حمید بن سلیمان بن عبداللہ بن ابی جہم بن حذیفہ العدوی کا تعلق بنو عدی بن کعب سے تھا۔ عراق میں تعلیم پائی اور بغداد میں سکونت اختیار کرلی۔ ایک مرتبہ یہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کی شان میں کوئی گستاخی کر بیٹھا اور متوکل سے دُرّے کھائے۔

اس کی تصانیف:۔

۱۔ کتاب انسابِ قریش و اخبارہا۔

۲۔ کتاب المعصومین۔

۳۔ کتاب فضائلِ مضر۔

۴۔ کتاب المثالب۔ (فہرست۔ صـ۱۶۵)

چ

۲۴۲- چراغ علی بن محمد بخش (۱۸۴۴-۱۸۹۱ء)

یہ پہلے کہیں کلرک تھے۔ بعد میں سیتاپور کے تحصیلدار مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۷ء میں سر سیّد کی سفارش پر حیدر آباد دکن میں افسر مال لگے۔ ترقی کرکے ریوینیو سیکرٹری کے منصب تک پہنچے اور نواب اعظم یار جنگ کا خطاب پایا۔ آپ کی تصانیف:۔

۱۔ قدیم قوموں کی مختصر تاریخ۔

۲۔ رسولِ برحق۔

۳۔ اسلام کی برکتیں۔

۴۔ تحقیق الجہاد۔ (تاریخ ادبِ اردو۔ صہ۷۰۲)

ح

۲۴۲۔ حاتم علی بیگ مہر (۱۸۱۵ - ۱۸۷۹ء)

اِن کے والد فیض علی بیگ ایسٹ انڈیا کمپنی کے دورِ حکومت میں علی گڑھ کے تحصیلدار رہے۔ یہ خود ۱۸۴۰ء میں مرزا پور کے منصف مقرر ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں چند انگریزوں کی جان بچائی۔ اور دو گاؤں جاگیر ملی۔ آپ کی وفات ایبٹہ میں ہوئی۔ آپ نے چند مثنویوں کے علاوہ حکومتِ فرنگ کی تاریخ ایاغِ فرنگستان کے نام سے لکھی تھی۔

(تاریخِ ادبِ اُردو۔ ص ۳۱۷)

۲۴۴۔ حاجی خلیفہ (۱۶۰۸ - ۱۶۵۷ء)

مصطفیٰ ابن عبداللہ کاتب چلپی۔ ایک ترک سپاہی جو فوج میں اسلحہ دار اور قسطنطنیہ کا رہنے والا تھا۔ اس نے متعدد کتابیں لکھیں مثلاً:۔

۱۔ تقویم التواریخ ۔ ابتدائے آفرینش سے ۱۶۴۷ء تک کے واقعات۔

۲۔ رونق السلطنۃ۔ تاریخِ استنبول۔

۳۔ طبقات الفحول ۔ تاریخِ اکابر۔

۴۔ تاریخِ کبیر۔ ایشیاء کے ۱۵۰ حکمران سلسلوں کا ذکر۔

۵۔ کشف الظنون۔ دو جلد۔ یہ مسلم مصنفین اور اُن کی تصانیف کا ایک ضخیم

معجم ہے۔ اندازاً استرہ سو صفحات ہیں۔ جس میں کتابوں کا ذکر بہ ترتیب ہجا ہے اِس انداز کی صرف دو کتابیں میری نظر سے گذری ہیں۔ ابن ندیم کی فہرست جو تقریباً چار سو صفحات میں ہے اور دوسری کشف الظنون یہ دونوں کتابیں ہماری معلومات کے اہم ماخذ ہیں۔

۶۔ میزان الحق۔

۷۔ تحفۃ الکبار۔

۸۔ دستور الاعمال۔

۹۔ لوامع النور۔

(لباب المعارف۔ صـ۶۷، علمائے اسلام (نگار) صـ۹۰)

۲۴۵۔ حافظِ ابرُو۔ (۱۴۳۰ء)

عبداللہ بن لطف اللہ بن عبدالرشید، تیمور اور شاہرُخ کا ندیم تھا۔ اِس کی تصانیف یہ ہیں:-

۱۔ مجملُ التواریخ ۔ ۴ جلد۔ پہلی تین جِلدوں میں ایرانِ قدیم، انبیاء، خلفائے اِسلام، سلاجقہ اور مغول کا ذکر ہے (تا سنہ ۱۲۵۸ء)۔ چوتھی میں جس کا نام زُبدۃ التواریخ بھی ہے۔ صرف تیمور اور شاہرُخ کا ذکر ہے۔

۲۔ جامعۃ التواریخ (رشید الدین) کی ذیل۔

۳۔ ظفر نامۂ شامی کی ذیل۔ ظفر نامہ میں تیمُور کے حالات ہیں۔

۴۔ اَلبلخی کی مسالِک الممالک (جغرافیہ) کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ نیز فارس، کِرمان اور خراسان پر تاریخی نوٹ لکھے۔

۵۔ مجموعۃ التواریخ ۔ اس کے پانچ حصے ہیں۔

حصہ اوّل :۔ تاریخِ طبری (ترجمۂ بلعمی) نیز ۱۲۵۸ء تک کے واقعات کا اضافہ۔

حصہ دوم :۔ جامع التواریخ کا مقدمہ اور آذربائیجان و عراقِ عرب کے واقعات کا اضافہ۔

حصہ سوم :۔ تغا تیمور، سربداروں اور خاندانِ مظفری کی تاریخ۔

حصہ چہارم :۔ ظفر نامۂ شاہی۔

حصہ پنجم :۔ عہدِ شاہرخ کے واقعات تا ۱۴۱۶ء۔

(انگ۔ ج۔ ۳۔ ص ۵۸)

۲۴۶۔ حالی (۱۸۳۷۔۱۹۱۴ء)

مولانا الطاف حسین حالی کا وطن پانی پت تھا۔ اپنے وطن اور دہلی وغیرہ میں تعلیم حاصل کی۔ پہلے حصار میں کلرک مقرر ہوئے۔ ایک سال بعد (۱۸۵۷ء) بلند شہر کے رئیسِ اعظم نواب مصطفیٰ خان شیفتہ کے مصاحب بن گئے۔ وہاں سے اُستاد بن کر اینگلو عربک سکول دہلی میں چلے گئے۔ بعد ازاں لاہور کی ٹیکسٹ بک کمیٹی سے وابستہ ہو گئے۔ پھر نظام نے سو روپیہ ماہوار پنشن باندھ دی اور آپ گھر میں بیٹھ کر تحقیقی کام کرنے لگے۔ آپ کی تصانیف :۔

۱۔ حیاتِ سعدی۔

۲۔ حیاتِ جاوید۔ سرسید کے سوانح۔

۳۔ یادگارِ غالب۔

۴۔ مُسدّس۔

۵۔ کلیات۔

۶۔ مقدمۂ شعر و شاعری۔

۷۔ مثنویاں وغیرہ۔ (تاریخِ ادبِ اردو۔ صہ ۵۲۷)

۲۴۷۔ حُبَیش بن موسیٰ الضبّی (۸۴۷ء۔ زندہ)

متوکّل کا درباری، جس نے اسلام و جاہلیت کے تمام موسیقاروں (رجال و نساء) کی تاریخ کتاب الاغانی کے نام سے لکھ کر متوکّل کی خدمت میں پیش کی تھی۔ اسکی ایک اور کتاب کا نام کتابُ مجرّدات (مجیدات) المُغنّیات ہے۔

(معجم الادباء۔ ج۔ ۷۔ صہ ۵)

۲۴۸۔ حزین (۱۶۹۲-۱۷۶۷ء)

محمد علی اصفہانی بن ابی طالب گیلانی کا وطن اصفہان تھا۔ یہ دہلی میں اُس وقت پہنچا۔ جب نادر شاہ اسے تباہ کر چکا تھا۔ یہ دربارِ مغلیہ میں چودہ برس رہا۔ پھر بنارس چلا گیا اور وہیں وفات پائی۔ یہ ایک بلند پایہ شاعر تھا۔ اس نے سودا کی ایک غزل سُن کر کہا تھا:

"از پوُچ گویانِ ہند بد نیست"۔

اس نے اپنے سوانح کے علاوہ شعراء کا ایک تذکرہ بھی لکھا تھا۔

(قاموس المشاہیر۔ ج۔ ۱۔ صہ ۲۱۰)

۲۴۹۔ حسن (۹۹۶ء)

حسن بن ابراہیم بن حسین بن حسن بن علی بن خلف بن راشد بن عبداللہ بن سلیمان بن زولاق المصری اللیثی، ادیب، مؤرخ، محدث اور تاریخ مصر کا ماہر تھا۔ اس نے مصر اور سلاطینِ مصر پر یہ کتابیں لکھیں:۔

۱۔ کتاب التاریخ الکبیر۔

۲۔ کتابُ سیرۃِ محمد بن طُغج۔ اَخشیدی سُلطان جس نے مِصر پر صرف ایک سال (۹۳۵ء) حکومت کی۔

۳۔ کتابُ سیرۃِ جوہر۔ جوہر، فاطمیوں کا ایک سردار تھا جس نے سنہ ۹۶۹ء میں آلِ اَخشید کو شکست دے کر مِصر پر قبضہ کر لیا تھا۔ اِس سے پہلے فاطمیوں کا دارالخلافہ مہدیّہ (تُونس کے قریب) تھا۔ لیکن فتح کے بعد مِصر کو پایۂ تخت بنالیا۔

۴۔ کتاب سیرۃِ المعزّ۔ معزّ (فاطمی خلیفہ) کی حکومت سنہ ۹۵۲ء سے سنہ ۹۷۵ء تک تھی۔

۵۔ کتابُ سیرۃ العزیز۔ حکومتِ عزیز سنہ ۹۷۵ء سے سنہ ۹۹۶ء تک۔

۶۔ کتابُ سیرۃِ کافُور۔ اخشیدی بادشاہ از سنہ ۹۶۶ء تا سنہ ۹۶۸ء۔

۷۔ کتابُ فضائلِ مِصر۔

(معجمُ الاُدباء۔ ج۔ ۷۔ صـ۷)

۲۵۰۔ حسَن بن علی بن شَدْقَم۔

مولد: مدینہ۔ جوانی میں ہند آیا۔ اور احمد نگر کے نظام شاہی خاندان (حکومت: ۱۴۹۰۔ ۱۵۹۵ء) سے وابستہ ہو گیا۔ اِس نے وَفیات کی طرز پر ایک تاریخی کتاب زُہر الریاض و زُلال الحیاض کے عنوان سے لکھی۔ یہ معجم ہے۔ اس میں اکابر و مشاہیر کے تراجم ہیں۔

(عربی ادب میں اہلِ ہند کا حِصّہ (زُبید) صـ۱۵۷)

۲۵۱۔ حسن نظامی (۱۸۷۸۔۱۹۵۵ء)

اصل نام علی حسن تھا۔ بستیٔ درگاہِ نظام الدین اولیاء۔ دہلی میں پیدا ہوئے۔ آغاز میں زائرینِ درگاہ کے جُوتوں کی رکھوالی کیا کرتے تھے۔ ۱۹۰۳ء میں سر پر کتابوں کی گٹھڑی رکھ کر گلیوں میں صدا لگانے لگے۔ ۱۹۰۸ء میں بہ اجازت حضرت مہر علی شاہ گولڑوی، گدی نشین بن گئے۔ زندگی میں کئی رسالے نکالے۔ یعنی مُرشد۔ دین و دُنیا اور توحید اور ساتھ ہی متعدد کُتب لکھیں۔ چند نام:۔

۱۔ مُحرّم نامہ۔ داستانِ کربلا اور دورِ اوّل کی تاریخ۔

۲۔ یزید نامہ۔ تاریخ بعد از کربلا۔ بنو اُمیّہ کے خاتمے تک۔

۳۔ غدرِ دہلی کے افسانے۔ کئی جلدیں۔

۴۔ کرِشن بیتی۔

۵۔ سفرنامۂ مصر و شام و حجاز۔

۶۔ سفرِ بمبئی کا روزنامچہ۔

۷۔ سیپارۂ دِل۔

۸۔ ناگفتہ بہ۔

۹۔ مضامین۔

۱۰۔ خطوط۔

۱۱۔ جگ بیتی۔ وغیرہ۔

(نقوش۔ آپ بیتی نمبر۔ صہ ۱۵۳۸)

۲۵۲۔ حسن نظامی نیشاپوری (۱۲۱۶ء۔ زندہ)

یہ اپنے وطن سے نکل کر پہلے غزنی گیا اور پھر ہند میں آیا۔ اس نے قطب الدین ایبک (۱۲۰۶ء۔ ۱۲۱۰ء) کی فرمائش پر ایک تاریخ تاج المآثر کے نام سے لکھی۔ جو ۱۱۹۱۔ ۱۲۱۶ء کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس میں شہاب الدین غوری کے پانچویں حملۂ ہند، قطب الدین کے دورِ حکومت اور التمش (۱۲۱۰۔ ۱۲۳۵ء) کے پہلے سات سال کے واقعات کی تفصیل ہے

(بزمِ مملوکیہ۔ صہ ۱۴)

۲۵۳۔ حفیظ جالندھری (۱۹۰۰۔ ۱۹۶۸ء۔ زندہ)

ابوالاثر حفیظ بن شمس الدین کا وطن جالندھر تھا۔ لیکن آپ اس صدی کے آغاز سے لاہور میں مقیم ہیں۔ آپ نے صرف ساتویں تک تعلیم حاصل کی اور پھر جنونِ شاعری میں یوں مُبتلا ہوئے کہ تعلیم ترک کر دی۔ آپ کی شہرت بحیثیت شاعر جوانی ہی میں پھیل گئی تھی۔

میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے پہلی مرتبہ ۱۹۱۸ء میں لاہور گیا تھا اور آخری مرتبہ ۱۹۳۰ء میں (ایم۔ اے۔ عربی کے لئے)۔ ان بارہ برسوں میں حفیظ کا کلام مشاعروں میں بیسیوں مرتبہ سُنا۔ بعد میں ریڈیو سے سینکڑوں مرتبہ نشر ہوا۔ اور آج تک نشر ہو رہا ہے۔ حفیظ کو غزل۔ مثنوی اور نظم میں یدِ طُولیٰ حاصل ہے۔ اتنا خوش آواز ہے کہ جب مشاعرے میں غزل پڑھتا ہے تو صفیں اُلٹ دیتا ہے۔ پاکستان کا قومی ترانہ :۔

پاک سرزمین شاد باد۔

آپ ہی کی تخلیق ہے۔ آپ کے کلام کے کئی مجموعے نکل چکے ہیں۔ ان میں سے اہم ترین شاہنامۂ اسلام ہے۔ دورِ نبوت کی منظوم تاریخ، چار جلدوں میں۔ آپ مرکزی حکومت کے شعبۂ نشر و شاعت سے وابستہ ہیں۔ گو آپ کی عُمر ۶۸ برس ہو چکی ہے۔ لیکن حکومت نے آپ کی تاب دار

علمی خدمات کے پیشِ نظر آپ کو ابھی تک ریٹائر نہیں کیا۔

(نقوش شخصیات نمبر۔ ج۔ ا۔ ص۲۲۳)

۲۵۴۔ حمارُ العزیز (۹۲۷ء)

احمد بن عُبیداللہ بن محمد بن عَمّار ابوالعباس الثقفی الکاتب، ایک بلند پایہ عالم، جسکی زندگی (ہر دور کے عُلماء کی طرح) انتہائی افلاس اور بے سُرو سامانی میں کٹی۔ اِسکی تصانیف:-

۱۔ کتابُ اخبارِ سلیمان بن ابی شیخ۔
۲۔ کتابُ اخبارِ حجرؓ بن عدیؓ۔
۳۔ کتابُ اخبارِ ابن نواس۔
۴۔ کتابُ اخبارِ ابن الرّومی۔
۵۔ کتابُ اخبارِ ابی العتاہیہ۔
۶۔ کتابُ اخبارِ عبدُاللہ بن معاویۃ الجعفری۔
۷۔ کتابٌ فی بنی اُمیّہ۔
۸۔ کتابُ صِفّین۔
۹۔ کتابُ الجمل۔

(معجمُ الادباء۔ ج۔ ا۔ ص۲۲۳)

۲۵۵۔ حمداللہ المُستوفی (۱۲۸۱۔ ۱۳۴۰ء)

حمداللہ بن ابی بکر بن احمد بن نصر القزوینی کا دادا عراق کا آڈیٹر جنرل (مُستوفی) تھا۔ اِسی بنا پر اس کی اَولاد مُستوفی کہلانے لگی۔ حمداللہ ایک عظیم القدر ادیب و مؤرخ تھا۔ اِس کی تصانیف:-

۱۔ ظفر نامہ۔ اسلام کی منظوم تاریخ۔ ۷۵ ہزار اشعار ہیں۔

۲۔ مفاخر التواریخ۔

۳۔ تاریخِ گزیدہ۔

۴۔ نزہتہ القلوب۔ (جغرافیہ)

(انگ۔ ج۔ ۳۔ صـ۱۲۲)

۲۵۶۔ حمزہ اصفہانی (۸۹۳۔ ۹۶۱ء)

حمزہ بن الحسن بن المؤدب الاصفہانی، تاریخ، ادب، لغت اور شعر میں ماہر، طبری کا معاصر، اور ایرانیوں کو عربوں پر ترجیح دینے والا، کتب ذیل کا مصنف تھا۔

۱۔ تاریخِ اصفہان۔

۲۔ تاریخ الملوک والانبیاء۔ اس کا جرمنی ترجمہ ۱۸۴۴ء میں شائع ہوا۔

۳۔ الامثال۔

۴۔ الامثال علی الافعال۔ وغیرہ۔

(انگ۔ ج۔ ۳۔ صـ۱۵۶)

۲۵۷۔ حمود بن عبدالعزیز (۱۷۸۷ء)

مولد: تونس۔ اس نے بنو حفص (سلاطینِ تونس از ۱۲۲۸ تا ۱۵۲۴ء۔ کل ۲۳ سلاطین) کی تاریخ لکھی۔ جس کا ایک حصہ ۱۸۴۹ء میں الجزائر سے شائع ہوا اور ایک ۱۸۹۱ء میں پیرس سے۔

(انگ۔ ج۔ ۳۔ صـ۳۸)

۲۵۸۔ اَلحُمَیدی (۱۰۲۹-۱۰۹۵ء)

محمد بن فتوح بن عبداللہ بن حُمید، ابو عبداللہ الازدی، اندلس کے ایک جزیرے مجارِقہ کا رہنے والا تھا۔ یہ تلاشِ علم میں مصر، حجاز اور بغداد تک گیا۔ ابنِ حزم کا بھی شاگرد رہا۔ تاریخی تصانیف:۔

۱۔ تاریخ الاِسلام۔

۲۔ اَلمُقتَبَس فی اخبارِ علماءِ الاَندُلس۔

(معجم الادُباء۔ ج۔ ۷۔ صـ۵۹)

۲۵۹۔ حیدر مرزا دُوغلات بن محمد حُسین (۱۵۵۱ء)

بابر کا خالہ زاد بھائی۔ جسے بابر نے اپنا سپہ سالار بنا لیا تھا۔ بعد از بابر یہ ہمایوں کا ملازم ہوگیا۔ اس نے ۱۵۴۰ء میں کشمیر فتح کیا تھا اور وہاں گیارہ سال گورنر بھی رہا۔ اس کی تُربت کشمیر میں ہے۔ اس نے تاریخِ رشیدی میں چشم دید واقعات ہند و کشمیر، نیز اُمرائے کاشغر اور خانانِ شیبیاں کے حالات لکھے ہیں۔

(ہسٹری آف انڈیا (ایلیٹ) بابر و ہمایوں۔ صـ۹۵)

خ

۲۶۰۔ خاکی شیرازی (۱۶۱۲ء ۔ زندہ)

حسن بن محمد خاکی کے اسلاف شیراز سے ہندوستان آئے تھے۔ خاکی، ۱۵۹۸ء میں اکبر کا بخشی مقرر ہوا۔ اور ۱۶۱۰ء میں پٹنہ کا دیوان۔ اس کی احسن التواریخ میں انبیاء، خلفاء، سلاطین اور مشائخ کے حالات ۱۶۱۰ء تک درج ہیں۔ اس کا ایک مخطوطہ پبلک لائبریری، لاہور میں موجود ہے۔

(مخطوطاتِ فارسیہ۔ فہرست پبلک لائبریری۔ صفہ ۲۱)

۲۶۱۔ الخزّاز (۔ ۲۷۸ھ)

ابو جعفر احمد بن الحارث بن المبارک، بغداد میں پیدا ہوا اور کوفہ میں وفات پائی۔ شاعر و مؤرخ۔ مدائنی کا ساتھی۔ اس کی تصانیف:۔

۱۔ کتابُ اسماءِ الخلفاءِ والصّحابۃ۔

۲۔ کتابُ مغازی البحر فی دولۃ بنی ہاشم۔

۳۔ کتابُ مغازی النبیؐ صلعم۔

۴۔ کتابُ الاخبارِ والنوادر۔

۵۔ کتابُ النسب۔

۶- کتابُ القبائل -

۷- کتابُ الاشراف -

۸- کتابُ جمهرۃِ نسبِ الحارث بن کعب و اخبارہم فی الجاہلیۃ -

(فہرست - صہ ۱۵۹)

۲۶۲- الخُشَنی (۹۴۲ء)

محمد بن الحارث الخُشَنی اندلس میں پیدا ہوا - نسلاً عرب تھا - غالباً بنو قضاعہ کے خُشَین بن نمرہ کی اولاد - فقیہہ - محدّث - مؤرخ اور کتبِ ذیل کا مصنّف :-

۱- کتابُ اخبارِ القضاۃِ بالاندلس -

۲- کتابُ اخبارِ الفقہاءِ و المحدّثین -

۳- کتابُ الاتّفاق و الاختلافِ لِمالک بن انس و اصحابِہٖ -

(معجم الادباء - ج - ۶ - صہ ۴۷۲)

۲۶۳- خَطیبِ بغدادی (۱۰۰۰ - ۱۰۷۱ء)

حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی، بغداد میں پیدا ہوا - بغداد - کوفہ - نیشاپور وغیرہ میں تعلیم پانے کے بعد حلب - طرابلس اور قدس میں فرائضِ تدریس سرانجام دیتا رہا - اندازاً ساٹھ کتابوں کا مصنّف - جن میں سے تاریخی و نیم تاریخی یہ ہیں :-

۱- تاریخِ بغداد - ۱۴ جلد - اس کی کئی ذیلیں لکھی گئیں - مثلاً :

(الف) سمعانی کی ذیل - ۱۵ جلد - سمعانی کی ذیل پر ابوعبداللہ محمد بن حامد الکاتب الوزیر (۱۲۰۱ء) نے تین جلدوں میں ذیل لکھی -

(ب) ابن دُبَیثی کی ذیل - جس کا ضمیمہ ابن القطیعی نے لکھا اور اختصار

ذہبی نے کیا۔

(ج)۔ ابن نجّار بغدادی کی ذیل (تیس جلدوں میں) جس کا ایک ضمیمہ ابنِ رافع (۱۳۷۳ء) نے اور دوسرا ابوبکر مارستانی نے لکھا۔

۲۔ کتابُ الاَسماءِ المُبہَمَۃِ۔

۳۔ کتابُ روایۃِ الآباءِ عنِ الابناءِ۔

۴۔ کتابُ روایۃِ الصحابۃِ عنِ التابعین۔

۵۔ کتابُ رافعِ الارتیابِ فی الاسماءِ والالقاب۔

۶۔ کتابُ شرفِ اصحابِ الحدیث۔

۷۔ کتاب الرِّحلۃِ فی طلبِ الحدیث۔

۸۔ کتابُ التبیینِ لاَسماءِ المُدلّسِین۔

۹۔ کتابُ من وافَقَ کُنیتُہُ اِسمَ اَبیہِ۔

۱۰۔ کتابُ من حدّثَ فنَسِیَ۔

۱۱۔ کتابُ الرُّواۃِ عن مالکِ بنِ اَنس۔

۱۲۔ کتابُ روایاتِ السنۃِ عنِ التابعین۔

۱۳۔ کتابُ الاسماءِ المبہمۃِ فی الاَنباءِ المحکمۃِ۔

۱۴۔ کتابُ المُوءتنَف (رِجال پر)۔

(کشف الظنون۔ ج۔ ۱۔ صـ ۲۲۱۔ معجمُ الاُدباء۔ ج۔ ۱۔ صـ ۲۴۸)

۲۶۴۔ خَفاجی (۱۵۷۱۔ ۱۶۵۹ء)

شہابُ الدین احمد بن محمد بن عمر المِصری کا تعلق قبیلۂ ہوازن[1] کی ایک شاخ خفاجہ

[1] ۔ منتہی الارب۔ ج۔ ۱۔ ص میں ہے۔ خفاجہ حَیّے ایست از بنی عامر۔ (خفج)

سے تھا۔ حصولِ تعلیم کے لیئے حرمین تک گیا۔ مصر اور سالونیکا (ترکی) میں قاضی رہا۔ تصانیف:

۱۔ ریحانۃُ الالبّاءِ فی طبقاتِ الادّباءِ۔

۲۔ خبایۃ الزوایا۔ علمائے مصر، شام و حجاز کے حالات۔

۳۔ شرح بیضاوی۔

(وجدی۔ ج۔ ۳۔ صـ ۴۳۰۔ علمائے اسلام۔ صـ ۱۳۱)

۲۶۵۔ خلیفہ بن خیّاط شُبُیب العُصفرِی۔

خلیفہ بن خیاط شُبُیب العُصفرُی کا تعلّق بصرے سے تھا۔ اس نے تین تاریخی کتابیں لکھیں:۔

۱۔ کتابُ التاریخ۔

۲۔ کتابُ الطبقات۔

۳۔ طبقاتُ القرّاء۔

(فہرست۔ صـ ۳۲۹)

۲۶۶۔ خوجہ آفندی (۱۵۳۷ء۔ تقریباً ۱۶۰۰ء)۔

سعد الدّین بن حسن جان بن حافظ محمد بن جمال الدّین، ایک ممتاز عثمانی مؤرّخ۔ جسکے والد اصفہان سے ہجرت کر کے استنبول چلے گئے تھے۔ خوجہ استنبول ہی میں پیدا ہُوا۔ اس کا والد، سُلطان سلیم اوّل کا حاجب تھا اور اسے واقعاتِ دربار و حکومت سُنا تا رہتا تھا۔ چنانچہ اس نے بعد میں ان تمام واقعات کو سلیم نامہ میں جمع کر دیا۔ اس سے پہلے وہ تاج التواریخ (عثمانیوں کی تاریخ تا سلیم اوّل) لکھ چکا تھا۔ سلیم نامہ اس کی ذیل تصوّر فرمائیے۔ اس نے مصلح الدین محمد لاری کی مرأۃُ الادوار کا ترکی میں ترجمہ کیا نیز اُس تاریخی کتاب کی تکمیل کی جو

اُس کے والد نے شروع کی تھی۔ لیکن نامکمل رہ گئی تھی۔

(دمام۔ جلد ہہم۔ صہ ۳۱)

۲۶۷۔ خورجوی مفتی محمد خان (۱۸۸۰۔ ۱۹۶۴ء (زندہ)

خورجہ (یوپی) کا یہ پٹھان دسویں پاس کرنے کے بعد ۱۹۰۱ء میں دس روپے ماہانہ پر ہیڈ کانسٹیبل بھرتی ہوا اور ۱۹۲۱ء میں پونچھ کا سپرنٹنڈنٹ پولیس بن گیا۔ ساتھ ہی خان بہادر کا خطاب حاصل کیا۔ ۱۹۳۵ء میں سبکدوش ہو کر ڈیرہ دون میں مقیم ہو گیا۔ یہ صاحبِ قلم بھی تھا۔ اس نے کل ۱۷ کتابیں لکھیں۔ چند نام یہ:

۱۔ تاریخِ خاندانِ خلیل (اس کا اپنا خاندان)۔

۲۔ اعجوبۂ اسرار۔ تاریخِ تصوّف۔

۳۔ حیاتِ امیر خسرو۔

۴۔ سوانحِ سرہند۔

۵۔ تاریخِ خورجہ۔

۶۔ عمرِ رفتہ۔ اپنے سوانح۔

۷۔ گلِ نو رُستہ۔ دیوان۔

(نقوش۔ آپ بیتی۔ صہ ۱۳۱۳)

۲۶۸۔ خونْدمیر (۱۴۷۵۔ ۱۵۳۵ء)

غیاث الدین بن ہمام الدین بن جلال الدین بن برہان محمد، ہرات میں پیدا ہوا۔ وہاں سے سمرقند اور پھر افغانستان پہنچا۔ ۱۵۲۸ء میں دارِ ہند ہوا اور دربار بابر سے وابستہ ہو گیا، پھر ہمایوں کا ندیم بنا۔ اس کی تصانیف :۔

۱۔ ہمایوں نامہ۔ تعمیراتِ ہمایوں کی تفصیل۔

۲۔ خلاصۃ الاخبار۔ تاریخ۔

۳۔ اخبارُ الاخیار۔ تاریخ۔

۴۔ حبیبُ السّیر۔ تاریخ از ابتداء تا اسماعیل صفوی۔

۵۔ انتخابِ تاریخِ وصّاف۔

۶۔ مکارمِ اخلاق۔ میر شبیر علی کے سوانح۔

۷۔ غرائب الاسرار۔ تراجمِ صوفیاء۔

۸۔ دستورُ الوزراء۔ ممتاز وزراء و سلاطینِ اسلام کے حالات از ابتداء تا ۱۵۰۹ء۔

(بزمِ تیموریہ۔ صہ ۴۳ ۔ لباب المعارف۔ صہ ۲۶۴ ۔ علمائے اسلام (نگار) صہ ۹۴)

د

۲۶۹- دَارا شُکوہ (۱۶۵- ۱۶۵۹ء)

شاہجہان کا بڑا لڑکا، جو ۱۶۴۵ء میں اِلہ آباد اور کچھ دیر بعد لاہور اور گجرات (کاٹھیاواڑ) کا گورنر رہا۔ جب شاہجہان بیمار ہُوا تو اورنگ زیب اور مُراد (سگّے بھائی) نے اِسے تخت سے محرُوم کرنے کے لیئے اس پر حملہ کر دیا۔ (یہ دونوں دارا کو کافر سمجھتے تھے)۔ اِسے ۱۶۵۸ء میں آگرہ کے قریب پہلی اور ۱۶۵۹ء میں اَجمیر کے قریب دوسری شکست ہُوئی اِس نے ایک افغان سَردار، مِلک جیوَن کے ہاں پناہ لی۔ اُس نے اِسے عالمگیر کے سپرُد کر دیا اور عالمگیر نے اِسے اِس کے لڑکے سُلیمان شکوہ سمیت موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

دَارا ایک عظیم القدر صُوفی و فلسفی تھا۔ کئی زبانوں کا ماہر اور اِتحادِ مذاہب کا قائل تھا۔ اِس نے کئی کتابیں لکھیں۔ مثلاً:۔

۱۔ سفینۃ الاولیاء - ۴۱۱ صُوفیا کے تراجم۔

۲۔ سکینۃ الاولیاء - حضرت میاں مِیر لاہوری۔ اُن کی اولاد اور خُلفاء کے حالات۔

۳۔ ۵۲ اُپنیشدوں کا ترجمہ (فارسی)۔

۴۔ مجمع البحرین - ویدانت اور تصوّف کی مُشترکہ اَقدار پر۔

۵۔ رسالۂ حق نما۔ منازلِ طریقت پر۔

۶۔ گیتا کا فارسی ترجمہ۔

۷۔ دیوان۔

۸۔ اسی کے حکم سے تاریخ شمشیر خانی لکھی گئی تھی۔ جو فردوسی کی تلخیص ہے۔

(انگ۔ ج۔ ۲۔ ص ۱۳۴)

۲۷۰۔ الدارقطنی (۸۸۰-۹۶۳ء)

ابوبکر محمد بن الحسن بن محمد بن زیاد بن ہارون بن جعفر الشعرانی، موصل میں پیدا ہوا۔ کوفہ۔ بصرہ۔ شام اور مصر میں تعلیم حاصل کی۔ احادیث میں ضعیف الروایۃ تھا۔ کئی کتابوں کا مصنف۔ مثلاً۔

۱۔ کتابُ اِرَم ذات العماد۔ تاریخ۔

۲۔ کتابُ المعجم الاوسط۔ قرّاء کا تذکرہ۔

۳۔ کتابُ المعجم الاصغر۔

۴۔ کتابُ المعجم الاکبر۔

۵۔ کتابُ السبعۃ الاوسط۔

۶۔ کتابُ السبعۃ الاصغر۔

۷۔ کتابُ التفسیر۔ بارہ ہزار اوراق۔

۸۔ کتابُ المناسک۔

نوٹ ۱۔ دارالقطن، بغداد کا ایک محلّہ ہے۔

نوٹ ۲۔ مشہور محدّث دارقطنی، ابوالحسن علی بن احمد بن مہدی (کتابُ الاربعین۔

کتاب الامالی اور کتاب الضعفاءِ کا مصنّف۔ بحوالۂ نگار (علمائے اسلام)۔ صد ۹۳۔)
جداگانہ شخصیت ہے۔

(معجم الادباء۔ ج۔ ۶۔ صد ۴۹۶)

۲۷۱۔ دحلان (۱۸۸۶ء)

احمد بن زینی دحلان مکّہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ میں وفات پائی۔ آپ کی یہ کتابیں مصر میں چھپ چکی ہیں۔

۱۔ کتابُ دوَلِ الاسلامیہ۔

۲۔ کتابُ الفتوحات الاسلامیہ۔

۳۔ کتابُ السیرۃِ النبویّتہ۔

۴۔ خلاصتہ الکلام۔ تاریخِ حجاز۔

(نگار۔ علمائے اسلام۔ صد ۱۳۲)

۲۷۲۔ الدرجینی (۱۲۵۰ء۔ زندہ)

ابوالعبّاس احمد بن سعید بن سلیمان بن علی بن اِخلف جبلِ نفوسہ کے اباضیوں کا فقیہہ و مؤرّخ۔ جس نے اپنے فرقے کے مشائخ کے حالات طبقاتُ المشائخ میں ضبط کیئے۔ اِس کتاب کے دو حصّے ہیں۔ پہلے میں اباضیوں کی تاریخ ہے اور دوسرے میں تذکرۂ مشائخ۔ حصہ اوّل ابوزکریا یحییٰ بن ابی بکر الورجلانی کی کتابُ السیرۃِ واخبارُ الائمتہ کا اعادہ ہے۔ (انگ۔ ج۔ ۲۔ صد ۱۴۲)

۲۷۳۔ الدمرداشی احمد (۱۷۵۵ء۔ ؟)

ایک مصری مؤرخ جس کی الدُّرُ المصانتہ فی اَخبارِ الکنانتہ میں عثمانی مصر کے واقعات

از ۸۸ھ/۱۶ء تا ۷۵ھ/۱ء درج ہیں۔ اس کتاب کی زبان (عربی) غلط ہے۔

(انگ۔ ج۔ ۲۔ ص۱۰۹)

۲۷۴۔ الدِمیاطی (۱۲۱۷ء۔ ۱۳۰۶ء)

دِمیاط نیل کے شرقی کنارے پر ایک شہر ہے۔ جہاں عبدالمومن بن خلف شرف الدین پیدا ہوا۔ بعد از تعلیم مختلف مدارسِ قاہرہ میں مدرّس رہا۔ اس کی شہرت معجم الشیوخ کی وجہ سے ہے۔ جس کا ایک مخطوطہ تونس میں موجود ہے۔

(انگ۔ ج۔ ۲۔ ص۲۹۲)

۲۷۵۔ دولت آبادی (۱۴۴۵ء)

شہاب الدین احمد بن شمس الدین بن عمر الزاولی، دولت آباد (دکن) کا رہنے والا تھا۔ وہاں سے جونپور میں منتقل ہوگیا۔ شاعر۔ ادیب اور مؤرّخ تھا۔ کتابیں:۔

۱۔ تاریخ المدینہ۔

۲۔ البحر المواج۔ تفسیر در فارسی۔

۳۔ شرحِ کافیہ۔

۴۔ شرحِ بانت سعاد۔

(انگ۔ ج۔ ۲۔ ص۱۸۰)

۲۷۶۔ دولت شاہ (۱۴۸۷ء۔ زندہ)

دولت شاہ سمرقندی بن علاء الدولہ بختی شاہ کا۔ والد شاہ رُخ مرزا کا درباری تھا۔ اس نے ۵۰ برس کی عمر میں تذکرۃ الشعراء کا آغاز کیا تھا۔ اس میں اندازاً ڈیڑھ سو شعراء کا ذکر ہے۔ آغاز میں بیس عرب شعراء کے حالات ہیں۔ (کشف۔ ج۔ ۱۔ ص۲۷۴)

ذ

۲۷۷ - ذکاءُ اللہ (۱۸۳۲-۱۹۱۰ء)

شمس العلماء خان بہادر محمد ذکاءُ اللہ بن ثناءُ اللہ دہلوی، بعد از حصولِ تعلیم مختلف مناصب پر فائز رہے۔ ۱۸۵۳ء میں بلند شہر کے ڈپٹی انسپکٹر مدارس، ۱۸۶۹ء میں دہلی نارمل سکول کے پرنسپل اور ۱۸۷۲ء میں میورکالج الہ آباد کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۷ء میں ریٹائر ہو گئے۔ کتابیں:-

۱- تاریخِ ہندوستان۔ دس جلدوں میں۔

۲- تاریخِ اسلام۔ ناممکل۔

(تاریخِ ادبِ اردو۔ ص۴۲۷۔ قاموس المشاہیر۔ ج۔ دوم۔ "محمد ذکاءُ اللہ")

۲۷۸ - ذہبی (۶۷۴-۷۴۸ھ/۱۲۷۴-۱۳۴۸ء)

شمس الدین ابوعبدُاللہ محمد بن احمد بن قیماز بن عبدُ اللہ الشافعی، دمشق میں پیدا ہوا۔ کئی برس مصر میں رہا۔ اس کے اساتذہ کی تعداد تیرہ سو تھی۔ اس کے تلامذہ میں السُّبکی بھی تھا۔ اس کی وفات دمشق میں ہوئی۔ اس کی تاریخی تصانیف یہ ہیں:-

۱- تاریخِ اسلام۔ اس میں واقعات بھی ہیں اور وفیات بھی۔ یہ کتاب بہت طویل اور مفصل تھی۔ اس لیئے اسے ذہبی نے مختلف کتابوں میں تقسیم

کر دیا۔ ان کے نام یہ ہیں:-

(ا)۔ تاریخ دُوَلِ اسلام۔

(ب)۔ اَلعِبَر فی اَخبارِ من غَبَر۔

(ج)۔ تذکرۃ الحُفّاظ۔ ۵۔ جلد۔ اس کا اختصار سیوطی نے طبقات الحفّاظ کے نام سے کیا۔

(د)۔ الاصابۃ فی تجرید اسماء الصحابۃ، میں اسماءِ صحابہ بہ ترتیب ہجا ہیں۔ اور ابن الاثیر کی اُسدُ الغابۃ سے ماخوذ ہے۔

(ہ)۔ طبقات القُرّاء۔

(و)۔ سیرُ اعلام النُّبلاء۔ ۲۔ جلد۔

۲۔ میزانُ الاعتدال۔ (رجال)

۳۔ معجمُ الشیُوخ۔

۴۔ اختصارِ تاریخِ بغداد ابن الدُّبیثی۔

۵۔ اختصار۔ اخبارُ النحویین۔ (قِفطی)

۶۔ تاریخ الاسلام (مُعظّمی الیوبی کا اختصار)۔

۷۔ المُشتبہ فی اسماءِ الرجال۔

۸۔ تہذیبُ تہذیب الکمال۔

(رانگ۔ ج۔ ۲۔ صہ ۲۱۴)

ر

۲۷۹۔ رازی احمد بن محمدؒ (۸۷۸ - ۹۵۵ء)

اِس کا والد محمد (شمار ۲۸۲) رے سے سپین گیا تھا۔ احمد وُہیں پیدا ہُوا۔ اِس نے بعد از تعلیم مختلف مسائل پہ کئی کتابیں لکھیں۔ جن میں سے مذکورۂ ذیل تاریخ پر ہیں:۔

۱۔ تاریخ ملوکِ الاندلس۔

۲۔ کتابُ الاستیعاب۔ سپین کے عربوں کے اَنساب۔

۳۔ کتاب فی صفۃ قرطبہ۔

۴۔ مسالکُ الاندلُس۔ جغرافیہ۔

(عُلمائے اِسلام۔ صہ ۹۲)

۲۸۰ - رازی - امین احمد بن خواجہ احمد (۱۵۹۴ء - زندہ)

ایران کا رئیس زادہ۔ اِس کا والد، رے کا رئیس تھا۔ اور طہماسپ صفوی کا معتمد۔ اِس نے ہفت اقلیم میں دُنیا کو سات حصّوں (یمن۔ حجاز۔ عراق۔ خراسان۔ ہرات۔ خوارزم۔ ترکستان وغیرہ) میں تقسیم کرنے کے بعد ہر حصّے کے شعرا و اُدباء کے حالات لکھے ہیں۔

(عُلمائے اِسلام صفحہ ۱۲۹)

۲۸۱ ۔ رازی عیسیٰ ۔

احمد بن محمد (شمار ۲۷۹) کا فرزند جس نے اپنے والد کی ایک کتاب (اندلس میں اُمیّہ کی تاریخ) کو اپنے عہد تک مکمل کیا ۔ نیز حاجبوں کی تاریخ بہ عنوانِ کتاب الحُجّاب للخُلفاءِ بالاندلس) لکھی ۔

(دمام ۔ ج ۔ ۹ ۔ "رازی")

۲۸۲ ۔ رازی محمد (۸۸۶ء)

محمد بن مُوسیٰ بن بشیر بن جنّاد بن لقیطؔ اصلاً رے کا تھا ۔ یہ سپین میں ہجرت کر گیا اور وہاں خلیفہ محمد بن عبدالرحمان کا درباری بن گیا ۔ احمد (شمار ۲۷۹) اس کا بیٹا تھا ۔ اس نے اندلس میں اسلامی فتوحات پر کتابُ الرایات لکھی ۔

(عُلمائے اسلام ۔ صد ۱۳۲)

۲۸۳ ۔ رافت ۔

عہدِ عالمگیر کا ایک مؤرّخ ۔ جس کا پورا نام معلوم نہیں ۔ مخطوطاتِ فارسیہ میں اس کی دو تاریخی کتابوں کا ذکر ہے:

۱۔ مآثرِ اقبال ۔ جس میں عہدِ عالمگیر کے بڑے بڑے واقعات درج ہیں ۔

۲۔ آئینۂ جہاں نما ۔ عالمگیر کے انتقال کے بعد شہزادوں کی جنگِ تخت نشینی ۔

(مخطوطاتِ فارسیہ ۔ صد ۶۹۹)

۲۸۴ ۔ راوندی (۱۱۹۲ء ۔ زندہ)

مولد: راوند (کاشان کے قریب ایک قصبہ) سلاجقۂ عراق و رُوم کا درباری ،

جس نے سلاجقہ کی تاریخ راحۃ الصدور کے نام سے لکھی - اور روم کے سلجوقی سلطان کیخسرو اوّل (۱۱۹۲-۱۲۰۰ء) کی خدمت میں پیش کی۔

(تاریخِ ادبیاتِ ایران - رضازادہ - صد ۲۳۵)

۲۸۵ - رحمان علی (۱۸۲۹ - ۱۹۰۷ء)

رحمان علی محمد عبدالشکور ابن حکیم شیر علی نے آپ بیتی میں اپنے وطن کا نام نہیں لیا۔ اتنا ہی بتایا ہے کہ فتح پور۔ بدایوں اور پانی پت کے علماء سے تعلیم پانے کے بعد بگھیل کھنڈ کی ایک چھوٹی سی ریاست ریواہ میں چلا گیا۔ وہاں کے راجپوت راجہ نے اسے مختلف مناصب پہ مقرر کیا۔ اور وہیں وفات پائی۔ تصانیف :-

۱- تاریخ التواریخ۔

۲- تاریخ بگھیل کھنڈ۔

۳- ریاضُ الاُمراء - بڑے بڑے اُمراء کے سوانح۔

۴- تذکرۂ علمائے ہند - وغیرہ۔

(نقوش - آپ بیتی - صد ۱۴۷)

۲۸۶ - رشید الدّین (۱۲۴۷ - ۱۳۱۸ء)

ہمدان کا رہنے والا ایک طبیب جو ایلخانیوں کے ہاں ملازم ہو گیا اور رفتہ رفتہ غازان و خدابندہ کا وزیرِ اعظم بن گیا - اس کی شہرت دو چیزوں کی وجہ سے ہے - اوّل - اس نے ایک دارالعلوم ، ربیع الرشیدیہ ، بنایا۔ جس میں تین ہزار کمرے ، چودہ سو دکانیں اور سات ہزار طلبہ تھے - دوم - جامع التواریخ ، غازان کی فرمائش پر لکھی - اس میں مغول کے علاوہ ایرانِ قدیم اور خلفاء کی تاریخ تا زوالِ بغداد ہے - باقی کتابیں :- لطائف الحقائق

بیانُ الحقائق۔ مفتاحُ التفاسیر وغیرہ۔

(عُلمائے اسلام۔ ص۹۶)

۲۸۷۔ رضا قلی خان ہدایت بن محمد ہادی خان (۱۸۰۳۔ ۱۸۷۱ء)

اِس کے آباء طبرستان سے تہران آئے تھے۔ یہ تہران ہی میں پیدا ہُوا۔ محمد شاہ اور ناصر الدین قاچاری کے ہاں عزت پائی۔ اِس کی دو کتابیں بہت مشہور ہیں:۔

۱۔ مجمع الفُصَحاء۔ اِس میں سلاطین و اعیان کے علاوہ سات سو شعراء کا ذِکر ہے۔

۲۔ ریاضُ العارفین۔ صُوفیا کے حالات۔

(تاریخِ ادبیاتِ ایران۔ شفق۔ ص۲۷۳)

۲۸۸۔ رنگین (۱۷۵۶۔ ۱۸۳۵ء)

سعادت یار خان بن طہماسپ بیگ خان تُورانی سرہند میں پیدا ہُوا۔ بعد از تعلیم دہلی میں مرزا سلیمان شکوہ کا ملازم ہو گیا۔ پھر حیدر آباد دکن میں نظام کے ہاں چلا گیا۔ بالآخر ملازمت چھوڑ کر گھوڑوں کی تجارت کرنے لگا۔ اِس نے پانچ دیوان اور تین درجن کتابیں لکھیں۔ اِن میں تاریخی ایک ہی تھی یعنی مجالسِ رنگین۔ اِس میں معاصِر شُعراء کے حالات بھی ہیں۔ اور کلام بھی۔ باقی کتابیں :۔

مثنوی۔ فرس نامہ۔ ایجادِ رنگین (حکایات) وغیرہ۔

(تاریخِ ادبِ اُردو۔ ص۲۷۲)

۲۸۹۔ رُہنی۔ ابُوالحسین محمدّ بن بحر۔

کرمان کی ایک بستی رُہنہ کا ایک عالم، انساب و اخبار کا ماہر اور کتب ذیل کا مصنّف

تھا:-

۱- کتابُ نِحَلِ العَرَب- کہ عرب، عرب سے نکل کر کہاں کہاں پہنچے۔
اور اِن میں شیعہ۔ خارجی اور سُنّی کون کونسے تھے۔

۲- کتاب الدلائل علیٰ نِحَلِ القبائل۔

(معجم الادباء- ج-۶- ص۱۴۱)

۲۹۰- رئیس احمد جعفری (۱۹۱۲-۱۹۶۸ء- زندہ)

آپ لکھنؤ کے قریب ایک شہر خیرآباد میں پیدا ہوئے۔ حضرت ریاض خیرآبادی کے نواسے تھے۔ آپ کے والد سیّد ناظم حسین ایک عدالت میں منصرم تھے اور دادا سیّد میر قائم علی صوبیدار۔ ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی پھر ندوہ میں داخلہ لے لیا۔ بعد از تحصیل جامعۂ ملیہ دہلی میں درس دینے لگے۔ ۱۹۳۴ء میں اخبار "خلافت" (بمبئی) کے مدیر بن گئے۔ ۱۹۳۸ء میں اپنا روزنامہ "ہندوستان" جاری کیا۔ جو تقسیمِ ہند تک چلتا رہا۔ پھر آپ کراچی چلے آئے۔ یہاں ایک روزنامہ "خورشید" نکالا۔ جو ۱۹۵۱ء تک جاری رہا۔ پھر آپ لاہور چلے گئے اور سارے کام چھوڑ کر تصنیف و تالیف میں مصروف ہو گئے۔ آپ کی پہلی کتاب "سیرتِ محمد علی" سنہ ۱۹۳۲ء میں مکمل ہوئی تھی۔ اور دوسری "خطباتِ محمد علی" سنہ ۱۹۴۴ء میں سنہ ۱۹۴۴ء سے سنہ ۱۹۶۸ء تک آپ کے قلم سے ۱۱۲ کتابیں نکل چکی ہیں۔ نہایت معیاری۔ علمی اور محققانہ۔ لیکن ناقدریٔ زمانہ کی وجہ سے ہمیشہ گرفتارِ مصائب رہے۔ ایک خط (محررہ ۱۷ مئی ۱۹۶۸ء میرے نام) میں لکھتے ہیں:-

ذریعۂ معاش کتابیں لکھنا۔ جملہ حقوق چھوٹی سی رقم میں فروخت کر دینا۔ بیمار پڑتا تو علاج نہ کر سکنا۔ تندرست ہوتا تو علمی کام کر کر کے بیمار پڑ جانا۔

ہم بھی کیا یاد رکھیں گے کہ خدا رکھتے تھے"۔

اہلِ قلم نے دُنیا کو ہمیشہ فلسفہ وعلم دیا۔ تہذیب و دانش دی۔ سیاست وحکومت کے گُر بتائے اور کامیاب زندگی کا راز سمجھایا۔ لیکن دُنیا نے اُنھیں ہمیشہ ذلیل و بے آبرو رکھا۔ آپ کی چند تاریخی کتابوں کے نام یہ ہیں :-

۱۔ آثارِ امام شافعیؒ (ترجمہ)

۲۔ امام ابوحنیفہؒ (ترجمہ)

۳۔ امام جعفر صادقؒ (ترجمہ)

۴۔ امام محمدؒ و ابو یوسفؒ (ترجمہ)

۵۔ غزالی نامہؒ ۔ (ترجمہ)

۶۔ انوارِ اولیاء۔

۷۔ فاطمہؒ بنتِ محمدؐ۔

۸۔ سیرتِ ائمہؒ اربعہ۔

۹۔ سیرت محمد علی جوہرؒ۔

۱۰۔ واجد علی شاہ اور اُن کا عہد۔

۱۱۔ بہادر شاہ ظفر اور اُن کا عہد۔

۱۲۔ امامت و سیاست ۔ اسلامی تاریخ کے دورِ خلافت پر۔

۱۳۔ حیدر آباد ۔ (ترجمہ)

۱۴۔ کشمیر اور جوناگڑھ کی کہانی (ترجمہ)

۱۵۔ احمد شاہ ابدالی۔

۱۶۔ علاؤالدین خلجی۔

۱۷۔ اسلام اور رواداری۔

۱۸۔ احمدؒ بن حنبل۔

۱۹۔ حیاتِ لیاقت۔

۲۰۔ تاریخِ خوارج۔

۲۱۔ خلیفہ ہارون الرشید اور ان کا عہد۔

۲۲۔ علی برادران۔

۲۳۔ فتح قسطنطنیہ۔

۲۴۔ صلیبی جنگیں۔

۲۵۔ اسلام کے غازی یورپ میں۔ (ترجمہ)

۲۶۔ امام ابنؒ تیمیہ۔

۲۷۔ امام مالکؒ۔

۲۸۔ سفرنامۂ ابن بطوطہ۔ (ترجمہ)

۲۹۔ کاروانِ اسلام۔

۳۰۔ چنگیز خان (ترجمہ)

امام زیدؒ (ترجمہ)

۳۲۔ دولتِ فاطمی۔

(ماہنامہ کتاب۔ جنوری سنہ ۱۹۶۸ء صفحہ ۳۰)

ز

۲۹۱۔ زُبیر (۷۸۹ ـ ۸۷۰ء)

ابو عبدُاللہ زبیر بن ابی بکر بکّار بن عبدُاللہ بن مُصعَب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیرؓ بن عوّام مدینہ میں پیدا ہوا۔ مکّہ میں قاضی رہا اور کئی مرتبہ بغداد بھی گیا۔ یہ مؤرّخ۔ نسّاب اور شاعر تھا۔ اِس کی تصانیف:۔

۱۔ کتابُ اخبارِ العَرب و ایّامِہا۔

۲۔ کتاب الاَوسِ و الخزرج۔

۳۔ کتابُ وُفود النعُمان علیٰ کِسریٰ۔

۴۔ کتابُ نوادرِ المَدَنیّین۔

۵۔ کتابُ نوادرِ اخبارِ النَّسَب۔

۶۔ کتابُ نَسَبِ قریش۔

۷۔ کتابُ اخبارِ ابی السّائب۔

۸۔ کتابُ اخبارِ ابن مَیّادہ۔

۹۔ کتابُ اخبارِ ابن دُمَینہ۔

۱۰۔ کتابُ اخبارِ ابن قیس۔

۱۱۔ کتابُ اخبارِ ابن ہرثمہ۔

۱۲۔ کتابُ اخبارِ حسّان۔

۱۳۔ کتابُ اخبارِ عبدالرحمان بن حسّان۔

۱۴۔ کتابُ اخبارِ عمرُ بن ربیعہ۔

۱۵۔ کتابُ اخبارِ الاحوص۔

۱۶۔ کتابُ اخبارِ ابی دِعبل۔

۱۷۔ کتابُ اخبارِ اُمیّہ بن اَبی الصّلت۔

(فہرست۔ صـ ۱۶۷ ۔ معجمُ الاُدباء۔ ج۔ ۴۔ صـ ۲۱۸)

۲۹۲۔ زرکشی عُبَیدُاللہ۔

نویں صدی ہجری کا ایک مؤرّخ۔ جس نے کتبِ ذیل لکھّیں :۔

۱۔ تاریخُ دولۃِ الموحّدین۔

۲۔ تاریخُ دولۃِ الحفصیین۔

(وجدی۔ ج۔ ۶۔ صـ ۵۹)

۲۹۳۔ زِرِکلی (۱۹۶۸ء۔ زندہ)

خیرالدین بن محمود بن محمد بن علی بن فارس بیروت میں پیدا ہوا۔ دِمشق و بیروت میں تعلیم پائی۔ حکومتِ اُردن اور سعودی حکومت کا ملازم رہا۔ دو رسالے (لسانُ العرب۔ الحیاۃ) بھی نکالے اور یہ کتابیں لکھّیں :۔

۱۔ الاعلام ۔ مصنّفین کے حالات۔ دس جلد۔

۲۔ عامان فی عُمّان۔ عُمّان کے حالات۔

۳۔ مارأیتُ وما سمعتُ۔ مصر، حجاز اور فلسطین کا سفرنامہ۔

۴۔ مجموعۂ مضامین۔ ادب و تاریخ پر۔ (الأعلام۔ زرکلی۔ ج۔۱۰۔ ص۲۵۶)

۲۹۴۔ زور (۱۹۱۰-۱۹۶۸ء۔ زندہ)

پروفیسر ڈاکٹر محی الدین زور، حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۷ء میں ایم۔ اے کیا اور پھر لنڈن چلے گئے۔ وہاں ایک مقالہ "آریائی زبانوں کا تقابلی مطالعہ" لکھ کر ڈاکٹریٹ حاصل کی۔ اور واپس آکر عثمانیہ یونیورسٹی میں اردو کے پروفیسر لگ گئے۔ آپ اعلیٰ درجے کے نقاد و ادیب ہیں۔ آپ کی تصانیف :۔

۱۔ اردو شہ پارے۔ شعرائے قدیم کا تذکرہ نیز تبصرہ۔

۲۔ عہدِ عثمانی میں اردو کی ترقی۔

۳۔ داستانِ ادبِ حیدر آباد، تاریخِ ادب۔

۴۔ سرگذشتِ غالب۔

۵۔ حیاتِ سلطان محمد قلی قطب شاہ۔

۶۔ ہندوستانی لسانیات۔

۷۔ ادارۂ ادبیاتِ اردو کے مخطوطات کی فہرست۔ وغیرہ وغیرہ۔

(نقوش، شخصیات۔ ج۔۱۔ ص۳۰۵)

۲۹۵۔ الزّیادی (۰۰۰-۲۵۸ھ)

ابوحسّان الحسن بن عثمان الزّیادی کا ذریعۂ معاش کتب نویسی و کتب فروشی تھا۔ یہ ادیب و مؤرّخ بھی تھا۔ ابنِ ندیم نے اس کی تصانیفِ ذیل کا ذکر کیا ہے :۔

۱۔ طبقات الشعراء۔

۱۔ کتابُ القابِ الشعراء۔

۳۔ کتابُ الآباءِ و الأمّہات۔

۴۔ کتابُ معالی عُروۃ بن زُبیر۔

(فہرست۔ ص۱۶۶)

۲۹۶۔ الزِّیانی (۱۱۴۷۔ ۱۲۴۹ھ/۱۷۳۴۔ ۱۸۳۳ء)

ابوالقاسم احمد بن علی بن ابراہیم، برابرۂ مراکش کے ایک قبیلے زیان سے تعلق رکھتا تھا۔ فاس میں پیدا ہوا۔ اور ترقی کرتے کرتے گورنری کے منصب تک پہنچا۔ اس نے کچھ کتابیں بھی لکھیں۔ مثلاً۔

۱۔ المُعرِبُ عن دُوَلِ المشرقِ والمغرب۔

۲۔ البُستان الظریف فی اولادِ مولائی علی الشریف۔ (شرفائے مراکش کی تاریخ جو ۱۶۶۴ء سے مراکش پہ حکومت کر رہے ہیں)۔

۳۔ الرّوضۃ السُّلیمانیہ (مُلوکِ اسماعیلیہ کا ذکر، لیکن یہ واضح نہ ہو سکا کہ مُلوکِ اسماعیلیہ سے مُراد کون ہیں)۔

(انگ۔ ج۔ ۴۔ ص۱۲۰۱)

۲۹۷۔ زَینُ العَابدین شیخ۔

بابر (حکومتِ ہند: ۱۵۲۶۔ ۱۵۳۰ء) کا سٹینو اور سیکرٹری، جس نے بابر کے پانچویں حملۂ ہند کی تفصیل اپنی ایک کتاب طبقاتِ بابری، میں دی ہے۔ اس کتاب کو فتوحاتِ ہند کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

(ہسٹری آف انڈیا۔ ایلیٹ۔ بابر و ہمایوں۔ طبع ۱۸۷۲ء۔ ص۷۹)

س

۲۹۸۔ سالکؔ (۱۸۹۳ - ۱۹۵۹ء)

مولانا عبدالمجید سالک بن غلام قادر بن پیر محمد، بٹالہ میں پیدا ہوئے۔ پٹھانکوٹ سے مڈل اور بٹالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۱۲ء میں لاہور کے اکاؤنٹ آفس میں بیس روپے ماہانہ پر کلرک مقرر ہو گئے۔ لیکن سات ماہ بعد استعفیٰ دے دیا اور پٹھان کوٹ میں مدرس مقرر ہو گئے۔ وہاں بھی دل نہ لگا تو دارالاشاعت لاہور میں "پھول" اور "تہذیبِ نسواں" کے نائب مدیر بن گئے۔ ۱۹۲۰ء میں ادارتِ "زمیندار" میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۲۷ء میں مولانا غلام رسول مہر کے ساتھ مل کر "انقلاب" جاری کیا جو بیس سال تک زندہ رہا۔ آپ نے لاہور کے ادبی حلقوں میں بڑا مقام پیدا کیا۔ پطرس۔ چراغ حسن حسرت۔ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم کے لنگوٹیا تھے اور مجھ سے بھی مشفقانہ مراسم رکھتے تھے۔ آپ کی تصانیف:۔

۱۔ سرگزشت اپنی سرگزشت جو تقریباً پچاس سال کے واقعات پہ پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں اُس دور کی تمام سیاسی۔ ادبی۔ علمی اور صحافی تحریکات کی تفصیل بھی ہے۔

۲۔ ہند میں مسلم ثقافت: یعنی اسلام ہند میں داخل ہوا تو اپنے ساتھ کیا کچھ لایا۔ اسی ضمن میں اسلامی فنِ تعمیر۔ تمدن۔ تہذیب۔ موسیقی

مصوّری۔ نقّاشی وغیرہ پر تفصیلی بحث ہے۔

۳۔ ذکرِ اقبال۔ اقبال کے سوانح۔ نیز فلسفہ۔

۴۔ ٹیگور کی دو کتابوں کا ترجمہ کیا۔

۵۔ اگر آپ کی ظریفانہ تحریرات کو جمع کیا جائے تو شاید دس جلدوں میں بھی نہ سمائیں۔

آپ کے فرزند ڈاکٹر عبدالسّلام خورشید (ولادت: ۱۹۱۹ء) پنجاب یونیورسٹی میں جرنلزم کے پروفیسر ہیں۔ اور آپ نے صحافتِ ہند کی ایک نہایت عمدہ تاریخ لکھی ہے۔ (نقوش۔ شخصیات۔ صہ ۶۲۵)

۲۹۹۔ سُبکی (۱۲۸۴-۱۳۵۵ء)

تقی الدّین ابوالحسَن علی بن عبدالکافی بن علی بن تمّام بن یُوسُف، ذہبی کا اُستاد، شیخ الاسلام، حافظ، قاضی القضاۃ، فقیہ، متکلّم، لغوی و نحوی تھا۔ امامؒ ابن تیمیہ کا مخالف۔ اِس نے تعلیم کی خاطر بغداد و دمشق کا سفر کیا۔ اور قاہرہ میں وفات پائی۔ اُس نے سوا سَو کے قریب کتابیں لکھیں۔ اِن میں سے تاریخی صرف ایک ہے یعنی مختصر طبقاتِ الفقہاء۔

(عقود۔ صہ ۱۸۱)

نوٹ:۔ سُبکی کئی اور بھی تھے۔

۱۔ تاج الدّین سُبکی۔ دیکھیئے شمار ۶۳۔

۲۔ صدر الدّین ابوزکریا یحییٰ سُبکی۔ قاہرہ میں مدرّس (۱۳۲۵ء)

۳۔ تقی الدّین ابُوالفتح محمد سُبکی (۱۳۴۴ء)

۴۔ بہاءُ الدّین ابوالبقا محمد سُبکی (۱۳۰۸-۱۳۷۶ء)

۵۔ بدرالدین ابو عبداللہ محمد سُبکی۔ (۱۳۴۱ - ۱۴۰۰ء)

۶۔ بہاءُ الدین ابو حامد محمد سُبکی۔ (۱۳۱۹ - ۱۳۷۲ء)

یہ سب کے سب مصنف تھے۔

۳۰۰۔ سپہر۔ مرزا تقی۔

ناصر الدین شاہ قاچاری (۱۸۴۸ - ۱۹۰۶ء) کا درباری جس نے قاچاری بادشاہوں کی تاریخ ناسخ التواریخ، کے عنوان سے گیارہ جلدوں میں لکھی۔ اس میں اسی دربار کے ایک اور مؤرخ عباس قُلی خان سپہر نے چار جلدوں کا اضافہ کیا۔ اسی عباس نے ابن خلکان کی وفیات کا ترجمہ فارسی میں کیا تھا۔

(تاریخ ادبیاتِ ایران۔ شفق۔ صد ۳۷۱)

۳۰۱۔ سُحَیم (۸۰۶ء)

سُحَیم بن حفص ابو الیقظان الاخباری النسابہ کے متعلق ہمیں صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ یہ کتب ذیل کا مصنف تھا۔

۱۔ کتابُ اخبارِ تمیم۔

۲۔ کتابُ نسبِ خندف۔

۳۔ کتابُ النسبِ الکبیر۔

۴۔ کتابُ النوادر۔

(معجم الادباء۔ ج۔ ۴۔ صد ۲۲۶)

۳۰۲۔ سَخاوی (۱۴۲۸ - ۱۴۹۷ء)

محمد بن عبدالرحمان بن محمد سخاوی، ابنِ حجر کا شاگرد، جس نے مصر کے چار سو مشائخ

سے حدیث سُنی ۔ حافظ ذہبی کے بعد اِس پایہ کا محدّث نہیں گذرا ۔ اِس کی دو تاریخی تصانیف کے نام یہ ہیں :-

۱۔ الضوء اللامع لِاَہلِ القرن التاسع ۔

۲۔ اَلاِعلانُ بالتوبیخ لِمن ذَمّ التاریخ ۔ اِس میں خُلفاء ۔ مُلوک ۔ فقہاءُ فضلا کا ذِکر ہے ۔

(لباب ۔ صہ ۳۰۴)

۳۰۳ ۔ اَلسَّراد ۔

اَلحسَن بن محبُوب کے حالات معلوم نہیں ۔ صرف اتنا ہی علم ہے کہ وہ ایک کثیر التصانیف فاضل تھا ۔ الفہرست میں اُس کی اَسّی کتابوں کا ذِکر ہے ۔ چند نام یہ ہیں :-

۱۔ کتابُ التاریخ ۔

۲۔ کتابُ الاوائل ۔

۳۔ کتابُ المآثِر ۔

۴۔ طبقاتُ الرجال ۔

۵۔ کتابُ ذِکر الکعبہ ۔

۶۔ کتابُ البلدان ۔ وغیرہ ۔

(الفہرست ۔ صہ ۳۲۳)

۳۰۴ ۔ سَرخسی (۶۸۹۷)

احمد بن محمد بن مَروان بن الطیّب ، مُعتضد کا ندیم تھا ۔ اِس نے خلیفہ کا کوئی راز افشا کر دیا اور بطورِ سزا یہ پہلے جیل کے سپرد ہُوا اور پھر تلوار کے ۔

القفطی نے تاریخ الحکماء میں اسے یکے از حکما شمار کیا ہے اور اس کی چوبیس کتابوں کی فہرست دی ہے۔ جن میں سے بیشتر نجوم۔ منطق اور فلسفہ پر ہیں اور تین تاریخی یا نیم تاریخی:۔

۱۔ کتابُ وصفِ مذہبِ الصابئین۔ (صابئی مذہب کی تاریخ)

۲۔ کتابُ فضائلِ بغداد۔ (نیم تاریخی)

۳۔ کتابُ المسالک والممالک۔ (جغرافیہ و تاریخ)

(حکمائے عالم۔ صـ۱۲۰)

۳۰۵۔ سَعد (۱۱۷۳ء)

سَعد بن علی بن القاسم بن علی بن القاسم ابوالمعالی الانصاری الحظیری البغدادی کا ذریعۂ معاش کتاب فروشی تھا۔ اس کی زندگی بغداد میں گذری۔ اِس نے باخَرزی کی دُمیتہ القصر (یتیمہ کی ذیل) کا تکملہ زینۃُ الدہر وعُصرۃُ اہلِ العَصر' کے عنوان سے لکھا تھا۔

(معجم الاُدباء۔ ج۔ ۴۔ صـ۲۳۲)

۳۰۶۔ السَّعدی (۱۵۹۶-۱۶۵۶ء)

عبدالرحمان بن عبداللہ بن عمران بن عامر السعدی ٹمبکٹو[۱] میں پیدا ہوا۔ افریقہ کے طول و عرض میں گھوما اور تاریخِ سوڈان (غربی) لکھی۔ جس میں ٹمبکٹو کی سیاسی تاریخ، قبائل اور مراکش سے اِس کے سیاسی روابط کا ذکر ہے۔ اِس کا ترجمہ فرانسیسی میں ہو چکا ہے۔

(وجدی۔ ج۔ ۵۔ صـ۱۴۵)

---

[۱] غربی سوڈان کا شہر۔ سوڈان دو ہیں۔ ایک شرقی (مصر کے جنوب میں) اور دُوسرا غربی۔ نائیجریا کے شمال مغرب اور صحرائے اعظم کے جنوب میں۔ یہ کسی وقت فرانسیسی سوڈان کہلاتا تھا۔ لیکن اب آزاد ہو چکا ہے۔

۳۰۷- اَلسِّلَفِی (۱۱۸۱ء)

حافظ صدرالدین ابوطاہر احمد بن محمد بن احمد بن ابراہیم بن سِلَفہ (سہ لبہ کی تعریب - یعنی تین ہونٹوں والا- اِس کا ایک ہونٹ چر کر دو حصّوں میں تقسیم ہوگیا تھا- اِسی بناء پر یہ سہ لبہ کہلاتا تھا- اور اسکی اولاد سِلَفی (سہ لبی) کے نام سے مشہور ہوگئی) - اِصفہان کا رہنے والا تھا - اسکندریہ میں وفات پائی- اِس نے سات ہزار اساتذہ سے درسِ حدیث لیا تھا اور ان کے حالات تین معجموں میں ضبط کیے - یعنی :-

۱- مُعجم شیُوخِ اِصفہان -

۲- مُعجم شیُوخِ بغداد -

۳- مُعجم السفر- یعنی متفرق اساتذہ کا مُعجم -

(الزیادات علی معجم الالقاب - ص۱۱)

۳۰۸- السُّلَمی (۱۰۲۲ء)

ابوعبدالرحمان محمد بن حُسَین السُّلَمی نیشاپوری کی دو کتابوں کے نام ہم تک پہنچے ہیں :-

۱- طبقاتُ الصُوفیاء - ۱۰۵ صُوفیاء کا ذِکر -

۲- سُنَنُ الصُوفیاء -

مولانا جامی کی نفحات الانس - عطّار کا تذکرہ اور شعرانی کی لواقح الانوار بھی اِسی موضوع (تراجمِ صُوفیاء) پر ہے -

(کشف - ج - ۲ - ص۹۴)

۳۰۹- سلیمان بن ایوب بن محمد

مدینہ کا ایک ادیب، مؤرّخ اور موسیقار، جس نے تاریخ و موسیقی (تاریخِ موسیقی) پہ

کئی کتابیں لکھیں۔ مثلاً:۔

۱۔ کتابُ طبقاتِ المُغنّیین۔

۲۔ کتابُ قِیانِ الحجاز۔ (حجاز کی گانے والیاں)

۳۔ کتابُ قیان مکّہ۔

۴۔ کتابُ اخبارِ ظُرفاءِ المدینۃ۔

۵۔ کتابُ اخبار ابن ابی عُتیق۔ (عُتیق)

۶۔ کتابُ اخبار ابن عائشہ۔

۷۔ کتابُ اخبار ابن سُریح۔

(فہرست ص۲۱۷)

۳۱۰۔ سُلیمان ندوی۔ (۱۸۸۴۔۱۹۵۳ء)

پٹنہ کے ایک موضع ڈسنہ (ڈیسنہ) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر۔ پھر دارالعلوم ندوہ میں داخلہ لیا۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں (پورے چھ برس کے بعد) وہاں سے فارغ ہوئے اور مختلف علمی مشاغل میں مصروف ہو گئے۔ پہلے الندوہ کے نائب مدیر مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں عربی ادب کے اُستاد (ندوہ) بن گئے۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں عربی لغات کا کام ان کے سپرد ہوا۔ جسے انہوں نے ۱۹۱۲ء میں مکمل کیا۔ سنہ ۱۹۱۳ء میں مولانا ابوالکلام نے آپ کو الہلال کا نائب مدیر لگا لیا۔ سنہ ۱۹۱۴ء میں مولانا شبلی کے انتقال کے بعد اعظم گڑھ چلے گئے اور وہاں سیرتُ النبی کی تکمیل میں مصروف ہو گئے۔ سنہ ۱۹۱۵ء میں دارالمُصنّفین کی بنا ڈالی۔ اور سنہ ۱۹۱۶ء میں معارف جاری کیا۔ جو آج سنہ ۱۹۶۸ء تک جاری ہے۔ آپ سنہ ۱۹۵۰ء میں پاکستان آ گئے اور تین برس بعد یہیں وفات پائی۔ آپکی تصانیف:۔

۱۔ ارض القرآن۔ قرآن کے رجال و اماکن پر تاریخی نوٹ۔

۲۔ سیرۃ النبی۔ علامہ شبلی نے دو جلدیں لکھی تھیں۔ آپ نے ان میں چار مزید جلدوں کا اضافہ کیا۔ اور اس کام پر چوبیس سال صرف فرمائے۔

۳۔ حیاتِ شبلی۔ سوانح۔

۴۔ عمر خیام (اصلی و الحاقی رباعیات کی تفصیل)۔

۵۔ عربوں کی جہاز رانی۔

۶۔ سیرۃِ عائشہ۔

۷۔ عرب و ہند کے تعلقات۔

۸۔ خطباتِ مدراس۔

۹۔ نقوشِ سلیمانی (مقالات)

آپ کے بعض مقالات:

۱۔ ہندی الاصل مسلم سلاطین۔

۲۔ ہند میں اسلام کی اشاعت۔

۳۔ تاج محل اور لال قلعہ کے معمار۔

۴۔ لاہور کا ایک فلکی آلات ساز۔ وغیرہ۔

(نقوش۔ شخصیات۔ ج۔۱۔ ص۱۸۳)

۱۱۳۔ سمعانی (۱۱۱۳ء۔ ۱۱۶۷ء)

ابو سعید (سعد) عبد الکریم بن محمد سمعانی مرو میں پیدا ہوا۔ تعلیم کے لیے خراسان۔ عراق۔ حجاز اور شام سفر کیا۔ اس کی تصانیف:۔

۱۔ تاریخِ بغداد (خطیب) کی ذیل۔

۲۔ لُبُّ الالباب ۔ انساب عرب پر۔

(وجدی ۔ ج ۔ ۵ ۔ ص ۳۰۲)

ایک اور سمعانی بھی تھا: ابوالمظفر بن منصور السمعانی (۱۲۱۹ء) جس نے ۱۸ ۔جلدوں میں معجم الشیوخ لکھی۔

۳۱۲ ۔ سمہودی (۱۵۰۵ء)

شیخ نورالدین علی بن احمد، مصر کے ایک گاؤں سمہود (لبِ نیل) میں پیدا ہوا۔ قاہرہ وغیرہ میں تعلیم حاصل کی۔ پھر مدینہ میں سکونت اختیار کرلی اور وہیں وفات پائی۔ آپ نے مدینہ کی تاریخ 'خلاصۃُ الوفا فی اخبارِ دارِ المصطفےٰ' کے عنوان سے لکھی۔

(لُباب ۔ ص ۲۷۱)

۳۱۳ ۔ سنان بن ثابت بن قُرّۃ (۹۴۳ء)

ایران کا ایک صابئی جو القاہر عباسی کی ترغیب پر اسلام لے آیا۔ یہ المقتدر اور القاہر دونوں کا ندیم تھا، پھر بجکم ۔ ابی واسط کے پاس چلا گیا۔ اور بڑی عزت پائی۔ سنان علم ہیئت ۔ طب ۔ نجوم اور ریاضی میں بڑی دستگاہ رکھتا تھا۔ القفطی نے اس کی اٹھارہ تصانیف کا ذکر کیا ہے۔

چند نام:۔

۱۔ تاریخ ملوک السریانیین۔

۲۔ رسالۃٌ فی اخبارِ آبائہم و اجدادِہم۔

۳۔ رسالۃٌ فی شرحِ مذہب الصابئۃ۔

۴۔ کتاب التاجی فی اخبارِ آلِ بویہ ۔ القفطی نے یہ کتاب ابراہیم بن

ہلال الصابئی کی طرف منسوب کی ہے۔ (حکمائے عالم ۔ ص ۱۱۸) ۔ اور

یاقوت نے بنان کی طرف۔

۵۔ یاقوت نے تاریخ ملوکِ الریان[1] کا بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن قفطی میں یہ نام موجود نہیں۔

(معجم الادباء۔ ج۔ ۴۔ صد ۲۵۷۔ حکمائے عالم۔ صد ۲۴)

۳۱۴۔ سیرافی (۸۹۴-۹۸۲ء)

ابو سعید الحسن بن عبداللہ بن المرزبان، شیراز کے ایک شہر سیراف میں پیدا ہوا۔ اور بغداد میں سکونت اختیار کر لی۔ پہلے مجوسی تھا پھر مسلمان ہو گیا۔ بغداد کا قاضی بھی رہا۔ اور وہیں فوت ہوا۔ اس کی تصانیف:۔

۱۔ اخبار النحویین البصریین۔

۲۔ کتاب جزیرۃ العرب۔

(وجدی۔ ج۔ ۵۔ صد ۳۴۶)

۳۱۵۔ سیوطی (۱۴۴۵-۱۵۰۵ء)

جلال الدین عبدالرحمان بن کمال ابی بکر بن محمد بن سابق الدین بن الفخر عثمان، بالائی مصر کے ایک گاؤں سیوط میں پیدا ہوا۔ اس کے اسلاف ایرانی تھے۔ اس نے سولہ برس کی عمر میں پہلی کتاب لکھی۔ گو صرف ساٹھ برس کی عمر پائی۔ لیکن پوری ساڑھے پانچسو کتابیں لکھ کر دم لیا۔ ان میں سے بعض ایسی کتابیں بھی ہیں جنکی تکمیل کے لئے پوری عمر چاہیئے۔ چند نام (تاریخی) ملاحظہ ہوں:۔

---

[1] ریان مختلف مقامات کا نام ہے (۱) بلادِ طے کا ایک پہاڑ۔ (۲) نسا کی ایک بستی۔ (۳) ضریہ (بصرہ کا موضع) کی ایک وادی۔ (۴) دیارِ بنی عامر کا ایک کوہ۔ (۵) یمامہ کی ایک بستی۔ (۶) بغداد کا ایک محلہ۔ (۷) دیارِ بنی سُلیم کی بستی (قاموس فیروز آبادی) یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہاں ریان سے مراد کیا ہے؟

۱۔ تاریخ الخلفاء۔

۲۔ تحفۃ الکرام۔ اہرامِ مصر کی تاریخ۔

۳۔ تحفۃ المذاکر۔ تاریخِ ابن عساکر کا اختصار۔

۴۔ تحفۃ المجتہدین۔ مجددینِ اُمت کی تاریخ۔

۵۔ ریحُ النسرین۔ اُن صحابہ کے حالات جن کی عمر ایک سو بیس برس تھی۔

۶۔ حسن المحاضرۃ۔ مصر و قاہرہ کی تاریخ۔

۷۔ دَرُّ السحابۃ فی مَن دَخلَ مِصرَ مِن الصحابۃ۔

۸۔ حاطبُ اللیل۔ اپنے اساتذہ کا مُعجم (کبیر)

۹۔ الدقائق۔ عربی زبان کی تاریخ۔

۱۰۔ الشماریخ فی علمِ التاریخ۔

۱۱۔ کوکب الروضۃ۔ جزیرۂ مصر (دریائے نیل فسطاط کے شہر کو کاٹ کر ایک جزیرہ بناتا ہے) کی تاریخ۔

۱۲۔ المُلتقط۔ ابن حجر کی الدُّرر الکامنۃ کا انتخاب۔

۱۳۔ الکاوی۔ سخاوی کی الضوءُ اللامع پہ تبصرہ و تنقید۔

۱۴۔ المُنتقیٰ۔ اپنے اساتذہ کا مُعجم (صغیر)۔

۱۵۔ زوائدُ الرجال علیٰ تہذیب الکمال۔

۱۶۔ طبقاتُ الحفّاظ۔

۱۷۔ ذیلُ طبقاتِ الحفّاظ۔

۱۸- المشابہۃ فی احوالِ الصحابۃ۔

۱۹- مُسند الصحابۃ الذین ماتوا فی زمنِ النبیؐ صلعم۔

۲۰- عینُ الاصابۃ۔ ابن حجر کی الاصابۃ کا اختصار۔

۲۱- تبییض الصحیفۃ۔ امام ابو حنیفہؒ کے سوانح۔

۲۲- ترجمہ النووی والبلقینی۔

۲۳- تزیین الممالک۔ امام مالکؒ کے سوانح۔

۲۴- الثغورُ الباسمۃ۔ سیدہ فاطمہؓ کے حالات۔

۲۵- المکنون۔ ذوالنونؒ مصری کے حالات۔

۲۶- طبقات البیانیین۔

۲۷- طبقاتُ الخطاطین۔

۲۸- طبقاتُ الکتاب۔

۲۹- طبقاتُ الشعراء۔

۳۰- طبقاتُ المفسرین۔

۳۱- طبقاتُ النحاۃ الکبیر۔

۳۲- طبقاتُ شعراءِ العرب۔

۳۳- طبقاتُ الاصولیین۔

(عقود۔ ص ۱۹۴)

ش

۳۱۶۔ الشّابُشتی (۱۰۰۰ یا ۱۰۰۹ء)

ابُوالحسن علی بن محمد الشابُشتی الکاتب، عزیز بن المعز (فاطمی ۔ ۹۷۵ ۔ ۹۷۶ء) کا ندیم نیز شاہی دارالکتب کا ناظم تھا۔ اِس کی تصانیف :۔

۱۔ کتاب الدیارات ۔ عِراق ۔موصل ۔ شام اور مِصر کے مسیحی و اسرائیلی معابد کی تاریخ ۔ ساتھ ہی اِن معابد کے شعُراء اور اِن کی لائبریریوں کا ذِکر۔

۲۔ کتابُ مراتبِ الفقہاء۔

۳۔ دیوان ۔

۴۔ کتابُ الیُسر معَ العُسر۔

۵۔ مجموعۂ خطوط ۔ وغیرہ۔

(وجدی ۔ ج ۔ ۵ ۔ "شابشی" ۔ معجم الاُدباء ۔ ج ۔ ۴ ۔ صفحہ ۲۸۰)

۳۱۷۔ شاہ محمد سلیمان بن شاہ محمد داؤد (۱۸۵۹ ۔ ۱۹۳۵ء)

پھُلواری (بھارت ۔ یُوپی) میں پیدا ہُوئے ۔ لکھنؤ وغیرہ میں تعلیم پائی ۔ مولانا عبدالحئی فرنگی محلّی کے شاگرد اور سیّد امیر علی و علی بلگرامی کے معاصِر تھے ۔ آپ کی شُہرت

رحمتہ" للعالمین (حضورؐ کی سیرت - تین جلد) کی وجہ سے ہے۔

(نقوش - آپ بیتی - ص۱۵۱۱)

۳۱۸- شبلی بن حبیب اللہ (۱۸۵۴ - ۱۹۱۴ء)

محمد شبلی نعمانی - ضلع اعظم گڑھ (یو پی - بھارت) کے ایک قصبے بندؤل میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم کے بعد رامپور پہنچے اور مولانا عبدالحق خیرآبادی سے فلسفہ کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا فیض الحسن سہارنپوری سے حماسہ پڑھا۔ اور اُنیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر حج کے لیئے چلے گئے۔ واپسی پر وکالت کا امتحان پاس کیا اور وکیل بن گئے۔ ۱۸۸۲ء سے ۱۸۹۸ء تک علی گڑھ یونیورسٹی میں پروفیسر رہے پھر حیدر آباد دکن میں پہلے دو سو اور پھر تین سو ماہوار پر ناظم تعلیم مقرر ہو گئے۔ وہاں سے ۱۸۹۴ء میں لکھنؤ گئے اور ندوہ کا انتظام سنبھال لیا۔ ۱۹۱۳ء میں ندوہ سے مستعفی ہو کر اعظم گڑھ پہنچے اور اپنے مکان کے ایک حصّے میں دارالمصنفین قائم کرنے کا ارادہ کیا۔ جسے ایک سال بعد سیّد سلیمان ندوی نے عملی شکل دی۔ یہ دارالمصنفین آج (۱۹۶۸ء) تک قائم ہے۔ اور اسلامی تہذیب، تاریخ اور فلسفے پر کئی سو کتابیں لکھ چکا ہے۔

علامہ شبلی کی تاریخی تصانیف:-

۱- سیرۃ النبیؐ - جلد اوّل و دوم۔

۲- الفاروق - حضرت عمرؓ بن خطاب کی تاریخ۔

۳- الغزالی - سوانح۔

۴- سیرۃ النعمان - امام ابو حنیفہؒ کے سوانح۔

۵- شعرالعجم - شعرائے فارسی کا تذکرہ - چھ جلدوں میں۔

۶۔ المامون - مامون الرشید کا عہد اور اس کے سوانح۔

۷۔ اورنگ زیبؒ پر ایک نظر۔

۸۔ کتب خانۂ اسکندریہ - اِسکی تاریخ نیز تباہی کی داستان۔

۹۔ سوانحِ رومی۔

۱۰۔ مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم۔

۱۱۔ سفرنامۂ رُوم وشام۔

۱۲۔ کئی سو تاریخی مقالات - جو اَب تک کئی جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

(تاریخ ادبِ اُردُو - ص۴۳۲ - نقوش (شخصیات - ۱) ص۱۸)

۳۱۹ - شَرَر (۱۸۶۰ - ۱۹۲۶ء)

عبدالحلیم شرر بن حکیم تفضل حسین لکھنؤ میں پیدا ہوئے - بعد از تعلیم ۱۸۸۱ء میں "اودھ (اخبار) کی ادارت سے وابستہ ہو گئے - ۱۸۸۶ء میں اپنا رسالہ "دِلگداز" نکالا - پھر حیدر آباد دکن چلے گئے - ۱۹۱۲ء میں "ہمدرد" (مولانا محمد علی کا اُردُو مجلّہ) کے نائب مدیر مقرر ہوئے آپ نے ایک رسالہ "مؤرخ" کے نام سے بھی نکالا تھا۔

آپ ایک سو دو کتابوں کے مصنّف ہیں - اِن میں تاریخی ۱۵، سوانحی ۲۱، اور تاریخی ناول ۲۸ ہیں - چند نام :-

۱۔ تاریخِ اسلام - تین جلد۔

۲۔ تاریخِ مسیحؑ و مسیحیت۔

۳۔ عرب قبل از اسلام۔

۴۔ تاریخِ ارضِ مقدّس۔

۵۔ سسلی کی اسلامی تاریخ۔

۶۔ تاریخِ عزیزِ مصر۔

۷۔ سیرتِ رسولؐ۔

۸۔ سوانحِ جُنیدؒ۔

۹۔ سوانحِ ابوبکرِ شبلی۔

۱۰۔ سوانحِ قُرّۃُ العَین۔

۱۱۔ فتحِ اندلُس۔(ناول)۔

۱۲۔ زوالِ بغداد۔(ناول)

۱۳۔ رومتہ الکُبریٰ۔(ناول)۔ وغیرہ۔

(تاریخِ ادبِ اُردُو۔ ص ۸۴۳)

۳۲۰۔ شرف الدّین علی یزدی (۱۴۵۴ء)

مِرزا شاہرُخ اور اُس کے بیٹے ابراہیم سُلطان کا ندیم۔ سمرقند کی ایک بستی تفت میں پیدا ہُوا۔ اور تیمور کی تاریخ ظفر نامہ کے عنوان سے لکھّی۔

(مخطوطاتِ فارسیہ۔ ص ۷۳۵)

۳۲۱۔ شِروانی (۱۸۶۶ - ۱۹۵۰ء)

نواب حبیبُ الرحمٰن خان بن محمد تقی خان ضلع علی گڑھ کے ایک قصبے بھیکم پُور میں پیدا ہُوئے۔ میٹرک تک انگریزی تعلیم حاصل کی۔ اور ساتھ ہی درسِ نظامی کی کتابیں بھی پڑھتے رہے۔ شاعری میں امیر مینائی کے شاگرد تھے۔ ندوہ کے رُکن۔ علی گڑھ یونیورسٹی

کے ٹرسٹی۔ "الندوہ"۔ "کانفرنس گزٹ" اور مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے مُدیر رہے۔ ۱۹۱۸ء میں حیدر آباد کے صدر الصدر مقرر ہوئے۔ آپ نے کُل ۲۶ کتابیں لکھیں۔ چند نام:-

۱۔ عُلمائے سلف و نابینا عُلماء۔

۲۔ تذکرۂ بابر۔

۳۔ قُرّۃُ العین۔ حضرت سرہندی کے سوانح۔

۴۔ ذکرِ محبُوب۔ غوثِ اعظمؒ کے سوانح۔

۵۔ سرسیّد کی یاد۔

۶۔ حالاتِ حزیں۔

(نقوش۔ آپ بیتی۔ صـ۱۶۵۵)

۳۲۲۔ شورش کاشمیری (۱۹۱۷ء۔ ۱۹۶۸ء)

آغا شورش کاشمیری امرتسر میں پیدا ہوئے۔ اور آغازِ شباب ہی میں لاہور آگئے یہاں آکر سیاسی و علمی سرگرمیوں میں حصّہ لینا شروع کر دیا۔ بار بار قید ہوئے اور آج تک (۱۹۶۸ء) آپ گیارہ برس سے زیادہ قید و بند کی صعُوبتیں برداشت کر چکے ہیں۔ ۱۹۴۶ء میں ایک ہفتہ وار رسالہ "چٹان" جاری کیا، جو آج تک باقاعدگی سے نکل رہا ہے۔ آپ تقسیمِ ہند تک مجلسِ احرار کے سرگرم کارکُن رہے اور اس کے بعد آزادانہ قوم و وطن کی خدمت میں مصرُوف ہو گئے۔ آپ اسلامی اقدار کے پُرجوش مُبلّغ، معاشری قبائح اور اعمالِ حکومت کے بے باک نقّاد ہیں۔ آپ ایک عظیم شاعر اور بے پناہ نثّار ہیں۔ اور

آپ کا فن اصلاح و تزئینِ حیات کے لئے وقف ہے۔ آپ نے درجن بھر کتابیں لکھیں۔ چند نام :۔

۱۔ حمید نظامی۔ سوانح۔

۲۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ۔ سوانح۔ اور نصف صدی کے واقعات۔

۳۔ ظفر علیخان۔ سوانح اور نصف صدی کے واقعات۔

۴۔ میاں افتخار الدین۔ سوانح اور اس دور کی تاریخ۔

۵۔ حسین شہید سہروردی۔ سوانح اور اس دور کی تاریخ۔

۶۔ اس بازار میں۔ طوائف کی کہانی اور بالاخانوں کے سامانِ آرائش کی تاریخ۔

۷۔ نورتن۔ مولانا ظفر علی خان۔ سالک۔ حسرت۔ تغلق۔ ٹیگش کے سوانحی خاکے۔

(نقوش۔ شخصیات۔ صد ۱۲۳)

۴۲۳۔ شہرستانی (۱۰۷۶ - ۱۱۵۳ء)

ابو الفتح محمد بن عبدالکریم، شہرستان (خوارزم اور نیشاپور کے درمیان ایک بستی) میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں وفات پائی۔ آپ کی شہرت الملل والنحل کی وجہ سے ہے۔ جس میں اسلامی فرقوں کے علاوہ یہود و نصاریٰ اور صابئین کی بھی تاریخ ہے۔

شہرستانی نے یونانی نظامہائے فلسفہ اور اسلامی فکر پر بھی تاریخی روشنی ڈالی ہے۔

{ دماپ ۔ "شش" }
{ عُلمائے اسلام ۔ صہ ۱۰۱ }

ص

۳۲۴۔ صادق خان

جہانگیر کی زندگی میں شاہزادہ شاہجہان کا وقائع نویس۔ جس کی طرف دو کتابیں منسوب ہیں:۔

۱۔ شاہجہان نامہ۔ اِس میں اورنگ زیب اور شاہجہان کے واقعات ہیں۔

۲۔ طبقاتِ شاہجہانی۔ اُمرائے شاہجہان کے حالات۔

(ہسٹری آف انڈیا۔ ایلیٹ۔ "شاہجہان"۔ صہ۴۴۲)

۳۲۵۔ صاعِد (۱۰۷۰ء)

صاعد ابوالقاسم بن احمد اندلسی ابن حزم کا شاگرد تھا۔ یہ کچھ عرصہ اندلس کا قاضی بھی رہا۔ اِس کے فیصلے مجتہدانہ ہوتے تھے۔ اِسکی تصانیف:۔

۱۔ طبقات الاُمم۔

۲۔ جوامِع اَخبارِ الاُمم۔

۳۔ طبقات الحکماء۔ (لباب صہ۴۳۶)

۳۲۶۔ صبّاح الدین عبدالرحمان (۱۹۱۲ء۔ ۱۹۶۸ء۔ زندہ)

دیسنہ ضلع پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پٹنہ میں ہوئی۔ علیگڑھ سے ایم۔ اے

(فارسی و تاریخ) کرنے کے بعد جامعۂ ملّیہ دہلی کے اِدارۂ تالیف و ترجمہ سے منسلک ہو گئے۔ ۱۹۳۴ء میں سیّد سُلیمان ندوی نے آپ کو دارالمصنّفین میں بُلالیا۔ اور آج تک آپ وُہیں کام کر رہے ہیں۔ آپ متعدد تاریخی کتابیں لکھ چکے ہیں۔ چند نام یہ ہیں:-

۱۔ عہدِ مغلیہ، ہندو مُسلم مؤرخین کی نظر میں۔

۲۔ ہند کے مُسلم بادشاہوں کے تمدّنی جلوے۔

۳۔ ہند کے سلاطین۔ عُلماء اور مشائخ کے تعلقات۔

۴۔ ہند کے عہدِ وُسطیٰ کی ایک جھلک۔

۵۔ ہند کے عہدِ وسطیٰ کا فوجی نظام۔

٦۔ ہند، امیر خسروؒ کی نظر میں۔

۷۔ بزمِ تیموریہ۔ تیمور اور اُس کی اولاد (مغل) کے درباروں میں عُلماء و مشائخ۔

۸۔ بزمِ مملوکیہ۔ دربارِ مملوک کے علماء و مشائخ۔

۹۔ بزمِ صُوفیہ۔

۱۰۔ عہدِ مغلیہ، مسلم و ہندو مؤرخین کی نظر میں۔

(مقدمۂ مقالاتِ سلیمان ص۲۲۔ مولانا صباح الدین کا خط محررۂ ۲۹۔ اپریل ۱۹٦۸ء میرے نام)

۳۲۷۔ صدرالدّین جُوینی (۱۲۹۵۔ زندہ)

صدرالدین ابراہیم بن سعدالدین محمد بن المؤید الحمُّوئیِ الجوینی، ایک خُدا رسیدہ بزرگ تھے۔ جن کے ہاتھ پر ایل خانی فرمانروا غازان بن ارغون (۱۲۹۵-۱۳۰۴ء) ہزار ہا تاتاریوں کے ساتھ ایمان لایا تھا۔ آپ جُوین کے ایک قبیلہ بنُو حُمُّویہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپکی تصانیف:-

۱۔ فرائد السمطین۔ حضرت علیؓ۔ سیدہ فاطمہؓ اور حسنینؓ کے حالات۔

۲۔ معجم الشیوخ۔

(معجم الالقاب۔ باب العین۔ ص۶)

۳۲۸۔ صدرالدین محمد حسن نظامی (۱۲۲۸۔ زندہ)

مولد: نیشاپور۔ وہاں سے غزنی گیا۔ اور پھر دہلی آگیا۔ اس نے تاج المآثر لکھ کر شہاب الدین غوری کی خدمت میں پیش کی۔ پھر اس میں کچھ اضافہ کر کے سلسلۂ واقعات ۱۲۲۸ء تک پہنچا دیا۔ یہ کتاب قطب الدین ایبک کے متعلق بہترین ماخذ ہے۔

(علمائے اسلام۔ ص۱۵۵)

۳۲۹۔ الصَّدَفی (۹۵۹ء)

ابو سعید عبدالرحمان بن ابی الحسن، صَدَف (مصر کا شہر) کا مؤرخ تھا۔ اس نے دو تاریخی کتابیں لکھیں:۔

۱۔ تاریخ مصر۔

۲۔ اُن غیر مصری اعیان کے حالات، جو مصر میں آباد ہو گئے۔

ایک صَدَفی اور بھی تھا۔ یعنی ابو عمر احمد بن سعید بن حزم الصَّدَفی الاندلسی، کتاب تاریخ الرجال کا مصنف۔

صَدِف (اسم منسوب: صَدَفی) بنو کنانہ کی ایک شاخ تھی۔

(وجدی۔ ج۔۵۔ ص۶۲۴ — معجم الادباء۔ ج۔۱۔ ص۱۳۴)

۳۳۰۔ صدیق حسن خان (۱۸۳۲۔ ۱۸۹۰ء)

مولد: قنوج۔ پانچ برس کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ پھرتے پھراتے ۱۸۷۰ء

کے قریب بھوپال جا نکلے۔ وہاں کی والیہ آپ کے علم و فضل سے اس قدر متاثر ہوئی کہ آپ کو شادی کا پیغام بھیج دیا۔ ۱۸۷۰ء میں یہ شادی ہو گئی۔ اور ساتھ ہی آپ کو نواب والاجاہ امیر الملک بہادر کا خطاب بھی مل گیا۔

آپ نے پچاس سے زائد کتابیں لکھیں۔ ان میں سے تاریخی یہ ہیں:۔

۱۔ طلائع المقدور۔ سلاطین و انبیاء کی تاریخ۔

۲۔ تاریخِ عالم۔

۳۔ اتحاف النبلاء۔ علماء و محدثین کا تذکرہ۔

۴۔ ابجد العلوم۔ علوم و مصنفین کا معجم۔

۵۔ روزِ روشن۔ تذکرۂ شعراء۔

۶۔ تذکرۃ المفسرین۔ بارہ سو مفسرین کے حالات۔

۷۔ تذکرۂ صوفیاء۔

(اللباب۔ صفحہ ۳۰)

۲۳۱۔ صدیقی (۱۹۱۷ء۔ ۱۹۶۸ء۔ زندہ)

منظور الحق صدیقی بن اظہار اللہ بن ثناء اللہ، ضلع رہتک (بھارت) کے ایک قصبے مہم میں پیدا ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کیا اور کچھ عرصہ حسن ابدال کیڈٹ کالج میں معلم ہیں۔ تلاش و تجسس آپ کی فطرت میں ہے۔ آپ کتبوں، مخطوطوں، گیتوں اور عوامی روایات سے تاریخ سازی کا کام لیتے ہیں اور تاریخ کی گم شدہ کڑیوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اس وقت تک آپ مندرجہ ذیل تاریخی چیزیں (مقالات و کتب) لکھ چکے ہیں:۔

۱۔ مآثر الاجداد۔ اپنے اسلاف کا ضخیم تذکرہ۔

۲۔ ہادیٔ ہریانہ۔ شاہ محمد رمضان قادری کے سوانح۔

۳۔ سالار مسعود (محمود غزنوی کے خواہرزادے۔ جن کا مزار بھڑائچ میں ہے اور میاں غازی کے نام سے مشہور ہیں) غازی کے سوانح۔

۴۔ تاریخِ نورپور شاہاں و شاہ لطیف برّی۔ (دائرۂ معارفِ اسلامیہ اُردو میں شامل)۔

۵۔ تاریخِ حسن ابدال۔ آج کل (۱۹۶۸ء میں) لکھ رہے ہیں۔

(آپ کے خطوط میرے نام، محررۂ ۲۶ اگست ۱۹۶۷ء و ۲۰ جنوری ۱۹۶۸ء)

۳۳۲۔ صَفا (۱۹۱۴ء)

عبدالحیٔ صَفا، بدایوُن کے ایک عالم۔ ادیب اور مؤرخ تھے۔ آپ کی تین کتابوں کے نام ہم تک پہنچے ہیں۔ یعنی:۔

۱۔ تاریخِ عَرب۔

۲۔ تذکرۃُ الشُعراء۔

۳۔ تذکرۃُ الصُلحاء۔

(قاموس المشاہیر۔ ج۔ ۲۔ ص۳۸)

۳۳۳۔ صَفدَی (۱۲۹۶۔۱۳۶۳ء)

صلاح الدین خلیل بن ایبک بن عبدُاللہ ابو الصفا، شام کے ایک شہر صَفَد میں پیدا ہُوا۔ عمر بھر سرکاری ملازم رہا۔ کبھی کاتب کبھی خزانچی اور کبھی وقائع نویس۔ ذہبی و سُبکی کا دوست۔ اندازاً پانچسو کتابیں لکھیں۔ چند نام یہ ہیں:۔

۱۔ تحفۃ ذوی الألباب۔ تاریخِ ملوکِ مصر۔

۲- الوافی بالوفیات - تذکرۂ علماء، اُدباء و اُمراء - ۳۰- جلد -

۳- اعیانُ العصر - الوافی کا اختصار -

۴- کتابُ الشعُور فی العوُر - اندھے عُلماء کا تذکرہ - ممکن ہے کہ شیروانی (شمار - ۳۲۱) نے "نابینا عُلماء" کا مواد اِسی کتاب سے لیا ہو -

نوٹ :- ایک صَفدی اور بھی تھا - یعنی حسن بن ابی محمد عبدُاللہ الہاشمی الصَفدی (۱۳۱۱ء) ناصر بن قلاؤن مصری کا ندیم اور نزُہتہ الممالک والملوک (تاریخ مِصر) کا مصنّف -

(دمام - ج - ۱۴ - صہ ۲۱۹ - عُلمائے اسلام - صہ ۱۰۲)

۳۳۴ - صَفیر (۱۸۳۴ - ۱۸۹۰ء)

سید فرزند احمد صفیرؔ مارہرہ ضلع ایٹہ میں پیدا ہوئے - وہاں سے آپ کا خاندان پہلے بلگرام اور پھر آرہ ضلع شاہ آباد میں منتقل ہو گیا - آپ ۱۸۶۴ء میں غالب سے ملنے کے لئے دہلی بھی گئے تھے - اُس وقت ضعیف ہو چکے تھے - بعد میں اِن کی کچھ عرصہ مراسلت بھی ہوتی رہی - آپ کی وفات آرہ میں ہوئی - آپ کی چونسٹھ تصانیف میں سے چند نام یہ ہیں :-

۱- تاریخِ بلگرام -

۲- تذکرۂ مرثیہ گویاں -

۳- جغرافیۂ بلگرام -

۴- قیامت نامہ -

۵- معراج نامہ -

۶- مراثی - وغیرہ -

(نقوش - آپ بیتی - صہ ۱۵۰)

۳۳۵ - صُولی[1] (۹۴۶ء)

ابوبکر محمد بن یحییٰ صُولی نسلاً تُرک ۔ مُبرّد کا شاگرد، خلیفہ المکتفی کا ندیم شطرنج اور تاریخِ عبّاسیہ کا ماہر تھا۔ اِس کی تصانیف :۔

۱۔ کتابُ الاوراق فی اَخبارِ آلِ العبّاس ۔ تاریخِ عبّاسیہ۔

۲۔ دیوانُ الشّعراءِ العبّاسیین ۔ شعرائے عبّاسیہ کا تذکرہ ۔

۳۔ کتابُ الوزراءِ ۔

۴۔ آدابُ الکُتّاب ۔

(عُلمائے اِسلام ۔ صـ۱۰۳)

۳۳۶ - الصَّیْرَفی (نواح ۱۱۵۶ء)

ابُوالقسم علی بن مُنجب بن سُلیمان الصیرفی، مِصر کا ایک ادیب ۔ جو پہلے فوج میں دبیر (مُنشی) تھا اور پھر دیوانِ مکاتبات میں تبدیل ہوگیا۔ اِس نے وُزرائے مِصر کی تاریخ کتابُ الاشارۃ فیمن نالَ رُتبۃَ الوزارۃِ، کے عنوان سے لکھی تھی۔ اِس کی دیگر تصانیف :۔

۱۔ کتاب فی الشُّکرِ۔

۲۔ عُمدۃ المحادثۃ۔

۳۔ منائحُ القرائحُ ۔

(معجم الاُدباء ۔ ج ۔ ۵ ۔ صـ۴۲۳)

---

[1] :۔ صُول :۔ بالائی مصر کا ایک شہر۔

صُول :۔ ایک آدمی کا نام جسکی طرف یہ ابوبکر منسُوب ہے۔ (مُنتہیٰ الارب ۔ "صُول")

ض

۳۳۷- الضَبّی (۱۲۰۳ء)

ابوجعفر احمد بن یحییٰ بن احمد بن عَمیرۃ الضّبّی، ایک اندلسی عالِم جو تحصیلِ علم کے لئے اُسکندریہ تک گیا۔ اِسکی زندگی کا بیشتر حصہ مُرسیہ میں گذرا۔ اِسکی شہرت بُغیۃ المُلتمِس فی تاریخِ رجالِ الاندلُس، کی وجہ سے ہے۔ اِس میں اندلس کی تاریخ بھی ہے اور رجالِ اندلُس کا ذِکر بھی۔ اِس نے الحمیدی کی تاریخ[1] کو، جو ۱۰۵۸ء تک کے واقعات پر مشتمل تھی اپنے عہد تک پہنچادیا۔ یہ کتاب (بُغیہ) ۱۸۸۵ء میں سپین سے شائع ہوئی۔

دو ضبّی اور بھی تھے:۔

اوّل: ابوالطیّب محمد بن المُفضّل بن سلمہ بن عاصم الضّبّی البغدادی الشافعی، (۹۲۱ء) کتاب التاریخ فی علم اللُّغۃ اور کتاب المفاخر کا مصنف۔

دوم: مُفضّل بن محمد بن یعلیٰ الکوفی، جس نے خلیفہ مہدی (۷۷۵-۷۸۵ء) کے لئے عُمدہ اشعار (المُفضّلیات) جمع کئے تھے۔

(اِنگ- ج-۲- صہ ۴۲ ، وجدی- ج-۵- "ضبّی"، معجم الادباء- ج-۷- صہ ۱۰۳)

---

[1] :- اِس تاریخ کا نام جذوۃ المقتبس ہے۔

ط

۳۳۸- طَبرانی (۸۷۴-۹۷۱ء)

ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب اللخمی الطبرانی طَبرِیّہ[1] میں پیدا ہوا۔ یمن کے ایک قبیلے لخم سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے اسلاف یمن سے طبریّہ گئے تھے۔ یہ طبریہ سے اصفہان چلا گیا اور وُہیں وفات پائی۔ اِسکے اساتذہ کی تعداد ۱۰۰۰ تھی۔ اس نے تین معجم لکھے (غالباً اپنے اساتذہ پر)۔ معجم کبیر۔ معجم صغیر و معجم اوسط۔

(وجدی۔ ج۔ ۵۔ صہ ۶۷۵)

۳۳۹- طَبَری (۸۳۹-۹۲۳ء)

ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد الطبری، طبرستان کے ایک قصبے آمُل کے رہنے والے تھے۔ تلاشِ علم میں رے، مصر، بغداد وغیرہ کا سفر کیا اور کئی کتابیں لکھیں مثلاً:۔

۱۔ تاریخ الرُّسل والملوک۔ از آغاز تا عہدِ خود کی تاریخ۔

۲۔ کتاب الوصایا۔

۳۔ تفسیر۔

۴۔ کتاب ادب القاضی وغیرہ۔ (فہرست۔ صہ ۳۲۶)

---

[1] :۔ طبریّہ نام کے دو شہر ہیں۔ ایک اردن (جارڈن) میں۔ جس کا منسوب طَبَرانی ہے اور دُوسرا واسط میں جس کا منسوب طبَری ہے۔ طبرستان کا منسوب بھی طبری ہے (منتہی الارب)

۳۰۴۔ طُوسی (۱۰۶۷ء)

ابو جعفر محمد بن حسن ایک شیعی مجتہد تھے۔ بغداد میں وفات پائی اور چند اہم کتابیں لکھیں۔ مثلاً:

۱۔ کُتُبُ الشیعۃ و اسماء المصنّفین۔

۲۔ تفسیر۔ بیس جلد۔

۳۔ استبصار۔ شیعی احادیث کا مجموعہ۔

۴۔ تہذیبُ الاحکام۔ شیعی احادیث کا مجموعہ۔

(قاموس المشاہیر۔ ج:۲۔ ص۲۱)

ظ

۱۴۳ - ظہیر الدین مرعشی یزدی -

یہ عہد جہانگیر میں ایران سے دہلی پہنچا - اور جہانگیر ہی کی ملازمت اختیار کر لی - اس نے تاریخ طبرستان لکھی -

(قاموس المشاہیر - ج - ۲ - صفحہ ۵)

ع

۳۴۲۔ عاصم احمد (۱۷۵۵-۱۸۱۹ء)

اناطولیہ کے ایک گاؤں عنتاب میں پیدا ہوا۔ بعد از تعلیم یہ اپنے گاؤں کی عدالت میں کلرک لگ گیا۔ ۱۷۹۰ء میں استنبول کے ایک مدرسہ میں معلّم مقرر ہوا۔ ۱۸۰۷ء میں سرکاری تاریخ نگار لگ گیا۔ اور اس حیثیت میں اس نے عثمانیوں کی تاریخ (صرف سترہ برس کے واقعات، از ۱۷۹۱ء تا ۱۸۰۸ء) لکھی۔

(رانگ - ج - ۱ - ص ۴۴۶)

۳۴۳۔ عبّادی (۹۸۵-۱۰۶۶ء)

ابو عاصم محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن عبّاد ہرات کا ایک شافعی المذہب فقیہہ، جو ہرات کا قاضی بھی رہا۔ اور ہرات ہی میں وفات پائی۔ تصانیف :-

۱۔ طبقاتُ الشافعیہ۔

۲۔ آدابُ القضا۔

(رانگ - ج - ۱ - ص ۵)

۳۴۴۔ عبدالباقی (۱۶۴۲ء)

دربارِ مغلیہ کا ایک مؤرّخ، جس نے عہدِ اکبر کے اعیان و علماء کی تاریخ مآثرِ رحیمی،

کے عنوان سے لکھ کر خانخاں کی طرف منسوب کی تھی۔

(قاموس المشاہیر۔ ج۔ ۲۔ ص۵۶)

۳۴۵۔ عبدالحق محدّث (۱۵۵۱ - ۱۶۴۲ء)

عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ کے اجداد تیمور کے ہمراہ دہلی میں آئے۔ اور وہیں مقیم ہو گئے۔ عبدالحق برسوں حرمین میں رہ کر درسِ حدیث و قرآن دیتے رہے۔ ایک سو کے قریب کتابیں لکھیں۔ چند نام :-

۱۔ جذب القلوب۔ تاریخ مدینہ و حالاتِ اہلبیت۔
۲۔ اخبار الاخیار۔ مشائخ کے حالات۔
۳۔ مدارج النبوۃ۔ سیرت۔
۴۔ زاد المتقین۔ مشائخِ حرمین کے حالات۔
۵۔ سید المرسلین۔ سیرت۔

آپ کے فرزند نور الحق، زبدۃ التواریخ کے مصنّف تھے۔

(قاموس المشاہیر۔ ج۔ ۲۔ ص۵)

۳۴۶۔ عبدالحمید (۱۶۵۵ء)

مولد و مسکن: لاہور۔ بعد از تعلیم جب کہیں قدر نہ ہوئی تو ٹھٹھہ (شاید اس سے مراد سندھ والا ٹھٹھہ ہو) میں خلوت گزین ہو گیا۔ بعد میں جب شاہجہان کو اپنی تاریخ لکھوانے کی ضرورت محسوس ہوئی تو کسی درباری نے عبدالحمید کا نام پیش کر دیا۔ عبدالحمید دہلی میں ابوالفضل کے ہاں بطور شاگرد رہ چکا تھا اور وہاں اُسے کئی جاننے والے موجود تھے۔ چنانچہ یہ دہلی میں طلب ہوا اور تاریخ نگاری پہ مامور۔ اس نے بادشاہ نامہ کی پہلی دو جلدیں (واقعات از ۱۶۲۸ تا ۱۶۴۴ء)

لکھیں - اور پھر ضعفِ پیری کی وجہ سے کام چھوڑ دیا۔ آخری جلد جو ۱۶۴۷ - ۱۶۵۷ء کے واقعات پہ مشتمل تھی۔ دربار کے ایک عالم محمد وارث (۱۶۸۰ء) نے لکھی۔ بادشاہ نامہ میں شاہ جہان کی عمارات اور اُس کے اُمراء و علماء کا بھی ذکر موجود ہے۔

(نقوش۔ لاہور نمبر۔ صہ ۹۵۷)

۳۴۷۔ عبدالحی بن فخرالدین بن عبدالعلی (۱۸۴۷ - ۱۹۲۳ء)

مولد: بریلی۔ حضرت سید احمدؒ کی اولاد اور متعدد کتابوں کے مصنف تھے:۔

۱۔ جنتُ المشرِق ۔ تاریخِ اسلام تا ۱۸۵۷ء۔

۲۔ کتابُ المعارف۔ ہندوستانی مُسلمانوں کی علمی خدمات کی تاریخ۔

۳۔ نزہتہُ الخواطِر۔ تذکرۂ علمائے ہند۔ ۸۔ جلدیں۔

۴۔ گُلِ رعنا۔ تذکرۂ شعرائے اُردو۔

(مقدمۂ گُلِ رعنا۔ صہ ۳ ۔ قاموسُ المشاہیر۔ ج۔ ۲۔ صہ ۵۸)

۳۴۸۔ عبدالرزاق سمرقندی (۱۴۱۳ - ۱۴۸۲ء)

عبدالرزاق کمال الدین بن جلال الدین اسحاق، ہرات میں پیدا ہُوا۔ چونکہ اس کا والد مرزا شاہ رُخ کا قاضی تھا۔ یہ بھی سمرقند میں رہتا تھا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد یہ شاہ رُخ کا مُقرّب بن گیا اور تین سال (۱۴۴۲ - ۱۴۴۵ء) تک ہندوستان میں اُس کا سفیر رہا۔ اُسکی مطلع السعدین کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ اِس میں ۱۳۱۶ء سے ۱۴۷۱ء تک کے واقعات ہیں۔ اِس نے تاریخِ ہرات بھی لکھی تھی۔ جو اب ناپید ہے۔

(اِنگ۔ ج۔ ۱۔ صہ ۹۰)

۳۴۹۔ عبدالرزاق کانپوری (۱۸۷۴ - ۱۹۴۸ء)

والد کا نام الٰہی بخش تھا۔ بعد از تعلیم کانپور کی میونسپلٹی میں محرّر مقرّر ہوئے۔ لیکن جلد ہی (۱۹۰۷ء میں) بھوپال کے تحصیلدار بن گئے۔ آپ کی شہرت البرامکہ (برمکی خاندان کی تاریخ اور ہارون کے ہاتھوں ان کی تباہی) کی وجہ سے ہے۔ یہ کتاب آپ نے ۱۸۹۸ء میں علامہ شبلی کی طرف منسوب کی تھی۔ اس پر سرسید نے کہا تھا کہ یہ انتساب میری طرف ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ برمکی وزیر تھے اور میرے نانا بھی مغلوں کے وزیر رہے ہیں۔

۲۔ نظام الملک طوسی۔ اس میں نظام الملک کے سوانح اور اُس دَور کی تاریخ ہے۔

۳۔ آپ بیتی۔

(نقوش۔ شخصیات۔ ص۴۴۲)

۳۵۰۔ عبدالرشید خواجہ۔ کرنل۔ ڈاکٹر

والد کا نام عبدالحمید اور دادا کا کریم بخش تھا۔ ۱۹۱۲ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ بی بی ایس کرنے کے بعد فوج میں شامل ہو گئے۔ آج کل کرنل ہیں اور کراچی میں سنٹرل جناح ہاسپٹل کے ناظم۔ مجھ سے پرانے مراسم ہیں۔ گو پیشہ کے لحاظ سے طبیب ہیں۔ لیکن طبعاً محقق ہیں۔ اور آپ کا میدان تاریخ ہے۔ آپ نے کئی تاریخی مقالات شُستہ انگریزی میں لکھے ہیں۔ اندازِ استنباط و استدلال دلکش ہے۔ تصانیف:۔

۱۔ تاریخی مقالات کا مجموعہ (انگریزی) طبع کراچی۔ ۱۹۶۱ء۔ اِس میں تیرہ مقالات ہیں۔ یعنی:۔

۱۔ پاکستان میں قدیم دفاعی تعمیرات مثلاً قلعۂ اٹک، قلعۂ رہتاس وغیرہ۔

۲۔ ہند پر محمود غزنوی کا حملہ۔

۳۔ مارگلہ کا کتبہ۔

۴۔ شہاب الدین غوری کا مقتل۔

۵۔ کٹاس۔

۶۔ پاکستان کی پرانی تاریخ۔

۷۔ یزیدی قبیلہ۔ وغیرہ۔

۲۔ معارف الآثار۔ یہ بھی چند تاریخی مقالات کا مجموعہ ہے۔ عنوان: وادیٔ سندھ آریائی قبیلہ۔ آشور کی تہذیب، ملکِ طاؤس وغیرہ۔

۳۔ تذکرۂ شعرائے پنجاب (فارسی)۔ طبع ۱۹۶۷ء۔ اس میں ۴۸۰ فارسی شعراء کا ذکر ہے۔ گراں بہا معلومات کا حامل۔ اور اس لحاظ سے اہم کہ ان شعراء میں سے بیشتر کا ذکر کہیں اور نہیں ملتا۔ آپ نے یہ تذکرہ سلیس نئی فارسی میں لکھا ہے۔

(آپ کے خطوط میرے نام اور مذکورہ بالا تصانیف)

۳۵۱۔ (شاہ) عبدالعزیز (۱۷۴۶ء-۱۸۲۴ء)

شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم الدہلوی کا تاریخی نام غلام حلیم = ۱۱۵۹ھ تھا۔ اپنے والد اور دیگر علماء سے فیض پانے کے بعد ہندوستان کے ممتاز علما میں شمار ہونے لگے۔ سید احمد بریلوی آپ ہی کے تربیت یافتہ تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے تفسیرِ فتح العزیز۔ تحفۂ اثنا عشریہ (شیعوں کا رد) اور بستان المحدثین موجود ہیں۔ آخرالذکر محدثین کا تذکرہ ہے۔ (لباب المعارف العلمیہ۔ ص۳)

۳۵۲۔ عبدالفتاح بن عبداللہ (۱۸۶۸ء۔ زندہ)

مولد: گُلشن آباد۔ یہ ناسک کے نام سے بھی مشہور ہے۔ بعداز تعلیم یہ پہلے خاندیس کے قاضی بنے اور پھر ۱۸۶۸ء میں الفنسٹن کالج بمبئی کے پروفیسر۔ آپ کی تصانیف:۔

۱۔ تاریخ روم۔

۲۔ تاریخِ اولیاء۔

۳۔ رحمۃ للعالمین۔

۴۔ جغرافیۂ عالم۔

۵۔ خزینۂ دانش۔

۶۔ جامع الفتاوے۔ ۴ جلد۔

(قاموس۔ ج۔ ۲۔ ص ۶۵)

۳۵۳۔ عبدالقادر القُرشی (۶۹۷۔ ۱۲۹۷۔ ۱۳۷۳ء)

محی الدین عبدالقادر بن محمد بن محمد بن نصراللہ بن سالم بن ابی الوفا، مِصر کا ایک مؤرّخ تھا۔ کتب ذیل کا مصنّف:۔

۱۔ الجواہر المضیئۃ فی طبقاتِ الحنفیۃ۔

۲۔ البُستان فی مناقب النُعمان۔

۳۔ اُن اکابر کے حالات جو ۱۲۹۷۔ ۱۳۵۹ء کے درمیان فوت ہُوئے۔ کتاب کا نام نامعلوم۔ (انگ۔ ج۔ ۱۔ ص ۲۰)

۳۵۴۔ عبدالقادر بن ملوک شاہ بدیوانی (۱۵۴۱۔ ۱۶۰۴ء)

تاریخ، تفسیر، فقہ، ہیئت اور موسیقی میں ماہر۔ نہایت خوش الحان۔ شیخ مبارک کا

شاگرد، جو چالیس برس تک شیخ مبارک اور اُس کے بیٹوں (ابوالفضل و فیضی) کا رفیق رہا۔ لیکن ان کے اِلحاد سے متنفر تھا۔ یہ ۱۵۷۴ء میں دربارِ اکبر سے وابستہ ہو گیا تھا لیکن آدابِ دربار کو برداشت نہ کر سکا۔ اور الگ ہو گیا۔ بایں ہمہ اکبر نے اِسے ایک ہزار بیگہ زمین بطورِ جاگیر عنایت کی۔ تصانیف:۔

۱۔ منتخب التواریخ۔ اِس کے تین حصّے ہیں:۔
حِصّہ اوّل میں سُبکتگین سے ہُمایوں تک۔
حِصّہ دوم میں ۱۵۹۵ء تک کے واقعات۔
حِصّہ سوم میں علماء و شعرائے اکبر کا ذکر ہے۔

۲۔ مُلا شاہ محمد کاشمیری کی تاریخ کشمیر کا ترجمہ

۳۔ مہابھارت۔ رامائن اور اتھروید کا فارسی ترجمہ۔

(ہسٹری آف انڈیا۔ ایلیٹ "اکبر"۔ و عُلمائے اسلام۔ ص۱۴۷)

۳۵۵۔ عبدالکریم کاشمیری (۱۷۸۴ء)

عبدالکریم بن عاقبت محمود بن بُلاقی بن محمد رضا کاشمیری حملۂ نادر (۱۷۳۹ء) کے وقت دہلی میں تھا پھر نادرشاہ کے ہمراہ دہلی سے چلا گیا۔ پہلے قزوین پہنچا اور پھر بَیتُ اللہ۔ چار برس کے بعد دہلی میں واپس آیا اور "بیانِ وقیع" کی تکمیل کی۔ اِس میں حملۂ نادر سے ۱۷۸۴ء تک کے واقعات ہیں۔ یہ آج تک طبع نہیں ہُوئی۔ البتہ اس کا انگریزی ترجمہ ۱۷۸۸ء میں کلکتہ سے اور ۱۷۹۳ء میں لنڈن سے نِکلا تھا۔ اس کا ایک مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری (شیرانی سیکشن) میں ہے اور ایک میرے اُستاد پروفیسر ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب مرحوم کے پاس تھا۔ (انگ۔ ج۔ ا۔ ص۱۲)

۳۵۶۔ عبدالکریم مُنشی (۱۸۵۰ء۔ زندہ)

لکھنؤ اور بروایتے کانپور کا رہنے والا۔ اس نے متعدد تاریخی کتابیں لکھیں۔ مثلاً:۔

۱۔ تاریخِ احمد۔ احمد سے مُراد احمد شاہ دُرّانی ہے۔ یہ دَراصل دُرّانیوں کی تاریخ ہے۔

۲۔ محاربۂ کابل و قندھار۔ کابل اور انگریز کی جنگ۔

۳۔ تاریخِ پنجاب۔ انگریزوں اور سکھوں کی لڑائیوں (۱۸۴۵۔ ۱۸۴۸ء) کی تفصیل۔

۴۔ سیوطی کی تاریخ الخلفاء و تاریخِ مصر۔ اور ابن خلکان کی وفیات کا فارسی میں ترجمہ۔

(رانگ۔ ج۔ ۱۔ ص۲۷)

۳۵۷۔ عبداللہ (ڈاکٹر۔ سیّد) (۱۹۰۶۔ ۱۹۶۸ء۔ زندہ)

ڈاکٹر سیّد محمد عبداللہ ایم۔ اے۔ ڈی لِٹ (پنجاب) ضلع مانسہرہ (ہزارہ) کے ایک گاؤں منگلور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی۔ اُس کے بعد مانسہرہ اور ایبٹ آباد کے مدارس میں پڑھتے رہے۔ تکمیلِ تعلیم کے لئے لاہور پہنچے۔ ۱۹۲۵ء میں ایم۔ اے فارسی کیا۔ ۸۔ ۱۹۲۶ء میں یونیورسٹی لائبریری میں فہرست ساز بن گئے اور ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۲ء تک ڈاکٹریٹ کے لئے مقالہ (فارسی ادب میں ہندوؤں کا حصّہ) لکھتے رہے۔ ۱۹۳۲ء میں ایم اے عربی کیا۔ ۱۹۳۸ء میں فارسی کے اور ۱۹۴۰ء میں اُردو کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں ریڈر بنے اور ۱۹۵۴ء میں پروفیسر نیز اورینٹل کالج لاہور کے پرنسپل۔ آپ اِس منصب سے ۱۹۶۵ء میں ریٹائر ہو گئے۔ ۱۹۶۷ء میں دائرۂ معارفِ اسلامیہ (اُردو) کے

چیئرمین مقرّر ہو گئے اور آج تک اِسی منصب پر فائز ہیں۔ مجھ سے برادرانہ تعلقات نصف صدی سے قائم ہیں اور اب تک خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ اُردو زبان کو پاکستان میں اُس کا صحیح مقام دلانے کے لیئے پچھلے بائیس برس سے کوشاں ہیں۔ اِس سلسلے میں آپ نے کئی کانفرنسیں منعقد کیں۔ کتنے ہی علمی اجتماعات کو مخاطب فرمایا۔ اور بے شمار مضامین لکھے۔ میں بلاخوفِ تردید کہہ سکتا ہوں کہ بابائے اُردو کے بعد آپ قومی زبان کی آبرُو کے سب سے بڑے محافظ ہیں۔

آپ کچھ آرزوئیں بھی رکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"میری آرزوؤں کی دُنیا بہت محدُود ہے۔ اِن میں ایک یہ ہے کہ خدا مجھے ایسا قلم عطا کرے جو زیادہ نہیں تو دس فقرے ہی ایسے لکھ دے جو دِلوں کا رِشتہ رَبُّ العالمین سے جوڑ سکیں .... دُوسری آرزو یہ ہے کہ مَیں تہذیبِ اِسلامی کی جمالی رُوح کے آئینۂ مُصفّا پر سے غلط فہمیوں کی گرد کو دُور کر سکوں۔ اور تیسری آرزو یہ ہے کہ مَیں انسانی ضمیر کو کچھ اِس طرح جگاؤں کہ اِنسان کا دِل اِنسان کے لیئے شفقت سے بھر جائے۔" (نقوش۔ آپ بیتی۔ ص ۱۱۰۳)

آپ نے پندرہ سال کی عمر سے لکھنا شروع کیا تھا۔ اگر آپ کی تمام تحریرات کو کتابی صُورت دی جائے تو شاید بیس ہزار صفحات میں بھی نہ سما سکیں۔

آپ کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ اُردو شعراء کے تذکرے۔

۲۔ وَلی سے اقبال تک۔ ۱۸ مضامین کا مجموعہ۔ چند عنوانات:۔

(ل) اُردو مثنوی کا دکنی دَور۔

(ب) گلزارِ نسیم۔

(ج) غالب کی غزل۔

(د) دو زبان شاعر۔

(ہ) حالی —— شاعر اور سوانح نگار۔

۳۔ اُردو زبان اور اَدب پر سرسیّد کا اثر۔

۴۔ فارسی اَدب میں ہندوؤں کا حصہ۔

۵۔ سینکڑوں تاریخی۔ سوانحی۔ تنقیدی اور تحقیقی مقالات۔

(سوغات۔ مرتبۂ ممتاز منگلوری)

۳۵۸۔ عبداللہ بن مُبارک ابو عبدالرحمٰن (۷۳۶-۷۹۸ء)

اِمامِ اعظم کے شاگرد۔ سُفیان ثوری اور فضیل بن عیاض کے معاصر اور ایک جلیل القدر صُوفی و مُحدّث۔ آپ ایک جنگ سے واپس آرہے تھے کہ راہ میں فوت ہو گئے۔

تصانیف:۔

۱۔ کتابُ التاریخ۔

۲۔ کتابُ التفسیر۔

۳۔ کتابُ البرّ والصّلۃ۔

۴۔ کتابُ السُنن فی الفقہ۔

(فہرست۔ صہ ۳۳۳)

۳۵۹۔ عبدُاللہ بن محمد بن ابی شیبہ (۸۵۰ء)

کُوفہ کا مُحدّث۔ فقیہہ۔ مُفسّر اور مؤرّخ۔ اِمام بُخاری اور مُسلم کا شاگرد۔ اِس

کی کتب ذیل کے نام ہم تک پہنچے ہیں:۔

۱۔ کتابُ التاریخ۔

۲۔ کتاب الجمل۔

۳۔ کتاب الفُتوح۔

۴۔ کتاب صِفّین۔

۵۔ کتاب الفِتَن۔

۶۔ کتابُ التّفسیر

۷۔ کتابُ المُسند فی الحدیث۔ (فہرست ۔ صـ۲۳۴)

۳۶۰۔ عبدُاللہ بن المُعتز بن مُتوکّل بن مُعتصِم (۶۹۰۹)

ایک شاہزادہ تھا۔ خلیفہ المعتز (۸۶۶ ۔ ۶۸۶۹) کا بیٹا۔ علما کا گرویدہ اور کئی کتابوں کا مصنّف مثلاً:۔

۱۔ کتابُ طبقاتِ الشعراء۔

۲۔ کتابُ حُلی الاَخیار۔ (نیز حِلیٰ)

۳۔ کتابُ اشعارِ الملوک۔ اِس میں مُلوک کا تعارف بھی کرایا گیا ہے۔

۴۔ السَّرقات۔

۵۔ کتاب البدیع۔

۶۔ کتابُ فی الغِناء۔ (فہرست ۔ صـ۱۶۷)

۳۶۱۔ عبدالملک بن محمد بن ابی بکر بن عمرو بن حزم الانصاری (۶۷۹۴)

ابنِ ندیم نے اِس کے متعلق اتنا ہی لکھا ہے کہ یہ ہارون الرشید کا قاضی تھا اور بغداد

میں فوت ہوا۔ یہ کتاب المغازی کا مصنّف تھا۔

(فہرست - ص۳۳۲)

۳۶۲۔ عبد المنّان عُمر بن نورُالدّین بن غلام رسول (۱۹۱۳-۱۹۶۸ء - زندہ)

آپ بھیرہ ضلع سرگودھا کے مشہور حکیم، مولوی نورُالدّین مرحوم کے فرزند ہیں۔ مولوی نورالدین شمال مغربی ہند کے اجمل خان تھے۔ طِبّ۔ عربی ادب اور اِسلامی علوم میں بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔ مولوی عبدالمنّان تحصیلِ علم کے لیئے ہندوستان میں علی گڑھ تک اور بیرونِ ہند جرمنی تک گئے۔ علی گڑھ سے ایم۔ اے کیا۔ جرمنی سے عربی پڑھی۔ عُلمائے مکّہ سے درسِ حدیث لیا۔ چھ ماہ تک مشرقِ وُسطیٰ میں رہے۔ یہاں سیّد سلیمان ندوی، بابائے اُردو مولانا عبدالحق۔ مولانا عبدالعزیز میمن اور قبلہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب سے فیض حاصل کیا۔ آج کل آپ لاہور میں مقیم ہیں۔ اور دائرۂ معارفِ اسلامیہ اُردو (لاہور) کے مدیرِ معاون ہیں۔

عِلمی کام :۔

۱۔ مُسندِ امام احمد بن حنبل کی تبویب اور بعض رِجالِ مسند کے تراجم۔

۲۔ عنواناتِ ذیل پہ آپ کے مقالات اُردو دائرۃ المعارف میں شامل ہو چکے ہیں :۔

۱۔ اسماءُ الرّجال۔

۲۔ حضرت ابو بکر رضؓ۔

۳۔ بہاءُاللہ۔

۴۔ بہائیت۔

۵۔ ابن البغدادی۔

۶۔ ابن الجوزی سبط۔

۷۔ ابنِ عبدِ ربہ۔

۸۔ ابنِ ماجہ۔

۹۔ ابو طالب۔

۱۰۔ ابنِ رجب۔

۱۱۔ ابنِ بطوطہ۔

۱۲۔ ابن العلقمی۔

۱۳۔ ابنِ عساکر۔

۱۴۔ ابن قُطلوبغا۔

۱۵۔ اِمرءُ القیس۔ وغیرہ۔

دائرۃ المعارف کی پہلی تین جلدوں میں آپ کے ۴۴ مقالے شامل ہیں۔

(میرے نام آپ کے متعدد خطوط)

۳۶۳۔ عبدالواحد (۱۲۲۴ء۔زندہ)

عبدالواحد بن علی التمیمی المراکشی ابو محمد ۱۲۰۸ء میں اشبیلیہ پہنچا۔ اور وہاں الموحدین کے گورنر کا ندیم بن گیا۔ چند برس بعد یہ مصر سے ہوتا ہوا مکہ چلا گیا۔ اور وہاں الموحدین کی تاریخ المعجب فی اخبارِ تاریخ المغرب، کے عنوان سے لکھی۔ اسے ڈوزی نے ۱۸۴۷ء میں لیڈن سے شائع کیا تھا۔

(انگ۔ ج ۱۔ صہ ۹۴)

۳۶۴۔ عُبَید بن شَریة الجُرہمی۔

دورِ جاہلیت میں پیدا ہوا اور حضور صلعم کے دستِ مبارک پر اسلام لایا۔ طویل زندگی پائی۔ بروایتے دو سو بیس سال۔ اور عبد الملک بن مروان (۶۸۵-۷۰۵ء) کے زمانے میں فوت ہوا۔ ابن عساکر تاریخِ دمشق میں لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ یہ امیر معاویہ سے ملنے کے لیئے دمشق گیا۔ چونکہ یہ ایام العرب کا حافظ تھا۔ امیر نے ایک کاتب کو حکم دیا کہ وہ عُبید کی بیان کردہ روایات قلمبند کرے۔ اس نے تعمیل کی۔ اور یہ تحریر، کتاب الملوک کے نام سے مشہور ہو گئی۔ عُبید اسلام کا پہلا مؤرّخ ہے۔ اسکی ایک اور کتاب کا نام کتاب الامثال ہے۔

(معجم الاُدباء۔ ج ۵۔ ص ۱۱)

۳۶۵۔ عُتبی (۹۶۱-۱۰۳۶ء)

ابو نصر محمد بن محمد الجبار، رے میں پیدا ہوا۔ پہلے یہ خراسان میں ملازم تھا۔ پھر محمود غزنوی کے ہاں چلا گیا اور ۱۰۲۱ء میں محمود، اُس کے اسلاف اور معاصر سلاطین کے حالات کتاب الیمینی میں لکھے۔

(علمائے اسلام۔ ص ۱۳۵)

۳۶۶۔ العُتُقی (۹۹۵ء)

محمد بن عبد اللہ بن محمد ابو عبد الرحمٰن العُتُقی المنجم، فاریاب میں پیدا ہوا۔ بعد از تحصیلِ علم مصر میں فاطمیوں کے ہاں چلا گیا اور وہاں بڑی عزت پائی۔ لیکن شامت جو آئی۔ تو خلفائے اُمیہ و عباسیہ کی ایک تاریخ لکھ بیٹھا۔ جس میں اِن خلفاء کی تعریف کی۔ اِس پر اِس کے تمام املاک ضبط ہو گئے اور یہ دربار سے نکال دیا گیا۔

اِس کی تصانیف:۔

۱۔ کتاب التاریخ۔ از ابتداء تا العزیز بن معز فاطمی (۹۷۶ - ۹۹۵ء)۔

۲۔ السبب لعلم العرب۔

۳۔ نجوم پہ چند کتابیں۔

(حکمائے عالم۔ صہ ۳۸۴)

۳۶۷۔ عریب (۹۸۰ء)

عریب بن سعد الکاتب القرطبی، اموی خلیفہ الحکم دوم (۹۶۱ - ۹۶۶ء) کا سیکرٹری تھا۔ نیز شاعر و طبیب۔ اِس نے الطبری کی ذیل لکھ کر سلسلۂ واقعات کو اپنے زمانے تک پہنچا دیا۔

(رانگ۔ ج ۱۔ صہ ۲۲۸)

۳۶۸۔ عزّالدّین ابو محمد (۱۲۹۸ء)

عبدالعزیز بن ابی القاسم بن عثمان حنبلی، بغداد کا رہنے والا ایک صوفی۔ ادیب۔ جس نے ابنِ خلکّان کی وفیات کا تتمّہ لکھا۔ اور اُن اعیان کا ذکر کیا جو ابنِ خلکان سے چھوٹ گئے تھے۔

(معجم الالقاب۔ بابُ العین۔ حاشیہ۔ صہ ۲۲۲)

۳۶۹۔ عزّالدّین حسن (۱۱۶۹ - ۱۲۳۶ء)

ابُو محمد عزّالدین حسن بن محمد بن اسماعیل الکاتب، عراق کی ایک بستی قیلویہ سے تعلق رکھتا تھا۔ سبطِ ابن الجوزی مراۃُ الزمان میں لکھتا ہے کہ ایک دفعہ عزّالدّین کے بیٹے نجم الدّین سے قاسیُون (دمشق کے قریب ایک پہاڑ) کی ایک بستی میں ملاقات ہُوئی۔ تو مَیں نے اُس سے پوچھا کہ تمھارے والد نے کتنی کتابیں لکھی تھیں۔ کہا:

مقدارُ الفی کِتابٍ بین صغیرٍ وکبیرٍ (چھوٹی بڑی تقریباً دو ہزار) -

عزّالدین نے قاضی سُمنانی[1] ابوالقاسم علی بن محمد بن احمد الرّحبی (۴۰۷ھ) کی تاریخ الاِستظہار فی معرفۃ الدُّوَلِ والاخبار کی ذیل بھی لکھی تھی -

(مُعجم الالقاب - باب العین حاشیہ - ص۹۸)

۳۷۰ - عزیز - پروفیسر (۱۸۹۸ء - ۱۹۶۸ء - زندہ)

پروفیسر غلام ربّانی عزیز - ایم - اے (عربی وفارسی) میرے بڑے حقیقی بھائی ہیں - بسال - ضلع اٹک میں پیدا ہُوئے - پرائمری تک سرکاری مدارس میں تعلیم حاصل کی - پھر مختلف مساجد و مکاتب سے ہوتے ہُوئے دیوبند جا پہنچے - وہاں سیّد انور شاہ جیسے اساتذہ سے حدیث پڑھی - واپس آکر (۱۹۲۰ء میں) حضرو ہائی سکول میں مُعلّم بن گئے - ۱۹۳۵ء تک سکولوں میں کام کیا - پھر ۱۹۵۵ء تک گورنمنٹ کالجوں میں رہے - ریٹائر ہونے کے بعد اسلامیہ کالج قصور میں پرنسپل مقرر ہو گئے - ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ (ہند و پاکستان) میں جب قصور اُجڑ گیا - تو آپ بھی یہاں کیمبلپور میں آ گئے - یہاں پبلک ہائی سکول میں پرنسپل کی جگہ خالی تھی ، اس پر متعیّن ہو گئے اور آج تک وہیں ہیں -

آپ کی تصانیف یہ ہیں :-

۱- تاریخِ خوارزم شاہ - چار سو صفحات - آپ نے یہ انگریزی میں لکھی تھی - اب اُسے اُردو میں منتقل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں - ہنوز نامطبوع

[1]:- منسوب بہ سُمنر - بخارا کا ایک گاؤں -

(مُنتہی الارب " سُمنر ")

اِس میں خوارزم شاہی خاندان کی تاریخ اور اُس دَور کے اعیان و عُلماء کا ذکر ہے۔

۲۔ دیوانِ غنیمت کی تصحیح۔ شروع میں تعارفی دیباچہ محمد اکرم غنیمت کُنجاہ (گجرات) کا شاعر تھا۔

۳۔ مثنوی غنیمت۔ "نیرنگِ عشق" کی تصحیح۔

۴۔ دیوانِ نورالعین واقف کی تصحیح مع مقدمہ۔

۵۔ دیوانِ دِلشاد۔ (دِل محمد) پسروری کی تصحیح اور تعارفی دیباچہ۔

۶۔ کلیاتِ فقیر اللہ شاہ آفرین لاہوری۔

۷۔ معاشرہ و نظامِ تعلیم۔ برٹرنیڈ رسّل کی ایک کتاب کا ترجمہ۔

آپ کی چھ کتابیں (۲ - ۷) شائع ہو چکی ہیں اور تاریخِ خوارزم شاہ انشاءاللہ جلد چھپ جائے گی۔

۳۷۱۔ عضدالدین الایجی (۱۲۸۲ - ۱۳۵۵ء)

پُورا نام: عضدالدین عبدالرحمان بن احمد، شیراز کے قریب ایک گاؤں اِیج میں پیدا ہُوئے۔ ابُوسعید کے زمانے میں قاضیٔ سلطنت تھے۔ بعد میں معتوب ہو کر سپردِ زنداں ہُوئے۔ اور وُہیں وفات پائی۔ آپ علّامہ تفتازانی کے اُستاد اور اثیرالدین ابہری کے معاصر تھے۔ آپ کی تصانیف:۔

۱۔ اِشراقُ التواریخ۔ مُصطفٰے ابن احمد نے اسے ترکی میں منتقل کیا۔

۲۔ مواقِف۔ علم کلام و عقائد پر۔ وغیرہ۔

(طبقات الشافعیہ - ج - ۶ - ص۱۰۸ - کشف الظنون - ج - ۱ - "اِشّ")

۳۷۲۔ عضدی ابوزکریاؔ (۶۹۴۵ء)

ابوزکریا یزید بن محمد ایاس بن القاسم عضدی موصل کا ایک مؤرخ جس نے دو تاریخی کتابیں لکھیں:۔

۱۔ تاریخ موصل۔ اس میں ۲۰ء سے ۳۹ء تک کے واقعات ہیں۔

۲۔ تذکرۃ المحدثین۔ صرف موصل کے محدثین کا ذکر۔

(انگ۔ ج۔ ا۔ ص ۸۱۳)

۳۷۳۔ عطاء بے (۱۸۱۰۔ ۱۸۷۷ء)

طیار زادہ عطاءُ اللہ احمد، استنبول میں پیدا ہوا۔ زندگی سرکاری ملازمت میں گذری۔ وفات سے پہلے مدینہ کا ناظم الاوقاف مقرر ہوا۔ اور وہیں وفات پائی۔ اس نے ملوکِ عثمانی کی تاریخ تاریخ عطاء کے نام سے پانچ جلدوں میں لکھی تھی۔ اس میں سلاطین کے ساتھ ساتھ عوام کا بھی ذکر ہے۔

(انگ۔ ج۔ ا۔ ص ۳۰)

۳۷۴۔ عطارؔ (۱۱۲۰۔ ۱۲۳۰ء)

فریدالدین محمد بن ابراہیم الہمدانی، نیشاپور کی ایک نواحی بستی شادیاخ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے عالم و عارف کی حیثیت سے لافانی شہرت حاصل کی۔ ذریعۂ معاش ادویہ فروشی تھا۔ جب تاتاریوں نے نیشاپور کو فتح کیا تو آپ کو موت کی گھاٹ اُتار دیا۔ آپ نے چالیس کے قریب تصانیف چھوڑی ہیں۔ یعنی الٰہی نامہ۔ جواہر نامہ۔ پند نامہ۔ منطق الطیر وغیرہ۔ تاریخی صرف ایک ہے: تذکرۃ الاولیاء۔ اس کا ایک نسخہ میرے پاس بھی ہے۔ آپ کی تاریخِ وفات

میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ تاریخِ براؤن میں ۱۱۹۳ء، لباب میں ۱۲۳۰ء اور کشف میں ۱۲۴۰ء درج ہے۔

(لباب۔ صہ ۱۹۴۔ کشف الظنون۔ ج۔۱۔ صہ ۲۷۲)

۳۷۵۔ عظیمی (۱۰۹۰۔ ۱۱۶۱ء)

محمد بن علی بن محمد ابو عبداللہ العظیمی التنوخی، حلب میں پیدا ہوا۔ یمن کے ایک قبیلے تنوخ سے تعلق رکھتا تھا۔ اِس کی تاریخِ حلب مفید معلومات کی حامل ہے۔

(انگ۔ ج۔۱۔ صہ ۸۲۳)

۳۷۶۔ علّان الشعوبی (۸۰۰ء۔ زندہ)

فارسی الاصل فاضل، جو برامکہ کا ندیم اور بیت الحکمۃ میں کاتب رہا۔ یہ عربوں سے متنفّر تھا اور اِس نے مختلف قبائلِ عرب کے عیوب و قبائح پر کئی کتابیں لکھیں۔ چند نام یہ ہیں:۔

۱۔ کتاب مثالبِ تیم بن مرّۃ بن کعب۔

۲۔ کتاب مثالبِ بنی اسد بن عبدالعزّیٰ۔

۳۔ کتاب مثالبِ بنی مخزوم بن یقظہ۔

۴۔ کتاب مثالبِ عبدالدار بن قصیّ۔

۵۔ کتاب مثالبِ اسد بن خزیمہ۔

۶۔ کتاب نسبِ تغلب بن وائل۔

۷۔ کتاب فضائلِ ربیعہ۔

۸۔ کتاب المیدانِ فی المثالب۔

(فہرست۔ صہ ۱۵۹)

۳۷۷- علی بن حمزہ بن عُمارۃ بن حمزہ بن یسار بن عثمان ابوالحسن۔

اِصفہان کا رہنے والا تھا۔ اِس کے جدِ امجد عثمان کا نام اسلام لانے سے پہلے ہُرمُز تھا۔ عُثمان کے دو بیٹے تھے۔ مشہور ابو مُسلِم خُراسانی اور یسار۔ یہ علی، یسار کی پُشت سے تھا۔ اِس نے اِصفہان و فارس کی تاریخ پر کتابُ قلائدِ الشرف لکھی۔

(معجم الاُدباء۔ ج۔ ۵۔ ص۲۰۱)

۳۷۸- علی بن ظافر ابوالحسن (ابوالمنصور) الازدی الکاتب (۱۱۷۲- ۱۲۱۷ء)

یہ حِمص و دمشق کے سُلطان الملک الاشرف مُوسیٰ (وفات ۱۲۳۸ء) کا وزیر رہا۔ ترکِ وزارت کے بعد مِصر میں سکُونت اختیار کر لی اور وُہیں وفات پائی۔ آپ کے سوانح ذہبی کی تاریخ الاسلام میں بھی درج ہیں۔ تصانیف:۔

۱۔ تاریخ الدُّوَل المنقطعۃ۔ اُن سلطنتوں کی تاریخ، جو ختم ہو چکی ہیں۔

۲۔ اخبارُ السَّلجُوقیہ۔ سلاجقہ کی تاریخ۔

۳۔ اخبارُ الشُّجعان۔ بہادروں کے سوانح۔

۴۔ کتابُ مَن اُصِیبَ مِمَّن اِسمہٗ علی۔

(معجم الاُدباء۔ ج۔ ۵۔ ص۲۲۸)

۳۷۹- علی بن فُضّال (۱۰۸۷ء)

علی بن فُضّال بن علی بن غالب بن جابر بن عبدالرحمٰن الفرزدقی، قیروان میں پیدا ہوا۔ (فرزدق کی پُشت سے تھا) بعد از تعلیم تلاشِ معاش میں غزنی جا نکلا۔ پھر نظام الملک کے ہاں چلا گیا۔ اور بالآخر بغداد میں وفات پائی۔ تصانیف:۔

۱۔ کتابُ الدُّوَل۔ تاریخِ عالم۔ تیس جلد۔

۲۔ شجرۃ الذہب فی معرفۃ ائمۃ الادب ۔ ادیبوں کا تذکرہ۔

۳۔ تفسیر۔ ۳۵ جلد۔

۴۔ الکسیر الذہب ۔ (نحو) ۵ جلد۔

۵۔ کتاب العروض۔

۶۔ معارف الادب۔

(معجم الادباء ۔ ج ۔ ۵ ۔ صہ ۲۸۹)

۳۸۰ ۔ علی بن محمود کرمانی شہاب (۱۴۳۶ء ۔ زندہ)

مالوہ کے خلجی حکمران محمود شاہ اول (۱۴۳۶ ۔ ۱۴۷۵ء) کا ندیم تھا۔ اس نے اس بادشاہ کی تاریخ مآثر محمودی کے نام سے لکھ کر اس کی خدمت میں پیش کی تھی۔

(قاموس المشاہیر۔ ج۔ ۲۔ صہ ۲۳۹)

۳۸۱ ۔ علی بن یحییٰ ابوالحسن بن ابی منصور المنجم (۸۸۹ء)

متوکل کا ندیم۔ جو عہد معتمد تک دربار عباسیہ میں رہا اور بغداد ہی میں وفات پائی۔

اس کی تصانیف :۔

۱۔ کتاب اخبار اسحاق بن ابراہیم۔

۲۔ کتاب الشعراء القدماء الاسلامیہ۔

اس کا بیٹا ابو احمد یحییٰ بن علی (۸۵۶ ۔ ۹۱۳ء) بھی مصنف تھا۔ اس کی ایک کتاب کتاب الباہر فی اخبار الشعراء، نامکمل رہ گئی تھی۔ جسے اس یحییٰ کے بیٹے احمد نے مکمل کیا تھا۔

(فہرست ۔ صہ ۲۱۲)

۳۸۲- علی پاشا مُبارک (۱۸۲۳-۱۸۹۳ء)

مِصر کا ایک سیاستدان، جو وزیرِ تعلیم بھی رہا۔ اِس نے تعلیم اور انجینئرنگ وغیرہ پہ کئی کتابیں لکھیں۔ ایک تاریخی بھی تھی۔ مقریزی کی خِطط کی طرز پر۔ نام: الخِططُ الجدیدۃُ التوفیقیہ۔ اِس میں قاہرہ و اسکندریہ کی تاریخ اور ان شہروں کے اکابر کا ذکر ہے۔

(رانگ - ج - ۱ - صـ ۲۹۶)

۳۸۳- علی حسن خان (۱۸۶۶ء — نامعلوم)

نواب صدیق حسن خان کے فرزندِ ثانی۔ جنھوں نے صِرف بارہ برس کی عُمر میں آٹھ سو شعرائے فارسی کا ایک تذکرہ صُبحِ گُلشن کے عنوان سے لکھا تھا (اِس کا ایک نسخہ میرے پاس بھی ہے) آپ نے آستانۂ بھوپال کے ایک عالم مولوی سید محمد یوسف علی نیز بعض تذکروں مثلاً:۔

۱۔ تذکرۂ نشترِ عشق۔ از حسن علی خان۔

۲۔ آفتابِ عالم تاب ۔ قاضی محمد صادق خان۔

سے مدد لی تھی۔ خود مصنّف اِسے اپنے والد کے ایک تذکرے، شمعِ انجمن، کی ذیل قرار دیتے ہیں۔ آپ نے اُردو شُعراء کا بھی ایک تذکرہ، بزمِ سُخن، کے نام سے لکھا تھا۔

(دیباچۂ صُبحِ گُلشن - صـ ۲-۳)

۳۸۴- علی خان بن احمد بن محمد معصوم الحسینی المدنی (۱۶۴۲-۱۷۰۸ء)

مولد: مدینہ۔ اِس کا والد، عبداللہ بن محمد قطب شاہ (گولکنڈہ) کی ملازمت میں تھا۔ یہ بھی ۱۰۶۸ھ میں والد کے پاس پہنچ گیا۔ جب عبداللہ بن قطب شاہ کے بعد ابُوالحسن مسند نشین ہُوا تو علی اس سے بددل ہو کر اورنگ زیب کے پاس چلا گیا۔ وہاں اِسے خان کا خطاب اور دیوان کا منصب عطا ہُوا۔ کچھ عرصہ بعد یہ حج پہ چلا گیا۔ وُہاں سے شیراز پہنچا۔

وہیں درس دینے لگا۔ اور وہیں (اس کے اسلاف کا وطن) وفات پائی۔ تصانیف:۔

۱۔ سُلوۃُ الغریب۔ سفرنامہ از مکّہ تا گولکنڈہ۔

۲۔ سُلافۃُ العصر فی محاسنِ اعیانِ العصر۔ تذکرۂ شعراء۔ اور خفاجی کی ریحانہ کا تتمّہ۔

۳۔ شیعی علماء کا تذکرہ۔

(انگ۔ ج۔ ۱۔ صہ ۳۹۳)

۳۸۵۔ علی شیر قانع (۱۷۷۰ء)

اِن کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ صرف اِتنا ہی معلوم ہے کہ یہ ایک اہم تاریخی کتاب تحفۃ الکرام، کے مصنّف تھے۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے۔ پہلی میں تاریخِ انبیاء۔ دُوسری میں عہدِ نبوی و خلفائے راشدین اور تیسری میں سندھ کے مشائخ۔ سادات اور عُلماء کا ذِکر ہے۔ (عُلمائے اسلام۔ صہ ۱۳۵)

۳۸۶۔ علی مصطفےٰ ابن احمد بن عبدالمولیٰ (۱۵۴۱-۱۶۰۰ء)

مولد، گیلی پولی (ترکی)، کئی کتابوں کا مصنف، مثلاً:۔

۱۔ فصولُ الحَلِّ والعقد۔ تاریخِ اسلام۔

۲۔ کُنہُ الاخبار (۵ جلد)۔ تاریخِ انبیاء و سلاطینِ عثمانی۔

۳۔ مرأۃُ العوالم۔ تاریخِ انبیاء۔

۴۔ ہفت داستان۔ سُلیمان اوّل کے آخری ایّام اور سلیم ثانی کے ابتدائی سالوں کی تاریخ۔

۵۔ نصرت نامہ۔ ایران و ترکی کی ایک جنگ کی تفصیل۔

۶۔ مناقب ہنروراں۔ مشہور خوش نویسوں، نقاشوں اور جلد سازوں کے حالات۔

۷۔ حالات القاہرہ۔

(انگ۔ ج۔ ۱۔ ص ۳۸۰)

۳۸۷۔ عماد الدین (۱۱۲۵۔ ۱۲۰۱ء)

عماد الدین ابو عبداللہ محمد بن محمد بن حامد بن عبداللہ بن علی الکاتب الاصفہانی، مختلف شاہوں کے دربار میں رہا۔ بغداد۔ موصل۔ اصفہان وغیرہ میں تعلیم پائی۔ آخر عمر میں صلاح الدین ایوبی کے ہاں چلا گیا۔ اور اُسکی وفات کے بعد گوشہ نشین ہوگیا۔ تصانیف :۔

۱۔ اخبار الدولۃ السلجوقیۃ۔

۲۔ الفتح القسی فی الفتح القدسی۔ فتح بیت المقدس کی تفصیل۔

۳۔ خریدۃ القصر۔ شعراء کا تذکرہ۔ جو ابوالمعالی سعد بن علی الحظیری الوراق کی کتاب زینۃ الدہر کی ذیل ہے۔ مصنف نے خریدہ کا ایک تکملہ کتاب السیل کے نام سے لکھا تھا۔

۴۔ البرق الشامی۔ یہ عراق و شام کا سفر نامہ بھی ہے اور صلاح الدین ایوبی کی تاریخ بھی۔

(علمائے اسلام۔ ص ۱۰۵)

۳۸۸۔ عمر بن شبہ بصری (۸۷۶ء)

بنو نمیر کا مولیٰ۔ شاعر۔ فقیہ اور اخباری۔ جس نے نوے برس کی عمر پائی اور بغداد میں فوت ہوا۔ تصانیف :۔

۱۔ کتاب التاریخ۔

۲۔ کتاب الکوفۃ۔

۳۔ کتاب البصرۃ۔

۴۔ کتاب امراءِ المدینۃ۔

۵۔ کتاب امراءِ مکۃ۔

۶۔ کتاب اخبارِ المنصور۔

۷۔ کتاب السُّلطان۔

۸۔ کتاب مقتلِ عثمان۔

۹۔ کتاب اخبارِ بنی نُمیر۔

۱۰۔ کتاب النسب۔

۱۱۔ کتاب الکُتّاب۔

۱۲۔ کتاب الاغانی۔

۱۳۔ کتاب الشعر والشعراء۔

۱۴۔ کتاب امراءِ الکوفۃ۔

۱۵۔ کتاب امراءِ البصرۃ۔ (فہرست۔ صـ۱۷۰)

۳۸۹۔ العمّی

احمد بن ابراہیم بن مُعلّیٰ بن اسد، اہواز میں پیدا ہُوا۔ اور بحیثیتِ مؤرّخ بڑی شُہرت حاصِل کی۔ اِس کا دادا اتابکانِ زنگی (۱۱۲۸ - ۱۲۵۰ء) کا درباری تھا۔ تصانیف :۔

۱۔ کتاب التاریخ الکبیر۔

۲- کتاب التاریخ الصغیر۔

۳- کتاب اخبارِ صاحب الزنج۔

۴- کتاب المفِرَق۔

۵- کتاب مناقبِ علیؓ۔

۶- کتاب السیدِ الحمیری۔

۷- کتاب عجائب العالم۔

(معجم الادباء۔ ج۔۱۔ ص۲۷۶)

۳۹۰۔ عنایتُ اللہ دہلوی (۱۸۶۹۔ ۱۹۴۳ء)

شمس العلماء مولوی ذکاءُ اللہ (دُک شمارہ ۲۷۷) کے فرزند۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں علی گڑھ سے بی۔ اے کرنے کے بعد علی گڑھ یونیورسٹی میں کتابدار مقرر ہو گئے۔ سنہ ۱۹۰۰ء سے سنہ ۱۹۱۴ء تک سیشن جج جونپور کے آفس سپرنٹنڈنٹ رہے۔ سنہ ۱۹۱۵ء سے ریاست گوالیار میں انڈر سیکرٹری فنانس مقرر ہو گئے۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں دار الترجمہ عثمانیہ سے وابستہ ہو گئے اور چودہ برس تک وہاں رہے۔ آپ کی تربت ڈیرہ دُون میں ہے۔

آپ کو تاریخ سے گہرا لگاؤ تھا اور آپ کی بیشتر تصانیف اور تراجم تاریخی ہیں۔ چند نام یہ ہیں:۔

۱۔ تذکرۂ بیرُونی۔

۲- قدیم عرب کا تمدن۔

۳- یُونان کا دورِ عرُوج۔

۴- یُونانی سلطنت۔

۵۔ تیمور۔

۶۔ چنگیز۔

۷۔ صلاح الدین رح۔

۸۔ حیاتِ سقراط۔

۹۔ فسطنطین۔

۱۰۔ جاپان کا تعلیمی نظم ونسق۔

۱۱۔ اندلس کا تاریخی جغرافیہ۔ یعنی اندلس میں قبائل عرب کی آمد۔ اسلام سے پہلے کے باشندے اور تمام چھوٹے بڑے شہروں کی تاریخ۔

۱۲۔ عبرت نامۂ اندلس۔ ڈاٹن ہارٹ ڈوزی کی تاریخِ مسلمانانِ اندلس کا ترجمہ۔

۱۳۔ تاریخِ ادبیاتِ عرب۔ نکلسن کا ترجمہ۔ لیکن یہ کتاب کہیں دیکھنے میں نہیں آئی۔

۱۴۔ نفح الطیب۔ مقری کا اردو ترجمہ۔

۱۵۔ تاریخ منگول۔ ہنری ہوورتھ کا ترجمہ۔

(نقوش۔ شخصیات۔ ص۱۴۳۔ مقدمۂ اندلس کا تاریخی جغرافیہ۔ طبع دکن ۱۹۲۷ء)

۳۹۱۔ عنایت خان محمد طاہر بن ظفر خان بن خواجہ ابو الحسن (۱۶۶۶ء)

اس کا والد جہانگیر کا وزیر تھا۔ شاہ جہان کے زمانے میں پہلے عاملِ کابل اور پھر عاملِ کشمیر مقرر ہوا۔ اس نے گلگت فتح کیا۔ عنایت خان بھی شاہجہان کا ندیم بن گیا تھا۔ اس کی وفات کشمیر میں ہوئی۔ اسکی تصانیف:۔

۱- شاہجہان نامہ۔ اس کے بیشتر واقعات عبدالحمید لاہوری کے بادشاہ نامہ سے ماخوذ ہیں۔ یہ ۱۶۵۸ء (اورنگ زیب کا سالِ جلوس) تک کی تاریخ ہے۔

۲- دیوان۔

۳- تین مثنویاں۔

(ایلیٹ کی ہسٹری آف انڈیا۔ شاہجہان۔ صہ ۷۹)

۳۹۲۔ عوانہ (۷۶۴ء یا ۷۷۰ء)

عوانہ بن الحکم بن عوانہ بن عیاض الکلبی، کوفہ کا ایک اندھا شاعر۔ نسّاب اور داستان گو، سیرۃ معاویہ و تاریخِ امیّہ کا مصنّف۔ گو یہ کتابیں ناپید ہو چکی ہیں۔ لیکن طبری نے اپنی تاریخ میں تاریخِ امیّہ کے اکادن اقتباسات دیئے ہیں اور بلاذری نے بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔

(انگ۔ ج۔ ۱۔ صہ ۷۶۰)

۳۹۳۔ عوفی (۱۲۳۹ء - زندہ)

محمد بن محمد سدیدالدین بخاری، عبدالرحمانؓ بن عوف کی پشت سے تھا اور اسی بنا پر عوفی کہلاتا تھا۔ اسے سیاحت کا بہت شوق تھا یہ سنہ ۱۲۰۱ء میں سمرقند، سنہ ۱۲۰۳ء میں خوارزم، سنہ ۱۲۰۶ء میں نیشاپور اور پھر ہرات گیا۔ سنہ ۱۲۱۵ء کے قریب ہندوستان میں وارد ہوا اور ناصرالدین قباچہ (جو غوریوں کے زوال کے بعد سندھ کا بادشاہ بن گیا تھا اور سنہ ۱۲۲۸ء میں اسے بھکر کے مقام پر التمش نے شکست دی تھی) کے وزیر عین الملک فخرالدین الحسین کے ہاں پہنچا۔ اس کی مشہور کتاب لباب الالباب (تذکرۂ شعرا) اسی وزیر کی

طرف منسوب ہے۔ عوفی دہلی بھی گیا تھا۔ (رضیہ کے دورِ حکومت میں)۔ اِس کی ایک اور کتاب جوامع الحکایات ہے۔ اِس میں شاہانِ ایران کی دو ہزار تاریخی حکایات ہیں۔

(رانگ۔ ج۔ ا۔ صـ ۶۶۴)

۳۹۴۔ العیاشی (۸۳۹ء۔ زندہ)

ابوالنصر محمد بن مسعود بن محمد بن عیاش التمیمی، سمرقند میں پیدا ہوا۔ اِس کی شہرت فقیہہ و محدث کی حیثیت سے ہے۔ ۲۰۸ کتابوں کا مصنف۔ اِن میں سے کچھ تاریخی بھی ہیں۔ یعنی:۔

۱۔ کتاب سیرۃ ابی بکرؓ۔

۲۔ کتاب سیرۃ عمرؓ۔

۳۔ کتاب سیرۃ عثمانؓ۔

۴۔ کتاب سیرۃ معاویہؓ۔

(فہرست۔ صـ ۲۹۱)

۳۹۵۔ العیدروس (۱۵۷۰۔ ۱۶۲۸ء)

محی الدین عبدالقادر احمد آبادی کے اسلاف یمن سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ خود احمد آباد گجرات میں پیدا ہوا۔ اِس کی تصانیف:۔

۱۔ النور السافر عن اخبار القرن العاشر۔ اِس میں سنہ ۱۴۹۵ء سے سنہ ۱۵۹۱ء تک کے تاریخی واقعات اور چند علما مثلاً سخاوی، سیوطی، ابن سویدا گجراتی۔ (محدث۔ م۔ ۱۵۱۳ء)، احمد بن محمد القسطلانی (المواہب اللدنیہ کا مصنف۔ م ۱۵۱۷ء) ابن الحجر الہیتمی وغیرہ

کے تراجم درج ہیں۔

۲۔ اتحاف ۔ سیرۃِ رسُول پر۔

۳۔ الروض الناظر فی مَن اِسمُہٗ عبدالقادر۔ اِس میں چالیس عبدالقادروں کے سوانح ہیں۔

۴۔ رسالۃٌ فی مناقِب البخاری۔

(زُبید۔ صـ ۱۴۹)

ایک اور عیدَروُس وجیہہ الدین ابوالمراحم عبدالرحمان بن مُصطفیٰ المصری (۱۷۷۸ء) ہے۔ مُرقّعۃ الفقہاء و مرقعۃ الصُوفیاء کا مصنّف۔

(عقود۔ صـ ۳۳۵)

۳۹۶۔ عَینی (۱۳۶۱ - ۱۴۵۱ء)

بدرالدّین محمود بن احمد بن موسیٰ الحنفی، حَلَب کی ایک نواحی بستی عَیْنتاب میں پیدا ہُوا۔ حَلَب۔ دمشق۔ حجاز اور قاہرہ میں تعلیم پائی اور مِصر میں فوت ہُوا۔

تصانیف:۔

۱۔ تاریخُ الاکاسِرۃ۔

۲۔ طبقاتُ الشعراء۔

۳۔ شرحِ ہدایہ۔

۴۔ عُمدۃ القاری۔ شرحِ بخاری۔

(اللباب۔ صـ ۵۰، ۸۲)

غ

۳۹۷۔ غالب۔ اسد اللہ خان (۱۷۹۶۔۱۸۶۹ء)

غالب آگرہ میں پیدا ہوا۔ پندرہ برس کی عمر میں دہلی چلا گیا اور تا مرگ وہیں رہا۔ گو آپ کی شہرت شاعری کی وجہ سے ہے لیکن دو تاریخی کتابوں کے بھی مصنف تھے۔ یعنی:۔

۱۔ دستنبو۔ تاریخِ غدر۔

۲۔ مہر نیم روز۔ مغلوں کی نامکمّل تاریخ۔

باقی تصانیف:۔

عودِ ہندی۔ سبدِ چین۔ لطائفِ غیبی۔ اُردوئے مُعلّٰی۔ پنج آہنگ۔ قاطعِ بُرہان۔ دیوانِ اُردو و فارسی۔

(تاریخِ ادبِ اُردو۔ صفحہ ۴۲۳)

۳۹۸۔ غفاری (۱۵۶۷ء)

احمد بن محمد غفّاری قزوین میں پیدا ہوا۔ ایک شافعی عالم امام نجم الدّین عبد الغفّار (۱۲۶۶ء) کی پشت سے تھا اور اِسی بنا پر غفاری کہلاتا تھا۔ یہ قزوین کا قاضی بھی رہا۔

تصانیف:۔

۱۔ نسخِ جہاں آراء۔ مختلف فرمانروا سِلسلوں کی تاریخ تا ۱۵۶۴ء۔

۲۔ نگارستان۔ تاریخی حکایات۔

(اِنگ۔ ج۔ ۲۔ صـ ۹۹۴)

۳۹۹۔ غلام حسین خان طباطبائی (۱۷۲۷۔ ۱۸۱۵ء)

مولد: دہلی۔ بعد از تعلیم شجاع الدولہ (ناظمِ بنگال) کے ہاں چلا گیا۔ لیکن وہاں اِس پر غدّاری کا شبہ ہوا۔ اور یہ بھاگ کر بنارس جا پہنچا۔ اِفلاس اسے کبھی انگریزوں اور کبھی مُلکی حکمرانوں کا ساتھ دینے پر مجبُور کرتا رہا۔

تصانیف:۔

۱۔ سِیَرُ المتاخرین۔ تاریخِ ہند از ۱۷۰۷ء تا ۱۷۸۱ء۔ طبع کلکتہ ۱۸۳۶ء۔ طبع لکھنؤ ۱۸۶۶ء۔

۲۔ شرحِ رُومی۔

(اِنگ۔ ج۔ ۲۔ صـ ۱۰۹۱)

۴۰۰۔ غلام حسین خان سلیم (۱۷۸۸ء۔ زندہ)

مولد: بارہ بنکی (اودھ) کی ایک بستی زید پور۔ بعد از تعلیم یہ بنگال میں ایسٹ اِنڈیا کمپنی کے تحت پوسٹ ماسٹر لگ گیا۔ اِس نے بنگال کی تاریخ ریاض السّلاطین کے نام سے لکھی۔ جو ۱۸۹۰ء میں کلکتہ سے شائع ہوئی۔

(اِنگ۔ ج۔ ۲۔ صـ ۱۰۹۲)

۴۰۱۔ غلام رسُول مہر (۱۸۹۵۔ ۱۹۶۸ء۔ زندہ)

مولد: پھُول پُور۔ جالندھر سے پانچ میل جنوب میں ایک گاؤں۔ جہاں چودھری محمد علی خان (آپ کا والد) ایک ممتاز زمیندار تھا۔ آپ نے جالندھر سے میٹرک اور

اِسلامیہ کالج لاہور سے بی۔ اے کیا۔ ۱۹۲۱ء میں زمیندار (اخبار) سے مُنسلک ہو گئے اور ۱۹۲۷ء میں اپنا اخبار (انقلاب) نکالا۔ جو ۱۹۴۹ء تک جاری رہا۔ ۱۹۵۰ء میں چند ماہ کے لیئے آفاق کے مدیر بھی رہے۔ اُس کے بعد ہمہ تن تالیف و ترجمہ میں مصرُوف ہو گئے۔ آپ ایک سَو سے زائد کتابیں لکھ چکے ہیں۔ اِن میں سے کچھ طبع زاد ہیں اور کچھ تراجم۔ چند نام یہ ہیں:۔

۱۔ سیرتِ سیّد احمد بریلوی۔ سیّد صاحب کے جہاد کی تفصیل اور اُس دَور کی تاریخ۔

۲۔ سَرگذشتِ مجاہدین۔ سیّد احمد بریلوی کے مجاہدین کے حالات۔

۳۔ جماعتِ مجاہدین۔ سیّد احمد بریلوی کے مجاہدین کے حالات۔

۴۔ ۱۸۵۷ء کے مجاہد۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی تفصیل۔

۵۔ تاریخِ شام۔ انگریزی سے ترجمہ۔

۶۔ تاریخِ لبنان۔ انگریزی سے ترجمہ۔

۷۔ تاریخِ عالم۔ اِنسائیکلوپیڈیا۔ تین جلد۔ انگریزی سے ترجمہ۔

۸۔ ۱۸۵۷ء۔ یہ کتاب نمبر ۴ سے جُداگانہ ہے۔

۹۔ جنگِ عظیم (ترجمہ)۔ دُوسری جنگ کی تاریخ۔

۱۰۔ مختصر تاریخِ اِسلام۔ ابتدائے اِسلام سے اب تک کی تاریخ۔

۱۱۔ قسطنطنیہ۔ (ترجمہ)۔ تاریخِ قسطنطنیہ۔ اصل کتاب ہیرلڈ ولیم کی ہے۔

۱۲۔ وُہ لوگ جنھوں نے دُنیا بدل ڈالی۔ (ترجمہ) ممتاز موجدوں کے حالات۔

۱۳۔ وُہ کتابیں جنھوں نے دُنیا بدل ڈالی۔ (ترجمہ) سولہ بڑی بڑی کتابوں

کا تعارف۔

۱۴۔ سائنس دان جنھوں نے دُنیا بدل ڈالی۔ (ترجمہ) سترہ ممتاز سائنسدانوں کے حالات۔

۱۵۔ تاریخِ تہذیب (ترجمہ)۔ آغاز سے ۱۸۰۰ء تک تہذیب کی کتاب۔

۱۶۔ امام ابن تیمیہؒ۔ امام کے سوانح۔

۱۷۔ سیرت النبی۔ ابنِ ہشام (عربی) کا ترجمہ۔

۱۸۔ سرورِ عالم۔ سیرتِ رسولؐ۔

وغیرہ وغیرہ۔

(آپ کا مفصل خط میرے نام۔ محررۂ ۱۱۔ اپریل ۱۹۶۶ء)

۴۰۲۔ غلام سرور۔ ڈاکٹر (۱۹۶۸ء۔ زندہ)

غلام سرور چکوال (تحصیل) کے ایک گاؤں کا رس میں پیدا ہوا۔ گورنمنٹ ہائی سکول چکوال سے میٹرک کیا۔ میں اُن دنوں اِسی ہائی سکول میں مُعلّمِ فارسی تھا۔ سرور مجھ سے دو تین برس (۱۹۲۲۔۱۹۲۶ء کے درمیان) پڑھتا رہا۔ وہاں سے علیگڑھ چلا گیا۔ ایم۔ اے فارسی کے بعد وہیں لیکچرار مقرر ہو گیا۔ اسماعیل صفوی پہ مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ لی۔ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۴۷ء تک علیگڑھ میں رہا اور پھر کراچی یونیورسٹی میں فارسی کا پروفیسر بن کر آ گیا۔ آج کل کراچی میں ہے۔ غلام سرور میرے اُن شاگردوں میں سے ہے جن کے علم و فضل پر مَیں نازاں ہوں۔ سرور ایک بلند پایہ محقّق ہے اور کوئی ڈیڑھ درجن کتابوں کا مصنف۔ چند نام:۔

۱۔ تاریخِ ایرانِ قدیم۔

۲- تاریخِ زبانِ فارسی۔

۳- تاریخِ ایران (دورۂ اسلام)۔

۴- تاریخِ شعرِ فارسی۔

۵- تاریخِ نثرِ فارسی۔

۶- فرخی یزدی۔ وغیرہ وغیرہ۔

۳۰۴- غلام سرور مفتی لاہوری۔ (۱۸۲۸ - ۱۸۹۰ء)

آپ کا گھر موچی دروازے کے اندر حویلی میاں خان کے قریب تھا۔ والد کا نام مفتی غلام محمد۔ بہاء الدین زکریا ملتانی کی پشت سے تھے۔ بعد از تعلیم آپ تصنیف و تالیف میں مصروف ہو گئے۔ اور متعدد کتابیں لکھیں۔ مثلاً:۔

۱- بہارستانِ تاریخ۔ اس کے تین حصے ہیں۔ پہلے میں ہندو راجوں، دوسرے میں مسلم سلاطین اور تیسرے میں انگریزوں کا ذکر ہے۔ ۱۸۷۵ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔

۲- تاریخِ مخزنِ پنجاب۔ اس میں پنجاب کی آبادی، جغرافیہ، تاریخی عمارات، مذاہب، تاریخِ لاہور، صوفیاء، مساجد، مزارات اور فقیر خاندان کا ذکر ہے۔

۳- خزینۃ الاصفیاء۔ صوفیاء، علماء، شعراء، خلفاء، سلاطین و ائمہ کا تذکرہ تقریباً بارہ سو صفحات۔

۴- حدیقۃ الاولیاء۔ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقش بندیہ اولیاء کا تذکرہ۔

۵۔ مدینۃ الاولیاء ۔ تیرہ سو صفحات کا تذکرۂ اولیاء۔

۶۔ مناقب غوثیہ ۔ محمد صادق شیبانی کی تصنیف کا ترجمہ۔

۷۔ لغات سروری۔

۸۔ جامع اللغات ۔

۹۔ کلیات۔

۱۰۔ دیوان۔

(نقوش۔لاہور نمبر۔ ص۹۸۵)

۴۰۴۔ غمگین (۱۷۹۰-۱۸۴۹ء)

عبدالقادر خان غمگین بن محمد اکرم بن محمد اسلم بن احمد رامپور میں پیدا ہوا۔ اس کا پڑدادا (احمد) محمد شاہ کے عہد میں ہرات سے آیا تھا۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد عبدالقادر خان ایک تھانے میں تیس روپے ماہوار پر ملازم ہو گیا۔ پھر امروہہ میں تبدیلی ہوئی۔ بعد ازاں ڈھاکہ میں بہتر ملازمت مل گئی۔ مرشد آباد اور لکھنؤ میں بھی رہا۔ انشاء اللہ خان اور مصحفی سے بارہا ملا۔ ۱۸۱۴ء کو دہلی کی ایک عدالت میں سررشتہ دار لگ گیا۔ اور وہاں مفتی صدرالدین سے بھی ملتا رہا۔

اس کی تصانیف :-

۱۔ تاریخ اجمیر و مارواڑ۔

۲۔ ہشت ورقی۔ بدھشٹر سے عالم شاہ ثانی تک کی تاریخ۔

۳۔ علمائے رامپور و بنگال کے حالات۔

۴۔ دہلی کے اولیاء و علماء

۵۔ اکابرِ ڈھاکہ۔

۶۔ حکایاتِ بزرگاں۔

۷۔ سہوِ اقلامِ علمائے اعلام۔

۸۔ ذاتی حالات۔ وغیرہ۔

(نقوش۔ آپ بیتی۔ صٹ)

ف

۴۰۵ - الفارِقی (۱۱۷۷ء - زندہ)

قاضی احمد بن یُوسف بن علی بن ارزق الفارقی دیار بکر کے ایک شہر مَیاّ فارِقین سے تعلق رکھتا تھا۔ اِس نے تاریخِ میاّ فارِقین و آمِد لکھّی تھی۔ اِس کا ایک نسخہ برطانوی میوزیم میں موجود ہے۔

(الزیادات علی معجم الالقاب - صہ)

۴۰۶ - الفاسی (۱۳۷۳ - ۱۴۲۹ء)

تقی الدین محمد بن احمد بن علی الفاسی المکّیّ الحَسَنیّ المالکی، مراکش میں پیدا ہُوا۔ ابنِ خلدُون اور ابن فرحُون جیسے عُلما سے مِصر و مدینہ میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۴۰۵ء میں قاضیٔ مکّہ مقرر ہوا۔ اور وفات سے چار برس پہلے نظر کھو بیٹھا۔ تصانیف:-

۱۔ شِفاءُ الغَرام بِاَخبارِ البلدِ الحرام۔ (طبعِ قاہرہ ۱۹۵۶ء)

اِس میں مکّہ کا جُغرافیہ۔ مقاماتِ مقدسہ۔ مکّہ کی قدیم تاریخ اور تاریخی واقعات کا ذِکر ہے۔

۲۔ العِقدُ الثمّین فی تاریخ البلد الامین۔ سیرتِ رسُولؐ۔ اکابرِ مکّہ اور مکّہ کے تمام احمدوں اور محمدوں کا ذِکر ہے۔ یہ قاہرہ سے ۱۸۷۳ء میں اور

مکہ سے ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی۔

۳۔ منتخب المختار۔ ابن النجار نے تاریخ بغداد کی ذیل لکھی تھی۔ اس میں ابن رافع نے کچھ اضافہ کیا۔ الفاسی نے اس اضافہ کا اختصار کیا تھا۔ اسی اختصار کا نام منتخب المختار ہے۔

۴۔ ابن نقطہ (شمار ۱۲۵) کی تقیید (رجال) کی ذیل لکھی۔

(رنگ۔ ج۔۲۔ ص ۸۲۹)

۴۰۷۔ فخری۔ سلطان محمد بن امیری۔

ہرات میں پیدا ہوا۔ اسماعیل صفوی (۱۵۰۲-۱۵۲۴ء) کا معاصر تھا۔ ایک مرتبہ سندھ میں بھی آیا۔ اس نے متعدد کتابیں لکھیں۔ مثلاً:۔

۱۔ روضۃ السلاطین۔ سنجر۔ طغرل۔ سلاطین جغتائی اور بعض ملوک ہند کے حالات۔ نیز کلام۔ کچھ دیگر شعراء کا بھی ذکر ہے۔ کل ۴۷ شعراء۔

۲۔ جواہر العجائب۔ ۲۶ فارسی شاعرات کا ذکر۔

۳۔ لطائف نامہ۔ مجالس النفائس (علی شیر نوائی) کا فارسی ترجمہ۔ ۳۸۵ شعراء کا تذکرہ۔

۴۔ تحفۃ الحبیب۔ انتخاب کلام۔

(ارمغان شفیع۔ ص ۱)

۴۰۸۔ فرشتہ (۱۵۷۰-۱۶۲۹ء)

محمد قاسم بن غلام علی ہندو شاہ استر آبادی کے والد استر آباد سے آئے تھے۔ (استر آباد بحیرۂ کیسپئن کے کنارے طبرستان کا ایک شہر)۔ اس وقت قاسم بچہ تھا۔ غلام علی احمد نگر

میں مقیم ہو گیا۔ ۱۵۸۹ء میں قاسم بیجاپور چلا گیا۔ اور وہاں ابراہیم عادل شاہ کا ملازم ہو گیا۔ وہاں اس نے وہ مشہور کتاب لکھی، جس کا اصلی نام گلشنِ ابراہیمی تھا۔ لیکن تاریخِ فرشتہ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ اس میں ہندو تاریخ، راجایانِ ہند، سلاطینِ اسلام (از غزنوی تا عہدِ فرشتہ) اور مشائخِ ہند کا ذکر ہے۔

(انگ۔ ج۔ ۲۔ ص۹۲۰)

۴۰۹۔ اَلفرغانی۔

یہ دو تاریخ نگاروں کا نام ہے۔ اوّل: ابو محمد عبداللہ بن احمد بن جعفر (۸۹۵-۹۷۲ء)۔ دوم: اس کا لڑکا ابو منصور احمد بن عبداللہ (۹۳۶-۱۰۰۷ء)۔ یہ دونوں مؤرخ تھے۔ فرغانہ کے رہنے والے۔ فرغانہ ماوراءالنہر کی ایک تین سو میل لمبی وادی کا نام ہے۔ جہاں سے بابر اُٹھا تھا۔ اس کے مشہور شہر خوقند و خجند ہیں۔ ۱۸۷۶ء میں اس پر رُوس قابض ہو گیا تھا۔ باپ نے تاریخِ طبری کی ذیل صلہ کے نام سے لکھی تھی۔ بیٹے نے اس میں صلۃ الصلۃ کے عنوان سے اضافہ کیا۔ بیٹے نے کافور اخشیدی اور العزیز فاطمی کی تاریخ بھی لکھی تھی۔

(انگ۔ ج۔ ۲۔ ص۹۳ء)

۴۱۰۔ اَلفزاری (۷۰۰ء)

ابراہیم بن محمد بن ابی حصین، کوفہ کے رہنے والے، اعمش کے شاگرد، سُفیان ثوری کے اُستاد اور کتاب فی الاخبار والاحداث کے مصنف۔ آپ کے درس میں صرف وُہی لوگ شامل ہو سکتے تھے جو شاہی درباروں سے دُور رہتے تھے۔ فزارہ، قبیلۂ غطفان کی ایک شاخ کا نام تھا۔

(معجم الادباء۔ ج۔ ۱۔ ص۲۸۶)

۴۱۱ - فشتالی (۱۵۴۹ - ۱۶۲۱ء)

عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم الصنہاجی الفشتالی، مراکش کا ایک مؤرخ - المقری کا دوست اور شاعر - جس نے شرفائے حسنی (مراکش) کی تاریخ 'مناہل الصفا فی اخبار الملوک الشرفاء' کے نام سے لکھی تھی -

(رانگ - ج - ۱ - ص ۴۸)

۴۱۲ - فوق (۱۸۸۷ - ۱۹۴۵ء)

منشی محمد دین فوق بن لدھا خان، سیالکوٹ کے ایک گاؤں کوٹلی ہرنارائن میں پیدا ہوا - والد کشمیر میں سررشتہ دار تھا - ابتدائی تعلیم جالکے میں حاصل کی اور پھر گوجرانوالہ کے کسی سکول میں پڑھاتا رہا - سنہ ۱۹۰۱ء میں "پنجۂ فولاد" جاری کیا جو پانچ سال تک چلتا رہا - سنہ ۱۹۰۶ء میں کشمیری میگزین نکالا جو سنہ ۱۹۳۴ء تک زندہ رہا - فوق نے درجنوں کتابیں لکھیں - اُن میں تاریخی و سوانحی یہ ہیں :-

۱- تاریخ کشمیر - ۳ جلد -

۲- تاریخ حریت اسلام -

۳- تاریخ اقوام کشمیر -

۴- تاریخ سلطان زین العابدین -

۵- تاریخ اقوام پونچھ -

۶- تاریخ شالامار -

۷- تذکرۂ نورجہان و جہانگیر -

۸- تذکرۂ ابراہیم ادہم

۹- تذکرۂ سعد زغلول پاشا۔

۱۰- تذکرۂ تان سین۔

۱۱- تذکرۂ راجہ بیربر۔

۱۲- تذکرۂ بُدھ۔

۱۳- تذکرۂ محمد بن قاسم۔

۱۴- تذکرۂ راجہ ٹوڈرمل۔

۱۵- تذکرۂ غلام پہلوان۔

۱۶- بتانِ حرم۔ یعنی مُغل بادشاہوں کی ہندو رانیاں۔

۱۷- سوانحِ مُلّا عبدالحکیم سیالکوٹی۔

۱۸- تذکرۂ خواتینِ دکن۔

۱۹- تذکرۂ جمال الدین افغانی۔

۲۰- حیاتِ رُومی۔

۲۱- تذکرۂ صُوفیائے لاہور۔

۲۲- تذکرۂ عُلماء و مشائخ لاہور۔

۲۳- تذکرۂ شمس تبریز۔

۲۴- تذکرۂ غنی کاشمیری۔

۲۵- تذکرۂ خواتینِ کشمیر۔

۲۶- تذکرۂ خواتینِ ہند۔

۲۷- حیاتِ فرشتہ۔

۲۸- حیاتِ داتا گنج بخش رح

۲۹- تذکرۂ صالحین۔

کُل ۹۵ کتابوں کا مصنّف۔

(نقوش۔ لاہور نمبر۔ ص ۹۹۷)

۳۱۴- فیروز آبادی (۱۳۲۹-۱۴۱۴ء)

مجد الدین ابوطاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم، شیراز کے قریب ایک قصبے فیروز آباد میں پیدا ہوا۔ آٹھ سال کی عمر میں شیراز پہنچا۔ مختلف اساتذہ سے فیض حاصل کیا۔ عراق۔ مصر اور رُوم کی درس گاہوں میں بھی رہا۔ ۱۲۹۶ء میں یمن کا قاضی مقرر ہوا۔ اِس منصب پر بیس سال رہا۔ اور زبید (یمن) میں وفات پائی۔ تصانیف:۔

۱- نزہتہ الاذہان۔ تاریخِ اصفہان۔

۲- طبقات الحنفیہ۔

۳- طبقات الشافعیہ۔

۴- روضۃ الناظر۔ غوثِ اعظم رح کے سوانح۔

۵- التحفۃ العنبریۃ۔ سیرتِ رسول صلعم۔

۶- البُلغۃ۔ ائمۂ نحو و لغت کے سوانح۔

۷- القاموس المحیط۔ عربی لغات۔

(عقود۔ ص ۳۰۱)

ق

۱۴ا ہ ۔ قانعی ۔

میر سید علی قانعی کاشان سے تعلق رکھتا تھا ۔ یہ ہندوستان میں بھی آیا اور یہیں اُس نے تاریخِ مظفّر شاہی لکھی ۔ اِس میں سُلطان مظفّر کی تاریخ اور سُلطان محمُود سے اِس کی جنگ کی تفصیل ہے ۔

کسی زمانے میں سلاطین کا ایک سِلسلہ مالوہ پر حکومت کیا کرتا تھا ۔ اِن میں سے ایک کا نام ناصر الدین شاہ تھا ۔ اِس کی وفات (۱۵۰۰ء) کے بعد اِس کا بیٹا محمُود مسندنشین ہوا ۔ اِس نے بیس سال حکومت کی ۔ چونکہ ظالم تھا ۔ اِس لیئے اِس پر احمد آباد گجرات کے سُلطان، مظفّر نے حملہ کیا اور اِسے شکست دے کر مالوہ پر قبضہ کر لیا ۔ اِس کتاب میں اِس جنگ کی بھی تفصیل موجود ہے ۔

(مقدمۂ تاریخِ مظفّر شاہی ۔ از ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی ۔ طبع دہلی ۱۹۴۶ء)

۵ا ہ ۔ قزوینی ۔ محمد امین بن ابُوالحسن (ابُوالحسین) ۔

شاہ جہان کا درباری عالم تھا ۔ اِس نے شاہجہان کی فرمائش پر بادشاہ نامہ لکھا ۔ جس میں شاہ جہان کی تاریخ اُس کی ولادت سے دسویں سالِ جلوس تک ہے ۔ یہ کتاب اِس نے بارھویں سالِ جلوس میں بخدمتِ شاہ پیش کی تھی ۔ آخرِ کتاب میں شاہجہانی اعیان و عُلماء کا بھی ذکر ہے ۔ (ہسٹری آف انڈیا ۔ ایلیٹ ۔ "شاہجہان" ۔)

۱۶ا۔ قطبُ الدّین (۱۵۱۱ - ۱۵۸۲ء)

قطبُ الدّین احمد بن علاءُ الدّین احمد النّہروانی مکّہ میں پیدا ہُوا۔ مِصر وغیرہ میں تعلیم پائی۔ اور پھر مکّہ میں تدریس و اِفتا کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔ آپ نے دو تاریخی کتابیں لکھیں:۔

اوّل:۔ الاِعلام بِاَعلامِ بیتِ اللہِ الحرام۔ اِس میں مکّہ کی تاریخ، الکعبہ کی تعمیر و توسیع اور مکّہ کے تاریخی مقامات کا ذِکر ہے۔

دوم:۔ البرقُ الیمانی فی الفتحِ العثمانی۔ اِس میں یمن کی تاریخ ہے عُثمانی تسلُّط سے سُلطان سلیم تک۔

(زُبید - ص۱۴۵)

۱۷ا۔ قُطبی (۱۳۷۳ء)

صلاح الدّین محمد بن شاکر الحلبی نے دمشق و حلب میں تعلیم پائی۔ اِس کا ذریعۂ معاش کُتب فروشی تھا۔ ابنِ حجر نے اس کا ترجمہ دُرر کامنہ میں کیا ہے۔ اِس کی تصانیف:۔

۱۔ عیونُ التواریخ - چھ جلد۔

۲۔ وفیات (ابنِ خلّکان) کا تکملہ فوات الوفیات کے نام سے۔

(عُلمائے اِسلام - ص۱۱)

۱۸ا۔ اُلقُطیعی (۱۱۵۲ - ۱۲۳۷ء)

ابوالحسن محمد بن احمد بن عمر بن حسین بن خلف القطیعی، بغداد کے ایک محلّہ قطیعہ کا رہنے والا جس نے السّمعانی کی تاریخ کی ذیل دُرّۃُ الاِکلیل، کے نام سے لکھی۔ کشف میں لکھا ہے کہ اس نے ابنِ دُبیثی کی ذیل بھی لکھی تھی۔

(الزیادات علی معجم الالقاب - ص۱۷)

۴۱۹۔ اَلقُضَاعی (۱۰۶۲ء)

ابُو عبداللہ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی بن حَکمُون بن ابراہیم بن محمد بن مُسلم القُضَاعی الشافعی، قبیلۂ قُضاعہ کا فقیہہ۔ مُحدِّث اور مؤرّخ۔ یہ مِصر میں قاضی رہا اور وُہیں وفات پائی۔ اِس کی تصانیف:۔

۱۔ تواریخُ الخلفاء۔

۲۔ کتابُ الاَنباءِ عَن الاَنبیاءِ۔

(وجدی۔ ج۔ ۷۔ صہ ۸۳۷)

۴۲۰۔ قَلقَشَندِی (۱۴۱۸ء)

شہابُ الدّین ابوالعبّاس احمد بن علی بن احمد بن عبدُاللہ بن ابی غُدّہ کی شُہرت دو کتابوں کی وجہ سے ہے:۔

اوّل:۔ نہایۃُ الاَرَب فی معرفۃِ قبائِلِ العرب۔ (عربی قبائل کی تاریخ)

دوم:۔ صُبحِ الاعشیٰ۔ اِس کا موضُوع اِنشاء ہے۔ اور اِس میں مِصر و شام کے متعلّق کچھ تاریخی مواد بھی موجود ہے۔

(اِنگ۔ ج۔ ۲۔ صہ ۶۹۹)

ک

۴۲۱۔ کازرونی (۱۲۱۵ - ۱۲۹۸ء)

ظہیرالدین علی بن محمد، فارس کے ایک شہر کازرون میں پیدا ہوا۔ اور بحیثیتِ مؤرخ و محدث بڑی شہرت حاصل کی۔ اس کے حالات سُبکی۔ ذہبی۔ قاضی شہبہ اور ابنِ حجر نے قلم بند کئے ہیں۔ اس کی تاریخی تصانیف :۔

۱۔ روضۃ الادیب ۔ ۱۷ جلد۔

۲۔ مختصر التاریخ ۔ دُنیا کی تاریخ عباسیہ کے زوال تک ۔

۳۔ سیرۃ النبیؐ ۔

(حاشیۂ معجم الالقاب ۔ باب الکاف ۔ ص ۲۲۹)

۴۲۲۔ کامل الداری (۱۱۷۲ء ــــ زندہ)

کامل ابوعلی الحسن بن علی بن المفضل الداری، ہرات کی ایک نواحی بستی الدار میں پیدا ہوا۔ یہ ادیب و مؤرخ ہونے کے علاوہ طبیب بھی تھا۔ اس نے ایک تاریخی کتاب کتابُ الحوادثِ الزمانیہ کے عنوان سے لکھی ۔ جس میں ۱۱۰۷ء سے ۱۱۷۵ء تک کے واقعات ہیں۔

(معجم الالقاب ۔ (الکاف) ص ۳۹)

۴۲۳۔ کرز الدین (۱۲۱۲-۱۲۸۲ء)

کرز الدین ابو المفاخر اسحاق بن جبریل بن مردشیر الدیلمی، مؤرخ و شاعر ہونے کے علاوہ منجم بھی تھا۔ بیشتر زندگی بغداد میں گذری۔ اس کی شہرت تاریخ الملوک وسلاطین کی وجہ سے ہے۔ جس میں کچھ ادباء و منجمین کا ذکر بھی ہے۔

(معجم الالقاب۔(کاف) صـ۶۵)

۴۲۴۔ کریم الدین بن سراج الدین (۱۸۲۱-۱۸۷۹ء)

پانی پت میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد امام مسجد تھے۔ بعد از تعلیم دہلی کے ایک سکول میں اٹھارہ روپے ماہانہ پر معلم مقرر ہوئے۔ ۱۸۵۰ء میں آگرہ کالج کے پروفیسر بن گئے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد ڈائریکٹر تعلیمات۔ لاہور کے دفتر میں تالیف و ترجمہ کے کام پر لگ گئے۔ یہیں کریم اللغات لکھی۔ ۱۸۶۱ء میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس لاہور مقرر ہوئے۔ اور یہاں پندرہ سال رہے۔ ۱۸۷۶ء میں امرتسر تبدیل ہوئے اور تین سال بعد وفات پا گئے۔ آپ کی تاریخی تصانیف:۔

۱۔ تاریخ آگرہ۔

۲۔ تاریخ ہندوستان۔

۳۔ تاریخ شعرائے عرب۔

۴۔ سنین اسلام۔ یعنی زوال بغداد سے ۱۸۵۷ء تک کی تاریخ۔

۵۔ طبقات شعرائے ہند۔

۶۔ تذکرۃ النساء۔ (نامور خواتین کا تذکرہ)۔

۷۔ تاریخ ابو الفدا کا اردو ترجمہ۔

(نقوش۔ آپ بیتی صـ۵۲۴ "صحیفہ" شمارہ جولائی ۱۹۶۷ء صـ۱۳)

نوٹ: نقوش میں آپ کی ولادت ۱۷۹۴ء اور صحیفہ میں ۱۸۲۱ء درج ہے۔ چونکہ آپ سرکاری ملازمت میں ۱۸۷۶ء تک رہے ہیں اور قاعدۃً کوئی شخص پچپن برس کی عمر کے بعد سرکاری ملازمت میں نہیں رہ سکتا۔ اس لئے "صحیفہ" کی دی ہوئی عمر صحیح معلوم ہوتی ہے۔

۴۲۵۔ کمال الدین (۱۳۰۶ - زندہ)

کمال الدین ابوالطیّب احمد بن بدیع الدین ابوبکر بن عبدالغفّار البکری الزنجانی، ادیب، مؤرخ اور شاعر تھا۔ اس نے تاتاریوں کی منظوم تاریخ "شاہنامہ" کے عنوان سے لکھ کر غازان کے نام معنون کی تھی۔

(معجم الالقاب (کاف) ص۱۱۲)

۴۲۶۔ کنبوہ (۱۶۷۴ء)

محمد صالح کنبوہ بن میر عبداللہ لاہوری، شاہجہان کے میر منشی شیخ عنایت اللہ کا شاگرد و پروردہ تھا۔ اس کی شہرت دو کتابوں کی وجہ سے ہے:۔

اوّل:۔ عملِ صالح ۔ یہ شاہجہان کی مکمل تاریخ ہے ۔ از ولادت تا وفات۔ اسے پہلے بنگال ایشیاٹک سوسائٹی نے شائع کیا تھا اور اب انجمنِ ترقیِ ادب، لاہور نے۔

دوم:۔ بہارِ سخن ۔ اس کے حصۂ اوّل میں اُمراء و سلاطین کے خطوط ہیں ۔ دوم میں، ذاتی خطوط اور سوم میں آگرہ ۔ دہلی اور لاہور کی تاریخی عمارات کا تذکرہ ۔ نیز علماء و مشائخِ عہد کا ذکر ہے۔

(نقوش ۔ لاہور نمبر ۔ ص۹۶۷)

۴۲۷۔ کوکن (۱۹۱۶ء۔۱۹۶۸ء زندہ)

محمد یوسف عمری کوکن بن محمد ابراہیم بن غلام حیدر، جنوبی ارکاٹ (بھارت) کے ایک قصبے میمبور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پہ حاصل کی۔ پھر عمرآباد (شمالی ارکاٹ) کی جامعۂ دارالسلام میں داخلہ لیا۔ (غالباً اسی وجہ سے عمری کہلاتے ہیں)۔ وہاں ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۲ء تک عربی فارسی اور انگریزی کی مختلف کتابیں پڑھتے رہے۔ سنہ ۱۹۳۳ء میں مدراس یونیورسٹی سے افضل العلماء (عربی) کا امتحان پاس کیا۔ سنہ ۱۹۳۴ء میں میٹرک۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں الٰہ آباد سے انٹر۔ سنہ ۱۹۴۳ء میں مدراس سے بی۔اے اور سنہ ۱۹۴۸ء میں ایم۔اے کیا۔ ۸۔۱۹۵۷ء میں مصر کا سفر کیا۔

سنہ ۱۹۳۵ء سے سنہ ۱۹۳۷ء تک دارالمصنفین میں رہے اور بی۔اے کرنے کے بعد مختلف کالجوں میں معلم رہے۔ کچھ عرصہ فوج میں جمعداری بھی کی۔ اگست سنہ ۱۹۴۹ء میں مدراس یونیورسٹی نے انھیں جونیئر لیکچرار لگا لیا۔ اور آپ بہت جلد لیکچرار۔ پھر ریڈر، اور بعدازاں پروفیسر بن گئے۔ مجھ سے آپ کی مراسلت سنہ ۱۹۵۷ء سے ہو رہی ہے۔ اس عرصہ میں آپ اپنی متعدد تصانیف مجھے عنایت فرما چکے ہیں۔ آپ کی تصانیف:۔

۱۔ امام ابن تیمیہ۔ پونے سات سو صفحات کی یہ کتاب اُس دَور کی سیاسی و ثقافتی تاریخ اور تحقیق و تلاش کا ایک عمدہ شاہکار ہے۔ فاضل مصنف نے یہ کتاب مجھے مدراس سے بھیجی تھی۔

۲۔ عربی و فارسی ادب کرناٹک میں۔ (انگریزی)۔

۳۔ خانوادۂ قاضی بدرالدولہ۔

۴۔ مختصر تاریخِ ہند۔ مور لینڈ۔ چیٹرجی کی تاریخ کا ترجمہ اُردو۔

۵۔ باقرِ آگاہ۔ سوانح۔

۶۔ قُربی۔ سوانح۔

آپ کی تمام تصنیفات اور مُصحّحات کی تعداد بیس کے قریب ہے۔

(آپ کا مُفصّل خط محررہ ۶۔ فروری ۱۹۶۸ء)

گ

۴۲۸۔ گردیزی (۱۰۴۹ء۔ زندہ)

ابو سعید عبدالحی بن ضحاک بن محمود، گردیز (غزنی سے بائیس میل مشرق کی طرف ایک قصبہ) سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ البیرونی کا معاصر اور غالباً شاگرد بھی تھا۔ اس نے سلطان عبدالرشید غزنوی (۱۰۴۹ء۔ ۱۰۵۲ء) کے زمانے میں زین الاخبار لکھی جس میں قدیم شاہانِ ایران، خلفاء و سلاطینِ اسلام کے علاوہ تاریخِ خراسان کی بھی تفصیل موجود ہے۔ اس نے ابن المقفع، ابن خرداذبہ اور الجیہانی (الگیہانی) کی کتابوں سے بھی مدد لی۔ اس کتاب کا ایک نسخہ کیمبرج کے کنگس کالج اور ایک باڈلین لائبریری میں موجود ہے۔ اس لائبریری کی بنا آکسفورڈ کے ایک پروفیسر سر ٹامس باڈلے (۱۵۴۵۔ ۱۶۱۳ء) نے سنہ ۱۶۰۱ء میں آکسفورڈ میں ڈالی تھی۔

(انگ۔ ج۔ ۲۔ ص ۹۷۸)

۴۲۹۔ گلبدن بیگم (۱۶۰۳ء)

بابر کی بیٹی، جس نے اکبر کے کہنے پر ہمایوں نامہ میں ہمایوں کے حالات لکھے۔ اس سے ابوالفضل نے اکبر نامہ کے لئے کچھ مواد لیا تھا۔ یہ کتاب سنہ ۱۹۰۲ء میں بیورج نے انگریزی میں منتقل کر کے تعارفی دیباچے کے ساتھ لندن سے شائع کی۔ سنہ ۱۹۲۵ء میں اس کا فارسی متن لکھنؤ میں طبع ہوا۔

گلبدن نے بیاسی سال کی عمر پائی تھی۔ یہ فارسی و ترکی کی عالمہ تھی۔ شعر بھی

کہتی تھی - اِس کی تُربت آگرہ میں ہے -

(رانگ - ج - ۲ - صہ ۱۱۳۴)

ل

۴۳۰ ۔ لُطف (۱۸۰۱ء ۔ زندہ)۔

علی لُطف مرزا کا والد کاظم بیگ خان سنہ ۱۷۴۱ء میں نادر شاہ کے ہمراہ ہندوستان آیا تھا۔ اور دہلی میں آباد ہوگیا تھا۔ لُطف فارسی کا شاعر تھا۔ سنہ ۱۸۰۰ء میں اسے جان گلگرسٹ نے کلکتہ طلب کیا اور شعراء کا ایک تذکرہ لکھنے کے لیئے کہا۔ اِس تذکرہ کا نام "گُلشنِ ہند" ہے۔ یہ تذکرہ نایاب ہوگیا تھا۔ اِتفاق دیکھیئے کہ ایک روز حیدر آباد دکن کی ایک ندی میں ایک شخص کو ایک کتاب بہتی ہوئی نظر آئی۔ اُس نے پکڑلی۔ یہ تھی گُلشنِ ہند۔ جسے بابائے اُردو نے بعد میں ایک تعارفی دیباچہ کے ساتھ شائع کیا۔

(تاریخِ ادبِ اُردو ۔ صہ ۶۵۴)

۴۳۱ ۔ لُطف اللہ نیشاپوری (۱۴۱۳ء)

ایک شاعر و ادیب۔ جس نے تاریخِ شاہرُخ کے عنوان سے شاہرُخ اور اُس کے والد امیر تیمور کی مُکمّل تاریخ لکھی تھی۔ یہ سنہ ۱۴۱۳ء میں مُکمّل ہوئی اور مصنّف اسی سال فوت ہوگیا۔

(قاموس المشاہیر ۔ ج ۔ ۲ ۔ صہ ۱۶۸)

م

۳۳۲۔ مُبارکُ اللہ واضح (۱۷۸۶ء)

اِس کا والد ارادت خان عہدِ مُغلیہ میں ناظمِ اودھ تھا۔ یہ خود عالمگیر کے آخری ایّام میں اورنگ آباد کا فوجدار مقرّر ہُوا۔ یہ نعمت خان علی (دُرک بآں) کا معاصر تھا۔ اِس نے ۷۰ سال کی عمر میں ایک تاریخی کتاب جنگِ بہادر شاہی (یا مقتلُ السّلاطین) لکھی۔ جس میں وفاتِ اورنگ زیب (۱۷۰۷ء) سے ۱۷۱۳ء تک، جب فرّخ سِیر تختِ دہلی پر قابض ہُوا تھا۔ کے واقعات ہیں۔ (فہرستِ مخطوطاتِ فارسیہ۔ ص۶۶)

۳۳۳۔ مُبرّد (۸۲۶-۸۹۸ء)۔

محمد بن یزید بن عبدالاکبر بن عُمیر بن غسّان الازدی البصری، مازنی[1] و جرمی[2] کا شاگرد، اور محمد بن یحییٰ الصّولی کا اُستاد۔ جس کی ساری زندگی تدریس و تصنیف میں گذری اور بغداد میں وفات پائی۔ اندازاً چالیس کتابوں کا مصنف۔ جن میں سے چند نام یہ ہیں :۔

۱۔ کتابُ الکامل ۔ یہ ایک اَدبی کتاب ہے۔ لیکن تاریخی مواد سے لبریز۔

---

[1] مازنی ۔ ابو عثمان بکر بن محمد بن حبیب عہدِ واثق کا ایک ادیب جس کا تعلق بنو مازن سے تھا۔

[2] جرمی ۔ ابو عمر صالح بن اسحاق، اصمعی کا شاگرد تھا۔ اور یمن کے ایک قبیلے جرم سے تعلق رکھتا تھا۔

اِس میں متعدد شعراء کے تراجم اور ایّام العرب کی تفصیل ہے۔

۲۔ کتابُ طبقاتِ النحویین البصریین و اخبارہم۔

۳۔ کتابُ قحطان و عدنان۔

۴۔ کتابُ القوافی۔

۵۔ کتاب المذکّر و المؤنّث۔

۶۔ اعراب القرآن۔

۷۔ کتابُ العُروض۔ وغیرہ۔

(الفہرست۔ صد ۹۴۔ معجم الاُدباء۔ ج۔ ۷۔ صد ۱۴۴)

۴۳۴۔ المُحبّی (۱۶۹۹ء)۔

محمد امین بن فضل اللہ المُحبّی دمشق کے المُحبّی خاندان سے تعلّق رکھتا تھا۔ اس کی شہرت دو تاریخی کتابوں کی وجہ سے ہے:۔

۱۔ خلاصۃُ الاثر۔ ۴ جلد۔ اِس میں گیارھویں صدی ہجری کے تیرہ سَو عُلماء و اَعیان یعنی اُمراء۔ وُزَراء اور دیگر اکابر کا ذکر ہے۔

۲۔ مشاہیر الاسلام۔

(لباب۔ صد ۲۸۰)

۴۳۵۔ مُحسِن (۱۷۹۶ - ۱۸۷۰ء)

سید مُحسن بن حسین شاہ حقیقت بن عرب شاہ کے اَسلاف خوسُت (از توابعِ غور) سے آئے تھے۔ پہلے دہلی میں مقیم ہوئے اور پھر لکھنؤ چلے گئے۔ مُحسن وُہیں پیدا ہُوا۔ آپ کے والد جرأت لکھنوی کے شاگرد نیز ہشت گلزار، خزینۃ الامثال، صنم کدہ چین اور تحفۃ العجم کے

مصنف تھے۔ خود محسن بھی تذکرۂ سراپا سخن کا مصنف تھا۔ یہ کتاب اُس نے ۱۸۴۲ء میں شروع کی اور دس سال میں مکمل ہوئی۔ اس میں مختلف عنوانات (مثلاً گیسو، ابرو، چشم، مژہ، لب، عارض، کمر، ذقن وغیرہ) کے تحت سات سو تیس شعراء کا کلام جمع کیا ہے۔ ساتھ ہی اِن کے حالات بھی دیئے ہیں۔ اِس نے سکونت۔ ولدیت اور تلمذ کا تو بہت خیال رکھا ہے۔ لیکن تاریخِ وفات کی پرواہ نہیں کی۔ اِسے ۱۸۶۱ء میں نول کشور (لکھنؤ) نے چھاپا۔ طباعتِ ثانیہ ۱۸۷۵ء میں اور ثالثہ ۱۸۹۲ء میں ہوئی۔

(صحیفہ شمارہ ۴۲۔ جنوری ۱۹۶۸ء ص ۲۱)

۳۶۴۔ محمد اسماعیل (۱۸۹۳ء - ۱۹۶۸ء - زندہ)

مولد: دہلی۔ پھر پانی پت چلے گئے۔ پانی پت میں اِن کا مکان مولانا حالی کے پڑوس میں تھا۔ بعد از تعلیم مسلم ہائی سکول پانی پت میں معلم مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں پانی پت سے "جامِ جہاں نما" (رسالہ) جاری کیا۔ ۱۹۳۰ء میں "راہنما" دہلی کے مدیر بن گئے اور یہ تعلق بذریعۂ ڈاک آج تک قائم ہے۔ ۱۹۳۲ء میں جھنگ کے سرکاری اخبار "عروج" کے مدیر بنے۔ ۱۹۴۷ء میں لاہور آگئے۔ کچھ عرصہ رسالہ "عالمگیر" کے مدیر بھی رہے۔

آپ کی تصانیف:۔

۱۔ تاریخِ اشاعتِ اسلام۔ اِس میں بتایا ہے کہ مختلف ممالک مثلاً عراق، شام، ایشیائے صغیر، افریقہ، ہند، چین اور جزائر بحرالکاہل میں اِسلام کیسے پھیلا۔

۲۔ جگمگاتے تارے۔ اسلامی تاریخی کہانیاں۔

۳۔ سیرتِ ابنِ ہشام کا اردو ترجمہ

۴۔ سوانحِ حالی۔

۵۔ طبقاتِ ابنِ سعد کا اردو ترجمہ۔

۶۔ سیرتِ ابنِ ہشام کا اردو ترجمہ۔

۷۔ تاریخِ تمدّنِ اسلام۔

۸۔ تاریخ مشاہیر اسلام۔

۹۔ جغرافیۂ تاریخِ اسلام۔

نمبر ۴ ۔ ۹، ۱۹۶۴ء تک مسودات تھے۔ اِن میں سے ابھی تک کوئی طبع ہو کر سامنے نہیں آئی۔ (نقوش۔ آپ بیتی۔ ص ۱۷۸۳)

۴۳۷۔ محمد بن حُبَیب (۸۶۰ء)

ابنِ ندیم لکھتا ہے کہ حُبَیب، محمد کی والدہ کا نام تھا۔ قیاساً یہ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ عربی میں مؤنث کے لیے حُبَیبہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ دوم اس لیئے کہ اُس نے حُبَیب کے بعد بن لکھ دیا ہے۔ حالانکہ لڑکی کے لیئے بنت ہونا چاہیئے۔ اُس نے پورا نام یوں دیا ہے:۔

ابو جعفر محمد بن حُبَیب بن اُمیّہ بن عَمرو۔ فیروز آبادی نے القاموس میں اس لفظ کے دو اعراب دیئے ہیں۔ حُبَیْبْ اور حُبَیِّبْ۔ یہ ہر دو بطورِ عَلَم استعمال ہوتے رہے۔ یہاں مَیں اعراب کا تعین نہیں کر سکا۔

محمد بغداد کا ایک فاضل مؤرّخ تھا۔ کوئی تین درجن کتابوں کا مصنّف۔ چند نام:۔

۱۔ کتابُ القاب القبائل۔

۲۔ کتابُ القبائلِ الکبیرۃ والایّام۔

۳۔ کتابُ النَّسَب۔

۴- کتابُ تاریخِ الخُلفاءِ۔

۵- کتابُ اخبار الشعراء وطبقاتہم۔

۶- کتابُ اخبارِ الشعراء وانسابہم

۷- کتابُ اُمّہاتِ النبی صلعم۔

۸- کتابُ اُمّہاتِ اَعیانِ عبدالمطلب۔

۹- کتابُ مَن سُمّیَ ربیبتہٖ قالہٗ۔

۱۰- کتابُ کُنیٰ الشعراءِ۔

۱۱- کتابُ الارحام التی بینِ رسول اللہ صلعم و اصحابہٖ۔

(فہرست۔ صہ ۱۶۱ — معجم الاُدباء۔ ج-۶- صہ ۴۷۵)

۴۳۸۔ محمد بن الحُسین نیشاپوری (۱۰۲۲ء)۔

نیشاپور کا مؤرّخ، فقیہہ اور مُحدّث، جس نے ایک سَو کے قریب کتابیں لکھیں۔ اس پر ائمۂ حدیث نے وضعِ احادیث کا الزام بھی عائد کیا تھا۔

آپ کا ذکر خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ، ابنِ حجر نے لِسانُ المیزان اور ابن الجوزی نے المنتظم میں کیا ہے۔ آپ کی تاریخی کتاب کا نام تاریخ الصوفیہ ہے۔

(حاشیۂ معجم الانقاب (عمین) صہ ۲۱۸)

۴۳۹۔ محمد بن علی بن حامد کوفی۔ (۱۲۱۷ء۔ زندہ)

محمد مؤرّخ نہیں تھا۔ بلکہ اِس نے عربی کی ایک تاریخی کتاب کو جس کا نام غالباً کتابُ تاریخِ السند تھا اور جس کے مصنّف کا نام معلوم نہیں، فارسی میں منتقل کر کے اس کا نام پہلے چچ نامہ اور بعد میں فتح نامہ رکھا تھا۔ محمد ۵۸ برس کی عمر میں کوفہ سے چل کر

بھکر پہنچا۔ اُس وقت بھکر میں ایک نامور عالم کمال الدین اسماعیل بن علی بن محمد ثقفی رہتا تھا۔ تاریخ السند اسی کی لائبریری میں تھی۔ اِس میں محمد بن قاسم کی فتح سندھ کی تفصیل بھی ہے۔ اِس نے یہ کتاب قباچہ کے وزیر عین الملک کی طرف منسوب کی تھی۔ ڈاکٹر داؤد پوتا نے اِسے ۱۹۳۹ء میں شائع کیا۔ (بزمِ مملوکیہ۔ ص ۵۷)

۴۴۰۔ محمد بن یوسف کندی ابوعمر (۸۹۷ - ۹۶۲ء)

مصر میں پیدا ہوا۔ ساری زندگی فسطاط میں گذری۔ اس کی دو تصانیف دُنیائے علم میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں:-

اوّل:- کتابُ وُلاۃِ مصر۔ جس میں والیانِ مصر کی تاریخ ہے۔

دوم:- اَخبارہ قضاۃِ مصر۔ جس میں قاضیانِ مصر کے حالات ۸۶۱ء تک ہیں۔

اِس کی ایک ذیل ابومحمد حسین بن ابراہیم المعروف بہ ابنِ زولاق مصری (۹۹۷ء) نے تیار کی تھی اور دُوسری ابن حجر العسقلانی نے۔ ثانی الذکر کا اختصار علی بن عبد اللطیف الشافعی (۱۴۹۵ء) نے کیا تھا۔ اور اِس اختصار کا تکملہ حافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحمان السخاوی (۱۴۹۷ء) نے بُغیۃُ العُلماء کے عنوان سے لکھا۔

(کشف۔ ج۔ ۱۔ ص ۶۲)

۴۴۱۔ محمد حسن خان۔ اِعتماد السلطنت (۱۸۹۶ء)۔

ناصر الدین قاچاری کا ایک درباری۔ جو ۱۸۶۳ء میں سفارتِ ایران (در فرانس) کا سیکرٹری، ۱۸۷۱ء میں ناظمِ دار الترجمہ، ۱۸۷۳ء میں وزیرِ عدل اور آخر میں ناظمِ محلات مقرر ہوا۔ اِس کی تصانیف:-

۱۔ تاریخِ نینوا و بابل۔

۲۔ منتظمِ ناصری۔

۳۔ تاریخِ اشکانیاں۔

۴۔ کتاب المآثر و الآثار۔ ناصر الدین قاچاری کی تاریخ۔

۵۔ مطلع الشمس۔ خراسان و آثارِ خراسان پر۔

۶۔ کتاب التدوین۔ مازندران کے ایک پہاڑ "سوادِ کوہ" کی تاریخ نیز جغرافیہ۔ (انگ۔ ج۔۳۔ ص۶۸۸)

۴۴۲۔ محمد حیات خان بن کرم خان (۱۸۳۴ء۔۱۹۰۱ء)

ضلع کیمبلپور کی ایک سرسبز بستی، واہ (متصل حسن ابدال) کا ایک سردار۔ جو ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں انگریزوں کی طرف سے لڑا۔ اور ان خدمات کے عوض اسے ۱۸۵۹ء میں پشاور کا کوتوال اور تیرہ برس بعد مجسٹریٹ بنا دیا گیا۔ ۱۸۸۰ء میں سیشن جج مقرر ہوئے اور اس منصب پر اُنیس سال رہے۔ مشہور سر سکندر حیات خان آپ ہی کے فرزند تھے۔ آپ کے پانچ لڑکے تھے۔ اِن میں سے آجکل (۱۹۶۸ء) صرف ایک زندہ ہے۔ یعنی واہ کے سردار برکت حیات خان۔ آپ سر سید کے دوست تھے اور علی گڑھ یونیورسٹی کی تعمیر و تشکیل میں آپ کے معاون۔ آپ نے افغان قبائل کی ایک ضخیم اور جامع تاریخ، تاریخِ افغاناں کے نام سے لکھی تھی۔ جس کا ایک مطبوعہ نسخہ سر سکندر کے گھرانے میں ابھی تک موجود ہے۔

۴۴۳۔ محمد ساقی (۱۷۲۴ء)

بہادر شاہ اوّل (۱۷۰۸ء۔۱۷۱۲ء) کے وزیر عنایت اللہ کا میر منشی۔ جس نے اس

وزیر کی فرمائش پر محمد کاظم (شمار ۔ ۵۴۴) کی تاریخ عالم گیرنامہ کو مکمل کیا ۔ یعنی اس میں عالم گیر کے باقی چالیس برس کے واقعات کا اضافہ کر کے اپنی کتاب کا نام مآثرِ عالم گیری رکھا ۔ یہ کتاب سنہ ۱۷۱۰ء میں مکمل ہوئی ۔

(مخطوطاتِ فارسیہ ۔ ص۱۰۰)

۴۴۴ ۔ محمد شفیع ۔ ڈاکٹر ۔ پروفیسر (۱۸۸۳ء ۔ ۱۹۶۳ء)

پاکستان کا یہ جلیل القدر محقق ۔ مؤرخ ۔ نقاد ۔ ادیب اور مصنف، قصور میں پیدا ہوا ۔ وہیں دسویں پاس کی ۔ پھر لاہور چلے گئے ۔ سنہ ۱۹۰۴ء میں اسلامیہ کالج سے بی اے اور سنہ ۱۹۰۵ء میں ایف سی کالج سے ایم ۔ اے انگریزی کیا ۔ پھر محکمۂ تعلیم میں ملازم ہو گئے سنہ ۱۹۱۳ء میں ایم ۔ اے عربی (پنجاب یونیورسٹی میں اول) کیا ۔ سنہ ۱۹۱۵ء میں کیمبرج چلے گئے ۔ سنہ ۱۹۱۹ء تک وہاں ریسرچ سکالر رہے اور ایم ۔ اے عربی کی ڈگری لے کر واپس آئے ۔ آتے ہی پنجاب یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر مقرر ہو گئے ۔ سنہ ۱۹۳۶ء سے سنہ ۱۹۴۳ء تک اورینٹل کالج کے پرنسپل رہے ۔ پھر اسلامیہ کالج برائے خواتین میں سات سال تک تدریسی خدمات اعزازی پروفیسر کی حیثیت سے سرانجام دیتے رہے ۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں پنجاب یونیورسٹی نے اردو میں انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ترتیب دینے کا منصوبہ بنایا ۔ تو آپ کو اس شعبہ کا صدر بنا دیا ۔ آپ اس منصب پر تیرہ برس فائز رہے ۔ اور ایک شام دفتر سے گھر تو گئے لیکن دوسری صبح واپس نہ آئے ۔ اِنّا لِلّٰہ و اِنّا الیہ راجعون ۔

میں ۳۱ ۔ ۱۹۳۰ء میں آپ سے ابنِ قتیبہ کی کتاب الشعر و الشعراء سبقاً سبقاً پڑھتا رہا ۔ یہ کتاب ایم ۔ اے عربی کے نصاب میں شامل تھی ۔ جب آپ عرب شعراء کے حسب و نسب پر بحث کرنے لگتے یا کسی دور کے مؤرخین یا علمائے لغت و ادب کا ذکر

آجاتا تو معلومات کا ایک دریا بہا دیتے اور ہم اُس انسان کی طرح سہم جاتے جو کوہِ ہمالہ کے دامن میں جا کھڑا ہو۔ یا مہیب اوقیانوس کے ساحل پہ جا نکلے۔ درست فرمایا تھا مولانا غلام رسول مہر نے۔ کہ "اُن کے اُٹھ جانے سے ایک دَور اور ایک روایت کا خاتمہ ہو گیا۔"

"ارمغانِ شفیع" میں آپ کی چونسٹھ تعلیقات کی فہرست دی ہوئی ہے۔ اِس میں وُہ مقالات وغیرہ شامل نہیں۔ جو آپ نے ارمغان (۱۹۵۵ء) کے بعد لکھے تھے۔ چند تالیفات و مقالات یہ ہیں:

۱۔ فہارسُ العِقد الفرید۔ ۲۔ جلد۔

۲۔ میخانۂ عبدالنّبی پہ حواشی۔

۳۔ تتمّۂ صوانُ الحِکمۃ (بیہقی) پہ حواشی۔

۴۔ مطلع السعدین (سمرقندی) پہ حواشی۔

۵۔ یادنامۂ وُلنر۔ وُلنر پنجاب یونیورسٹی کا پروفیسر اور ِنٹیل کالج کا پرنسپل اور وائس چانسلر رہا۔ اِس کی یاد میں اُس کے دوستوں اور شاگردوں نے ایک کتاب لکھّی تھی۔ جو مولوی محمد شفیع نے ترتیب دی۔

۶۔ تذکرہ ہائے فارسی۔ (مقالہ)

۷۔ قدیم لاہور۔ (مقالہ)

۸۔ افغانانِ قصور۔ (مقالہ)

۹۔ دودمان نظام الملک۔ (مقالہ)

۱۰۔ رشید الدین وطواط۔ (مقالہ)

۱۱۔ خطّاطانِ سندھ۔ (مقالہ)

۱۲- شالامار۔ (مقالہ)

۱۳- خراسان کے وُزراء وادباء۔ (مقالہ)

۱۴- مُنشی عبدالکریم۔ (مقالہ)

۱۵- عبدالرزّاق سمرقندی۔ (مقالہ)

۱۶- سُلطان حسین مرزا کی سرپرستیِ علوم۔ (مقالہ)

۱۷- بابا رتن۔ (مقالہ)

۱۸- خلیل عروضی۔ (مقالہ)

۱۹- عُلمائے مغولِ ہند۔ (مقالہ)

۲۰- عُرفی۔ (مقالہ)۔ وغیرہ۔

(ارمغانِ شفیع۔ صہ ک)

۵۴۴۔ محمد کاظم بن محمد امین (۱۶۸۱ء)۔

عالمگیر کا مُنشی اور وقائع نگار، جس نے دورِ عالمگیر کے پہلے دس سال کی تاریخ عالمگیر نامہ کے عنوان سے لکھی تھی۔ یہ کلکتہ سے شائع ہوئی، اور اس کا ایک نُسخہ (نمبر ۴۹۵۴-۲۳۶) پبلک لائبریری لاہور میں موجود ہے۔

(مخطوطاتِ فارسیہ۔ صہ ۲۰۴)

۵۴۶۔ محمد لطیف سیّد بن محمد عظیم (۱۸۴۶ء - ۱۹۰۲ء)

آپ کے اسلاف عہدِ شاہجہان میں مکّہ سے دہلی آئے تھے۔ محمد لطیف دہلی ہی میں پیدا ہوئے۔ پھر اپنے والد کے ہمراہ لاہور آگئے۔ اور یہیں نولکھا میں آباد ہو گئے۔ یہاں آپ پہلے چیف کورٹ لاہور میں مترجم مقرر ہوئے۔ پھر میجسٹریٹ بن گئے۔ خان بہادر اور شمس العلماء

کے خطابات حاصل کئے۔ آخر میں سیشن جج کے منصب پر فائز ہوئے۔ اور سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہونے کے ایک سال بعد فوت ہو گئے۔ آپ کی تاریخی تصانیف :-

۱۔ تاریخ پنجاب ۔ تحریر ۱۸۸۸ء۔

۲۔ تاریخِ ملتان۔ تحریر ۱۸۸۹ء۔

۳۔ تاریخِ لاہور۔ تحریر ۱۸۹۲ء۔

(نقوش ۔ لاہور نمبر۔ ص ۹۰)

۴۴۷۔ محمد مہدی خان بن محمد نصیر (۱۷۴۸ء ۔ زندہ) ۔

ترکی، فارسی و عربی کا یہ فاضل استر آباد سے چل کر نادر شاہ ابدالی کے ہاں پہنچا۔ اور اس کی نگرانی و سرپرستی میں کئی کتابیں لکھیں ۔ مثلاً :

۱۔ تاریخِ جہانگشائے نادری ۔ نادر شاہ کی تاریخ از ولادت تا وفات۔

۲۔ دُرّۂ نادرہ ۔ یہ بھی نادر شاہ کی تاریخ ہے ۔ نہایت پیچیدہ اور مُغلق زبان میں ۔

۳۔ ترکی ۔ فارسی لغات ۔

(مخطوطاتِ فارسیہ ۔ ص ۴۳۹)

۴۴۸۔ محمود بن عبداللہ (۱۶۱۲ء ۔ زندہ)

سُلطان محمد قلی قطب شاہی (۱۵۸۱ ۔ ۱۶۱۱ء) والئ گولکنڈہ کا ملازم اور تاریخِ قطب شاہی و تاریخِ جامعِ ہند کا مصنف ۔

(قاموس ۔ ج ۔ ۲ ۔ ص ۲۰۲)

۴۴۹۔ محمود طرزی۔ (۱۹۱۸ء۔ زندہ)

یہ نسلاً ترک تھا۔ لیکن افغانستان میں آباد ہو گیا۔ اس نے افغانستان سے ایک اخبار "سراج الاخبار" نکالا۔ جو مدتوں زندہ رہا۔ اس نے چند کتابیں لکھیں۔ مثلاً :۔

۱۔ سراج التواریخ۔ افغانوں کی مبسوط تاریخ۔

۲۔ روضۃ الحکم۔ مضامین۔

۳۔ چند ناول۔

(لباب۔ ص ۳۶۲)

۴۵۰۔ المدائنی (۷۵۲۔ ۸۴۰ء)

ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف المدائنی، شمس بن عبد مناف کا مولے، اسحاق موصلی کا دوست اور اخبار و تاریخ کا عالم۔ بصرہ میں پیدا ہوا۔ وہاں سے مدائن چلا گیا۔ اور پھر بغداد۔ اسکی وفات بغداد ہی میں ہوئی۔ اس نے اندازاً اڑھائی سو کتابیں لکھیں۔ چند تاریخی کتابوں کے نام یہ ہیں :۔

۱۔ کتاب المغازی۔

۲۔ کتاب اخبار الخلفاء۔

۳۔ کتاب اخبار الخلفاء الکبیر۔

۴۔ کتاب تاریخ اعمار الخلفاء۔

۵۔ کتاب تسمیۃ الخلفاء وکناہم واعمارہم۔

۶۔ کتاب اخبار النبی صلعم۔

۷۔ عہود النبی صلعم۔

۸۔ کتاب اخبارِ المنافقین۔

۹۔ کتاب سرایا النبیؐ صلعم۔

۱۰۔ کتابُ الوفود۔

۱۱۔ کتاب فتوحِ الشام۔

۱۲۔ کتاب فتوحِ العراق۔

۱۳۔ کتاب فتوحِ خراسان۔

۱۴۔ کتاب فتوحِ سجستان۔

۱۵۔ کتاب فتوحِ مصر۔

۱۶۔ کتاب فتوحِ طبرستان۔

۱۷۔ کتاب فتوحِ الجزیرۃ۔

۱۸۔ کتاب فتوحِ الاہواز۔

۱۹۔ کتاب فتوحِ الرّے۔

۲۰۔ کتاب فتوحِ بابل۔

۲۱۔ کتاب الجمل۔

۲۲۔ کتاب الرّدۃ۔

۲۳۔ کتاب الخوارج۔

۲۴۔ کتاب اخبارِ الحجاج۔

۲۵۔ کتاب اخبار ارمینیۃ۔

۲۶۔ کتاب اخبارِ الشعراء۔

۲۷۔ کتاب قضاۃِ اہلِ المدینۃ۔

۲۸۔ کتاب قضاۃِ اہلِ البصرۃ۔

۲۹ کتاب اخبارِ الفرزدق۔

۳۰۔ کتاب اخبارِ اصحابِ الکہف۔

۳۱۔ کتاب المدینۃ۔

۳۲۔ کتاب مکّۃ۔ (فہرست ۔ ص ۱۵۳)

۱۵۴۔ المرزبانی (۹۱۰ ۔ ۹۸۹ء)

ابوعبداللہ محمد بن عمران بن موسیٰ بن سعید بن عبداللہ، خراسان میں پیدا ہوا اور ساری زندگی تصنیف و تدریس میں گذری۔ ابنِ ندیم نے اس کی بیالیس کتابوں کے نام دیئے ہیں۔ ان میں سے تاریخی یہ ہیں :۔

۱۔ کتاب المغازی۔

۲۔ کتاب اَخبارِ البرامکۃ۔

۳۔ کتاب اَخبارِ اَبی مسلم خراسانی۔

۴۔ کتاب اَخبارِ ملوکِ کِندۃ۔

۵۔ کتاب اشعارِ الخلفاءِ۔

۶۔ کتاب اخبارِ المغنّیین والمغنّیات۔

۷۔ کتاب اخبارِ ابی حنیفۃ النّعمان۔

۸۔ کتاب اخبارِ المتکلّمین۔

۹۔ کتاب اخبار النحویّین البصریّین۔

۱۰۔ کتاب اخبار الشعراء ۔ ایک ضخیم کتاب ۔ پانچ ہزار اوراق پہ مشتمل ۔ اس میں شعرائے اسلام وجاہلیت ، ایام العرب اور شعرا کے جسمانی عیوب (مثلاً اندھاپن ۔ بہرہ پن ۔ لنگڑاپن ۔ جذام ۔ برص وغیرہ) کا ذکر ہے ۔

۱۱۔ کتابُ الریاض ۔ تذکرۂ شعراء ۔

۱۲۔ معجم الشعراء ۔

۱۳۔ کتابُ اَشعارِ النساءِ ۔

۱۴۔ کتابُ اَشعارِ الجنّ ۔

۱۵۔ کتابُ اَشعارِ حاتمِ الطائیؒ ۔

(فہرست ۔ صہ ۱۹۷)

۵۲ ۔ مسعودیؒ (۹۶۴ء)

ابوالحُسین علی بن الحسین بن علی المسعودی، حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی کی پشت سے تھا ۔ یہ بابل میں پیدا ہوا ۔ بغداد میں پلا اور علم کی خاطر ایران و مصر کا سفر کیا ۔ یہ سیاحت کا بہت دلدادہ تھا ۔ اس سلسلے میں یہ ملتان بھی آیا ۔ یہیں سے یہ چین گیا ۔ واپسی پر عُمان کی راہ سے عرب میں داخل ہوا اور مصر جا پہنچا ۔ وہیں وفات پائی ۔ اس کی تصانیف :۔

۱۔ مُروج الذہب ۔ اس میں تخلیقِ آدم سے اس کے اپنے عہد تک کی تاریخ ہے ۔ انبیاء کے علاوہ متعدد اُمم ماضیہ مثلاً ایرانیوں ۔ یونانیوں سریانیوں وغیرہ کا ذکر ہے ۔ اس کتاب کا فرانسیسی ترجمہ (۹ جلد) ۱۸۷۲ء میں پیرس سے شائع ہوا تھا ۔

۲۔ اَخبارُ الزمان ۔ ۳۰ جلد ۔ (تاریخ) ۔ خود مصنف نے اسے دو مرتبہ

مختصر کیا۔ پہلے اختصار کا نام کتاب الاوسط رکھا اور دوسرے کا مروج الذہب۔

۳۔ اخبار الخوارج۔

۴۔ کتاب ذخائر العلوم فی ماکان فی سالف الدہور۔

۵۔ کتاب التاریخ فی اخبار الامم۔

۶۔ کتاب البیان فی اسماء الائمۃ۔

۷۔ کتاب الاستذکار لما مرّ فی سالف الاعصار۔

(معجم الادباء۔ ج۔ ۵۔ صـ ۱۴۹، کشف۔ ج۔ ۱۔ صـ ۶۱، وجدی۔ ج۔ ۵۔ صـ ۱۴۴)

۴۵۳۔ مسلم بن الحجاج القشیری (۸۷۴ء)

مولد: نیشاپور۔ امام بخاریؒ کے بعد علم حدیث کے سب سے بڑے امام۔ احمد بن حنبلؒ کے شاگرد۔ صحیح مسلم کے مؤلف اور کتب ذیل کے مصنف:۔

۱۔ کتاب التاریخ۔

۲۔ کتاب الطبقات۔

۳۔ کتاب الاسماء والکنیٰ۔

(فہرست۔ صـ ۳۳۶)

۴۵۴۔ معبری زین الدین (۱۵۷۸ء۔ زندہ)

ایک مؤرخ جو عادل شاہیان بیجاپور کے ہاں مقرب تھا۔ اس نے علی اوّل (۱۵۵۷۔ ۱۵۷۹ء) کے حکم سے مالابار اور وہاں اسلام پھیلنے کی تاریخ "تحفۃ المجاہدین" کے نام سے لکھی۔ اس کا انگریزی ترجمہ ۱۸۳۳ء میں اور پرتگالی ترجمہ ۱۸۹۸ء میں شائع ہوا۔

(انگ۔ ج۔ ۳۔ صـ ۶۲)

۴۵۵۔ مُعتمَد خان (۱۶۴۰ء)

محمد شریف معتمد خان، جہانگیر کا ندیم تھا۔ شاہجہان کے ہاں بخشی رہا۔ آگرہ میں ایک مسجد (مسجد معتمد خان) بھی بنوائی۔ اِس کی تصانیف:۔

۱۔ اقبال نامۂ جہانگیری۔ تین جلد۔ پہلی جلد میں اکبر سے پہلے سلاطین کا ذکر ہے۔ دوسری میں اکبر کا اور تیسری میں جہانگیر و شاہجہان کا۔ پہلی دو جلدیں گُم ہو چکی ہیں۔ تیسری بنگال ایشیاٹک سوسائٹی نے شائع کی تھی۔

۲۔ تزکِ جہانگیری کا تکملہ۔

(مخطوطاتِ فارسیہ۔ صد ۴۷۴)

۴۵۶۔ مُعینی (۱۵۰۱ء)

مُعین الدّین محمد امین بن محمد الفَراہی، الہَروی ہرات میں پیدا ہوئے۔ زندگی تدریس میں گذری۔ آپ کے والد سیستان کی ایک بستی فَراہ سے تعلق رکھتے تھے اور اِسی نسبت سے یہ الفَراہی کہلاتے تھے۔ آپ کی تصانیف:۔

۱۔ تاریخِ مُوسوی۔ حضرت مُوسےٰ علیہ السلام اور یہود کی تاریخ۔

۲۔ روضۃُ الجنّات۔ ہرات کی تاریخ۔

۳۔ معارِجُ النبوۃ۔ سیرتِ رسول صلعم۔

۴۔ یوُسُف و زلیخا۔

۵۔ تفسیر: بحرُ الدُّرر۔

(عُلمائے اسلام۔ صد ۱۱۶۔ لباب۔ صد ۱۸۶)

۴۵۷۔ المغربی (۱۲۱۴ء - ۱۲۷۴ء)

ابوالحسن ابنِ سعید علی بن موسیٰ غرناطہ میں پیدا ہوا۔ اشبیلیہ۔ عراق اور شام میں تعلیم پائی۔ دمشق میں فوت ہوا۔ المغرب فی حالِ المغرب میں اندلس کی تاریخ لکھی۔

(علمائے اسلام۔ صد ۱۲۳)

۴۵۸۔ المقدسی (۱۲۰۰ - ۱۲۶۷ء)

ابوشامہ عبدالرحمان بن اسماعیل بن ابراہیم دمشق میں پیدا ہوا تھا۔ لیکن بعد میں بیت المقدس کو اپنا وطن بنالیا۔ یہ صرف پچیس برس کی عمر میں بوڑھا ہو گیا تھا۔ اس کی تاریخی کتابیں دو ہیں:۔

۱۔ اخبارُ الدولتین۔ صلاح الدین و نورالدین کی تاریخ۔

۲۔ ابنِ عساکر کی تاریخِ دمشق کا اختصار ۲۰ جلدوں میں۔

دو اور مقدسی بھی تھے:۔

اول۔ ابو محمد عبداللہ بن الوحش (۱۱۰۶-۱۱۸۵ء) کتاب فی اغالیطِ الفقہاء کا مصنف۔

دوم۔ شہاب الدین احمد بن عبدالرحمان بن عبدالمنعم المقدسی الحنفی (۱۲۹۸ء) علم الرؤیا کا امام۔ اس نے تعبیرِ رؤیا پر البدرُ المنیر لکھی تھی۔

(وجدی۔ ج۔ ۷۔ صد ۶۶۰-۲)۔

۴۵۹۔ المقری (۱۵۹۱-۱۶۳۲ء)

ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد بن یحییٰ المالکی، مراکش کے ایک شہر تلمسان میں پیدا ہوا۔ مصر و مکہ میں تعلیم پائی اور قاہرہ میں فوت ہوا۔ آپ کی شہرت دو تاریخی کتابوں کی وجہ سے ہے:۔

اول۔ نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب۔ اس میں اندلس کی تاریخ،

جغرافیہ - عربوں کی آمد - اُن کی حکومت و دیگر امور کی تفصیل ہے - یہ قاہرہ سے ۱۸۸۵ء میں شائع ہوئی تھی -

دوم - ازہار الریاض فی اخبار القاضی عیاض -

(انگ - ج - ۳ - صـ ۱۷۳)

۶۰ ۳ - المقریزی (۱۳۶۵ء - ۱۴۴۲ء)

تقی الدین ابو العباس احمد بن علی بن عبد القادر الحسینی کے اسلاف بعلبک سے مصر گئے تھے - مقریزی قاہرہ میں پیدا ہوا - اور ساری زندگی تدریس و تالیف میں گذار دی - اس کی چند تاریخی تصانیف بہت مشہور ہیں - یعنی :-

۱- المواعظ و الاعتبار فی ذکر الخطط و الآثار - مصر کی تاریخ جو ۱۸۵۴ء میں مصر سے شائع ہوئی -

۲- السلوک لمعرفۃ دول الملوک - ایوبیوں اور مملوکوں کی تاریخ -

۳- اخبار الائمۃ و الخلفاء - فاطمیوں کی تاریخ -

۴- تراجم ملوک المغرب - بنو زیان کی تاریخ -

۵- الاعلام باخبار من بارض الحبشۃ من ملوک الاسلام - یعنی افریقہ میں اسلامی سلطنتیں -

۶- البیان و الاعراب عما بارض مصر من الاعراب -

۷- الدرر المضیئۃ فی تاریخ الدولۃ الاسلامیۃ -

۸- النزاع - بنو ہاشم اور بنو امیہ کے اختلافات پر -

۹- درر العقود - اعیان و اکابر مصر کے تراجم -

(کشف - ج - ۱ - صـ ۴۵۹ - انگ - ج - ۳ - صـ ۱۷۵)

۴۶۱ ۔ ملا علی بن محمد سلطان القاری (۱۶۰۶ء)

مولد: ہرات۔ تحصیلِ علم کے لیے حجاز تک گئے اور مکہ ہی میں مقیم ہو گئے۔ آپ ایک ممتاز فقیہہ و محدث اور مجتہدانہ مقام کے مالک تھے۔ آپ نے بعض مسائل میں امام مالک و شافعی پر تنقید کی۔ آپ نے کئی تذکرے اور سوانحی کتابیں لکھیں۔ مثلاً:۔

۱۔ کتاب الموضوعات ۔ وضّاعینِ حدیث پر۔

۲۔ تحفۃ الاخوان ۔ ابنِ عباسؓ کے سوانح۔

۳۔ نزہتہ الخاطر۔ غوثِ اعظمؒ کے حالات۔

۴۔ المعدن العدنی ۔ حضرت اویس قرنی کے حالات۔

(عقود ۔ ص ۲۶۶)

۴۶۲۔ مناظر احسن گیلانی (۱۸۹۵-۱۹۵۶ء)

آپ صوبہ بہار کے ایک قصبہ گیلان میں پیدا ہوئے۔ لیکن بعد میں حیدر آباد منتقل ہو گئے۔ آپ ہندوستان کے دوسرے شبلی تھے۔ ممتاز محقق۔ محدث۔ متکلم۔ مؤرخ اور مفکر۔ آپ کا اندازِ تحقیق اور اسلوبِ تحریر شبلی کی طرح تھا۔ آپ نے کہاں کہاں تعلیم پائی؟ جامعۂ عثمانیہ میں کتنی مدت پروفیسر رہے؟ کب سبکدوش ہوئے اور آج کل کہاں ہیں؟ یہ ہیں وہ سوالات جن کے متعلق میں نے مولانا کے فرزند (ایم۔ اے گیلانی۔ کنٹونمنٹ اگزیکٹو آفیسر۔ غربی پاکستان) کو مختلف مقامات پر خطوط لکھے۔ لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ میں نے مولانا کے نواسے سید زاہد احسن گیلانی (شیر شاہ کالونی کراچی) کو بھی لکھا۔ انھوں نے وعدہ تو کیا لیکن پورا نہ کر سکے۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے ایک طالب عالم جناب وحید عثمانی نے بتایا کہ مولانا سنہ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے تھے اور سنہ ۱۹۵۰ء میں عثمانیہ سے ریٹائر ہوئے۔ آپ کی تاریخی تصانیف یہ ہیں:۔

۱۔ ہزار سال پہلے۔ اِس کتاب میں آپ نے ابنِ حوقل۔ ابنِ جُبیر، قلشقندی وغیرہ کی تحریرات کی روشنی میں ہزار سال پہلے کے ہندوستان، افریقہ، بخارا، چین، طرابلس، سسلی وغیرہ کے تمدن و معاشی حالات کا نقشہ کھینچا ہے۔

۲۔ امام ابوحنیفہؒ کی سیاسی زندگی۔ اِس میں اُس دَور کی سیاسی زندگی خلفائے اُمیّہ و عبّاسیہ کی دینی حالت اور امام کے سیاسی مسلک پہ بحث کی ہے۔

۳۔ تاریخِ دعوت و عزیمت۔

۴۔ ہندوستانی مسلمان۔ یعنی ہندوستان میں مُسلمانوں کا کردار اور اُن کے علمی و تعمیری کارنامے۔

۵۔ سوانحِ شاہ ولی اللہ دہلوی۔

۶۔ تدوینِ حدیث۔ حدیث کی تاریخ۔

(مختلف مقالات و مضامین)

۶۴۳۔ المُناوِی (۱۵۴۶-۱۶۲۲ء)

زین الدّین عبدالرؤف بن تاج العارفین علی بن زین الدّین الحدادی القاہری الشافعی، شعرانی کے شاگرد تھے۔ زندگی مصر میں گذری اور ازہر کے قریب دفن ہُوئے۔ آپ نے مختلف مسائل (فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ تصوّف۔ نحو۔ طِب۔ ہیئت وغیرہ) پر ایک سَو کے قریب کتابیں لکھّیں۔ اِن میں سے تاریخی یہ ہیں:۔

۱۔ تاریخ الخُلفاء۔

۲۔ الصَّفوۃ۔ اہلِ بیت کے حالات۔

۳۔ طبقات الرواۃ۔

۴۔ الکواکب الدریۃ۔ صوفیا کے تراجم۔

۵۔ فردوس الجنان۔ انبیاء کے تراجم۔

۶۔ ترجمۃ الامام الشافعیؒ۔

۷۔ ترجمۃ السیدۃ فاطمہ۔

(عقود۔ صد ۲۵۷)

۴۶۴۔ میر خوانْد (خاوند) بن برہان الدین خاوند شاہ (۱۴۳۳ء - ۱۴۹۸ء)

ماوراء النہر میں پیدا ہوا۔ بلخ میں تعلیم پائی اور پھر سلطان حسین تیموری کے وزیر میر علی شیر نوائی کا مقرب بن گیا اور اس کی فرمائش پر روضۃ الصفا لکھی۔ جس میں آغاز آفرینش سے سلطان حسین والیٔ ہرات تک کے واقعات ہیں۔ اس کی آخری جلد اس کے پوتے خوندمیر (شمار صد ۲۶۸) نے لکھی تھی۔ (علما۔ صد ۱۳۹)

۴۶۵۔ میر عسکری (۱۶۸۰ء - زندہ)

خواف (نیشاپور) کا رہنے والا۔ جو عہد شاہ جہان میں ہندوستان آیا اور شہزادہ عالم گیر کا درباری بن گیا۔ جب اورنگ زیب تخت نشین ہوا تو اسے عاقل خان کا خطاب دیا۔ سنہ ۱۶۶۴ء میں داروغۂ حرم اور سنہ ۱۶۸۰ء میں عامل دہلی مقرر ہوا۔ اس کی تاریخی کتاب ظفر نامۂ عالم گیری ہے۔ (عالم گیر کی تاریخ)۔ باقی کتابیں:۔

دیوان اور چند مثنویاں مثلاً شمع و پروانہ۔ مہر و ماہ وغیرہ۔ (بزم تیموریہ۔ صد ۲۶۸)

۴۶۶۔ میر معصوم (۱۶۰۶ء)

میر محمد معصوم خان نامی کے اسلاف ترمذ سے آئے تھے۔ یہ خود بھکر (ضلع میانوالی)

میں پیدا ہوا اور بعد از تعلیم دہلی پہنچا۔ اکبر کے ہاں بڑی عزت پائی اور بعہدِ جہانگیر بھکر کا امین مقرر ہوا۔ اِس کے ہمراہ ایک سنگ تراش بھی رہتا تھا جو اِس کے اشعار پتھروں پہ کندہ کرتا جاتا تھا۔ اِس نے کئی کتابیں لکھیں مثلاً :۔

۱۔ تاریخِ سندھ۔

۲۔ مفرداتِ معصومی۔ (طب)

۳۔ معدنُ الافکار۔ (مثنوی)

(بزمِ تیموریہ۔ ص۱۱۵)

ن

۴۶۷ - النّابُلسی (۱۶۴۰ - ۱۷۳۱ء)

شیخ عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی بن اسماعیل بن احمد بن ابراہیم النّابُلُسی الدمشقی، دمشق میں پیدا ہوا۔ مختلف اساتذہ سے استنبول۔ لبنان۔ طرابُلس اور بیت المقدّس میں درس لیا۔ پھر مدّتوں درس دیتا رہا۔ اور سینکڑوں ممتاز علماء، فقہاء و حکماء پیدا کیئے۔ ان کے نام عقود ص۵۲ میں دیکھئے۔ تقریباً اڑھائی سو کتابیں لکھیں۔ مثلاً:۔

۱۔ زہرۃ الحدیقۃ فی ترجمۃ رجالِ الطریقۃ۔

۲۔ کتاب فی رحلۃ بلادِ الشام و مصر و الحجاز۔

۳۔ کتاب فی الرحلۃ القُدسیّۃ۔

اِن دونوں سفرناموں میں تاریخی مواد کافی ہے۔ باقی تصانیف کے لیئے دیکھئے:۔ (عقود ص۴۶)۔

۴۶۸۔ ناصر، نصیر احمد ڈاکٹر (۱۹۱۶ - ۱۹۶۸ - زندہ)

ڈاکٹر ناصر بن حکیم محمد سکندر خضر امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم امرتسر میں ہوئی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیئے لاہور آئے۔ یہاں ایم۔ اے کرنے کے بعد پہلے ریڈیو میں ملازمت کی اور پھر پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ دائرۂ معارفِ اسلامیہ سے وابستہ ہو گئے۔ آپ کوئی دس برس

سے اس شعبہ کے سیکرٹری ہیں۔ پہلے مرحوم ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب کے نائب تھے۔ اور آج کل (۱۹۶۸ء) ڈاکٹر سید محمد عبداللہ کے۔ آپ کا کام دائرۃ المعارف کے لیئے مقالات لکھنا، دیگر زبانوں کے ترجمے کرنا یا لکھے ہوئے مقالات کی تصحیح ہے۔ یہ کام بہت محنت طلب ہے۔ اور آپ اس فرض کو بڑی قابلیت سے سرانجام دے رہے ہیں۔ مجھ سے قدیمی برادرانہ مراسم ہیں۔ بڑے خلیق، متواضع، صاف دل، صاف گو اور مخلص ہیں۔

آپ اس وقت تک ۹ علمی کتابیں لکھ چکے ہیں۔ جن میں سے کچھ شائع ہو چکی ہیں اور کچھ ہنوز مسودات کی صورت میں ہیں۔ نام :۔

۱۔ تاریخِ جمالیات۔ طبع لاہور۔ ۱۹۶۱ء۔

۲۔ تاریخِ لاہور۔ مسودہ۔

۳۔ تاریخِ فلسفہ۔ زیرِ طبع۔

۴۔ تاریخِ ہسپانیہ۔ مسودہ۔

۵۔ جمالیات، قرآن کی روشنی میں۔ طبع لاہور ۱۹۵۸ء۔

۶۔ اقبال اور جمالیات۔ اقبال اکاڈمی کراچی ۱۹۶۴ء۔

۷۔ اشاریۂ اقبال۔ زیرِ طبع۔ وغیرہ۔

(آپ کا مکتوب میرے نام محررۂ ۱۲۔ فروری۔ ۱۹۶۸ء)

۷۶۹۔ نامی۔ غلام دستگیر بن حامد شاہ (۱۸۸۳۔ ۱۹۶۱ء)

ضلع شیخوپورہ کی ایک بستی رتہ پیراں میں پیدا ہوئے۔ شیرانوالہ ہائی سکول۔ لاہور سے میٹرک کرنے کے بعد سنٹرل ماڈل سکول لاہور میں کلرک مقرر ہوئے اور ۱۹۳۸ء میں اسی اسامی سے ریٹائر ہوئے۔ آپ زندگی بھر مختلف رسائل میں اصلاحی و تاریخی مضامین لکھتے رہے۔ دو کتابیں

بھی لکھیں :۔

اوّل۔ تاریخِ جلیلہ۔ اِس میں لاہور۔ عماراتِ لاہور کی تاریخ۔ اور لاہور کے ایک بزرگ شیخ عبدالجلیل عرف چوہڑ شاہ، نیز اُن کے خلفاء کے سوانح ہیں۔

دوم۔ بزرگانِ لاہور۔ یعنی صُوفیائے لاہور اور صالح خواتین کا تذکرہ۔

(نقوش۔ لاہور نمبر۔ ص۱۰۰۶)

۴۷۰۔ النّدیم (۵۸۸۹)

ابوالحسن علی بن یحییٰ بن ابی منصور المنجم، متوکل کا ندیم و مشیر تھا۔ نیز شاعر، مُغنّی اور مؤرخ۔ وجدی نے اِس کی دو تاریخی کتابوں کے نام دیئے ہیں۔ یعنی :۔

۱۔ کتاب الشُعراء القُدماء والاسلامیّین۔

۲۔ اخبارُ اِسحاق بن ابراہیم الموصلی۔

(وجدی۔ ج ۱۰۔ ص۳)

۴۷۱۔ نَسّابہ۔

ابوالحسن محمد بن قاسم تمیمی بصرے میں پیدا ہوا۔ انساب و اخبار میں ماہر تھا۔ ابنِ ندیم نے اِس کی تین تاریخی کتابوں کے نام دیئے ہیں۔ یعنی :۔

۱۔ کتاب اخبار الفرس۔

۲۔ کتاب الاخبار والانساب۔

۳۔ کتابُ المنافراتِ بین القبائل۔ (فہرست۔ ص۱۶۲)

۴۷۲۔ النّسوی (۱۲۴۱ء۔ زندہ)

محمد بن احمد بن علی بن محمد نسا (خراسان) کی ایک نواحی بستی خرندیز میں پیدا ہوا۔ مدتوں

جلال الدین خوارزم کے دربار میں رہا۔ اس نے جلال الدین کی تاریخ سیرۃ جلال الدین کے نام سے لکھی۔ جس میں ضمناً مغلوں کی کچھ تاریخ بھی شامل ہے۔

(علماء۔ صہ ۱۳۹)

۴۷۳۔ نصر بن مزاحم ابوالفضل (۸۲۸ء)

کوفہ کا ایک عالم جو روایتِ حدیث میں بہت غیر محتاط تھا۔ اس کی تصانیف :-

۱۔ کتاب الجمل۔

۲۔ کتاب صفین۔

۳۔ کتاب مقتل الحسین۔

۴۔ کتاب مقتل حجر بن عدی۔

۵۔ کتاب الغارات۔

(معجم الادباء۔ ج۔ ۷۔ صہ ۲۱۰)

۴۷۴۔ نصرتی (۱۶۸۴ء)

شیخ محمد نصرت دکن کا ایک شاعر و ادیب، خواجہ گیسو دراز کے خاندان کا مرید اور عادلشاہی دربار (بیجاپور) سے وابستہ تھا۔ اس نے سلطان علی عادل شاہ کی فتوحات کو علی نامہ میں نظم کیا۔ اس کی دیگر کتابیں :-

گلدستۂ عشق اور معراج نامہ (مثنویاں) ہیں۔

(قاموس المشاہیر۔ ج۔ ۲۔ صہ ۲۷۵)

۴۷۵۔ نصیر ہاشمی (۱۸۹۵۔ ۱۹۶۴ء۔ زندہ)

نصیرالدین ہاشمی بن عبدالقادر بن غلام محمد شرف الدولہ حیدرآباد دکن میں پیدا ہوا۔ ابتدائی

تعلیم وطن میں حاصل کی اور پھر مدراس سے منشی فاضل کیا۔ بس یہی اُن کی تعلیم۔ زندگی بھر عدالتوں میں کلرک رہے۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں ریٹائر ہونے کے بعد کتب خانۂ آصفیہ میں فہرست ساز مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۹۶۰ء میں کتاب خانۂ سالار جنگ کے ناظم بنے۔ آپ سنہ ۱۹۶۴ء تک وہیں تھے۔ آپ نے کوئی چالیس کتابیں لکھیں۔ چند نام:۔

۱۔ سلاطینِ دکن کی ہندوستانی شاعری۔

۲۔ جنگِ آزادی کی کہانی۔

۳۔ حیدر آباد کی تاریخ۔ (سماجی و تمدّنی)

۴۔ آج کا حیدر آباد۔

۵۔ عہدِ آصفی کی قدیم تعلیم۔

۶۔ تاریخِ عطیاتِ آصفی۔

۷۔ عبدالقادر (اپنے والد) کے سوانح۔

۸۔ حیدر آباد کی نسوانی دنیا۔

۹۔ خواتینِ دکن کی اُردو خدمات۔

۱۰۔ خواتینِ عہدِ عثمانی۔

۱۱۔ ذکرِ نبی صلعم۔

۱۲۔ دکن میں اُردو۔

۱۳۔ مدراس میں اُردو۔

۱۴۔ دکنی ہندی۔

۱۵۔ یورپ میں دکنی مخطوطات۔ (نقوش۔ آپ بیتی۔ ص ۱۳۳۴)

۴۷۶۔ نظام الدّین احمد بن محمد مقیم (۱۵۹۵ء)

آپ کے اسلاف ہرات سے آئے تھے اور خواجہ عبداللہ انصاری کی پشت سے تھے۔ یہاں آکر آپ کا والد محمد مقیم بابر کا دیوان مقرّر ہوا۔ یہ خود گجرات کے بخشی رہے۔ آپ نے دورِ اکبری کے واقعات اٹھتیسویں سالِ جلوس تک طبقاتِ اکبری میں ضبط کیئے۔ یہ اکبرنامہ سے بہتر ہے۔ اکبرنامہ میں زیادہ زور عبارت آرائی پر ہے۔ اور طبقات میں واقعات ہیں۔ مولانا عبدالقادر بدایونی نے طبقات سے بہت فائدہ اُٹھایا تھا۔

(ایلیٹ "اکبر" مخطوطاتِ فارسیہ۔ ص۶۶۶)

۴۷۷۔ نعمت خان عالی (۱۷۰۸ء)

اِس کا اصل نام مرزا نورالدّین محمد تھا۔ اِس کے اسلاف شیراز سے آئے تھے۔ یہ عالم گیر کا دار وغۂ مطبخ تھا۔ اِسے عالم گیر نے نعمت خان کا اور بہادر شاہ بن عالم گیر نے دانشمند خان کا خطاب دیا تھا۔ اِس کی تصانیف:۔

۱۔ وقائعِ نعمت خان۔ ۱۶۸۷ء کی تحریر۔ اِس میں گولکنڈہ و حیدرآباد کی فتوحات کا ذکر ہے۔

۲۔ رزم نامہ۔ اُس جنگ کی تفصیل جو اورنگ زیب کے بیٹوں: بہادر شاہ اعظم شاہ وغیرہ میں ہوئی تھی۔

۳۔ بہادر شاہ نامہ۔ بہادر شاہ کی تاریخ۔ اس کا ایک مخطوطہ (شمار ۱۴۳) پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔

۴۔ خوانِ نعمت (غذاؤں پر)۔

۵۔ رقعات۔

۴۔ توقیعات (انشاء)

(الباب ۔ صہ ۳۵۶ ۔ فہرست ڈاکٹر عبداللہ ۔ صہ ۹۵)

۴۷۸۔ نور احمد چشتی (۱۸۲۸ ۔ ۱۸۶۷ء)

نور احمد بن احمد بخش بن غلام حسین محمد ابراہیم بن ضیاء الحق کے اسلاف ایران سے ہمایوں کے ہمراہ یہاں (ہند) آئے تھے ۔ یہ مدت تک دکن میں رہے اور پھر لاہور آ گئے ۔ احمد بخش (۱۸۶۳ء) لاہور میں معلم رہا ۔ آپ کا فرزند نور احمد چشتی بھی معلم تھا ۔ تصانیف :۔

۱۔ تحقیقاتِ چشتی ۔ آٹھ سو صفحات کی یہ ضخیم کتاب لاہور ، عمارات ، باغات ، مساجد و مزاراتِ لاہور نیز علماء و صوفیائے لاہور کی مکمل تاریخ ہے ۔ ایک نسخہ میرے پاس بھی ہے ۔

۲۔ یادگارِ چشتی ۔ مسلمانانِ پنجاب کے دستور و رواج پر ۔

۳۔ تحفۂ چشتیہ ۔ (صرف و نحو) ۔

۴۔ عجائباتِ چشتی ۔ (صرف و نحو) ۔

(نقوش ۔ لاہور نمبر ۔ صہ ۹۷۸)

۴۷۹۔ النّوَوِی (۱۲۳۴ ۔ ۱۲۷۸ء)

محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف الدین النووی دمشق کے قریب ایک گاؤں نَوَوِی میں پیدا ہوئے ۔ دمشق وغیرہ میں تعلیم پائی ۔ دمشق ہی میں مدرس رہے اور بعد از وفات اپنے گاؤں میں دفن ہوئے ۔ آپ کی تصانیف :۔

۱۔ کتاب الفقہاء الشّافعیہ ۔

۲۔ تہذیب الاسماء ۔ (مشاہیر کے تراجم) ۔

۳۔ ریاض الصالحین۔

۴۔ بُستان العارفین۔

۵۔ مناقب الشافعی۔

۶۔ مراۃُ الزّمان فی تاریخ الاعیان۔

(طبقات الشافعیہ۔ سُبکی۔ لباب۔ صد ۶۳)

۴۸۰۔ نیاز فتحپوری (۱۸۸۴ء۔ ۱۹۶۶ء)

نیاز محمد خان بن محمد امیر خان فتح پُور (یوپی۔ بھارت) میں پیدا ہُوئے۔ بعد از تعلیم بسلسلۂ ملازمت بھوپال چلے گئے۔ وہاں سنہ ۱۹۱۵ء سے سنہ ۱۹۲۶ء تک رہے۔ وُہیں سنہ ۱۹۲۲ء میں نگار جاری کیا۔ جو آج تک نکل رہا ہے۔ سنہ ۱۹۲۶ء میں لکھنؤ چلے گئے۔ وہاں سنہ ۱۹۶۲ء تک رہے۔ پھر کراچی میں آ گئے اور یہیں وفات پائی۔

نیاز ایک عظیم ادیب۔ اِنشا پرداز۔ نقّاد۔ مُحقّق۔ فلسفی اور مؤرّخ تھا۔ اِس نے درجنوں کتابیں لکھیں اور کئی ہزار علمی و تاریخی مقالات لکھّے۔ مثلاً:۔

۱۔ فلاسفۂ قدیم۔

۲۔ محمّد بن قاسم سے حملۂ بابرؔ تک۔

۳۔ استفسارات و جوابات۔ دو جلد۔ سینکڑوں تاریخی و تحقیقی مقالات کا مجموعہ۔

۴۔ من و یزداں۔

۵۔ جمالستان۔

۶۔ نگارستان۔

۷۔ شاعر کا انجام۔

۸۔ گیتانجلی (ٹیگور کا ترجمہ)۔

۹۔ مکتوبات۔

۱۰۔ مالہٗ و ما علیہ۔

۱۱۔ انتقادیات۔

۱۲۔ فرماں روایانِ اسلام۔ وغیرہ وغیرہ۔

میرے اور نیاز صاحب کے مراسم سنہ ۱۹۲۸ء میں قائم ہوئے تھے اور تا آخر باقی رہے۔

(نگار۔ نیاز نمبر۔ جون ۱۹۶۶ء)

۱۸۴۔ نیانی۔ میر طاہر محمد بن سید حسن۔

سندھ کے مشہور شہر ٹھٹھہ سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ ترخانوں کے ابتدائی دور میں پیدا ہوا۔ اور اس نے ان کے حالات اپنی مشہور کتاب تاریخ طاہری میں قلمبند کئے۔

ترخانوں سے مراد مغلوں کا ایک حکمران سلسلہ ہے۔ جس کے پانچ سردار سندھ پر سنہ ۱۵۵۵ء سے سنہ ۱۶۱۲ء (۵۷ سال) تک حکومت کرتے رہے۔ ہوا یوں کہ جب بابرؒ کابل میں وارد ہوا تو اُس وقت قندھار پر مشہور ایلخانی فرمانروا ارغون خان (۱۲۸۴-۱۲۹۱ء) کی اولاد میں سے ایک سردار شاہ بیگ حکومت کر رہا تھا۔ یہ قندھار سے بھاگ کر پہلے بلوچستان پہنچا اور سنہ ۱۵۲۲ء میں سندھ پر قابض ہو گیا۔ اس کے ہمراہ ترخون قبیلہ بھی آگیا۔ یہ ایک تاتاری قبیلہ تھا جو قبیلۂ چنگیز کا رشتہ دار تھا۔ سنہ ۱۵۵۵ء میں ایک ترخون سردار جنوبی سندھ پر قابض ہو گیا اور اس کی اولاد ستاون سال تک حکومت کرتی رہی۔ ان کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ مرزا عیسیٰ ترخان۔ ۱۵۵۵ء - ۱۵۷۶ء۔

۲۔ مرزا محمد باقی۔ ۱۵۷۶ء تا ۱۵۸۵ء۔

۳۔ مرزا محمد پایندہ۔ ۱۵۸۵ء تا ۱۵۹۲ء۔

۴۔ مرزا جانی بیگ۔ ۱۵۹۲ء تا ۱۵۹۹ء۔

۵۔ مرزا غازی بیگ۔ ۱۵۹۹ء تا ۱۶۱۲ء۔

(ارمغانِ شفیع۔ ص۲۴۴)

و

۴۸۲۔ الواقدی (۷۴۸ - ۸۲۳ء)۔

ابُوعبداللہ محمد بن عمرالواقدی مدینہ میں پیدا ہُوا۔ یہ بنو ہاشم کا مولی تھا۔ اِس نے سُفیان ثوری، ابن ابی ذئب اور امام مالکؒ سے حدیث پڑھی۔ رشید کے زمانے میں بغداد کا قاضی رہا۔ مامُون نے اِسے عسکرالمہدی (بغداد کی چھاؤنی) کا قاضی بنا دیا۔ اِس کی وفات بغداد میں ہُوئی۔ تصانیف:۔

۱۔ کتابُ التاریخ الکبیر۔
۲۔ کتابُ المغازی۔
۳۔ تاریخ الفقہاء۔
۴۔ کتابُ فتوحِ الشام۔
۵۔ کتابُ فتوحِ العِراق۔
۶۔ کتاب اخبارُ مکّہ۔
۷۔ کتاب الطبقات۔
۸۔ کتاب السّقیفہ و بیعتہ ابی بکر۔
۹۔ امرالحبشِ والفیل۔
۱۰۔ کتاب سیرۃ ابی بکر۔

۱۱۔ کتاب الجمل۔

۱۲۔ کتاب صِفّین۔

۱۳۔ کتاب حرب الاوس والخزرج۔

(فہرست۔ صد ۱۵۰۔ وجدی۔ ج۔ ۱۰۔ صد ۶۲۰)

۳۸۳ہ۔ وَصّاف (۱۳۲۸ء۔ زندہ)

شہاب الدین (شرف الدین) عبداللہ وصّاف بن فضل اللہ شیراز میں پیدا ہُوا۔ بعد از تعلیم رشید الدین وزیر کا مُقرّب بن گیا۔ اِس نے جہانگشائے جوینی میں ۱۲۵۷ء سے ۱۳۲۸ء تک کے واقعات کا اضافہ کیا۔ اور اِسی اضافہ کا نام تاریخِ وصّاف ہے۔

(شفق۔ صد ۳۳۰)

۳۸۴ہ۔ وفائی زین الدین (۱۵۳۸ء)

بابر کا ملازم تھا۔ اِس کی بنوائی ہُوئی ایک مسجد آج بھی آگرہ میں (لبِ جمنا) موجود ہے۔ یہ آگرہ ہی میں فوت ہُوا۔ اِس کی تصانیف یہ ہیں:۔

۱۔ فتحِ ہند۔ بابر نے ہندوستان کو کیسے فتح کیا؟ اِس کی تفصیل۔

۲۔ فتح نامہ۔ اُس جنگ کی تفصیل جو بابر نے راناسانگا سے لڑی تھی۔

۳۔ واقعاتِ بابری (تزک) کو فارسی میں منتقل کیا۔

(بزمِ تیموریہ۔ صد ۲۱)

۳۸۵ہ۔ وَلید بن مُسلم ابوالعبّاس (۸۱۰ء)

قریش کا مولیٰ۔ کتاب المغازی اور کتابُ السُّنن فی الفِقہ کا مصنّف۔

(فہرست۔ صد ۳۳۲)

۴۸۶۔ وَہب بن مُنَبّہ ابو عبداللہ الیمنی (۶۵۵ - ۷۳۳ء)۔

یمن کا یہ داستان گو اور مؤرخ تابعین میں سے تھا۔ مدتوں صنعا میں قاضی رہا۔ یمن کے ایک گاؤں ذِمار میں پیدا ہوا۔ روایاتِ عرب، اسرائیلیات اور حکایات کا عالم تھا۔ اس کی طرف تین کتابیں منسوب ہیں۔ یعنی: کتابُ الملوک۔ کتاب القدر اور کتاب المبتدا۔ اس کے حالات ابنِ حجر، ابنِ قتیبہ اور ابنِ خلکان نے لکھے۔

(معجمُ الأدباء۔ ج۔ ۷۔ صـ ۲۳۲)

۴۸۷۔ وَہب بن وَہب بن کثیر بن زمعۃ بن الاسود بن المطّلب بن اسد القرشی الاسدی (۸۱۶ء)۔

مدینہ کا فقیہہ و مؤرخ جو بغداد میں عسکر المہدی کا قاضی بھی رہا اور وہیں فوت ہوا۔ تصانیف:

۱۔ کتابُ نسب وُلدِ اسماعیل۔

۲۔ کتاب طسم و جدیس۔ قبائل کے نام ہیں۔

۳۔ کتابُ صفۃ النبی صلعم۔

۴۔ کتابُ الرایات۔

(معجمُ الأدباء۔ ج۔ ۷۔ صـ ۲۲۳)

ھ

۴۸۸ ۔ ہاتفی عبداللہ (۱۵۲۱ء)

مولانا جامی کا یہ بھانجا ہرات کے ایک گاؤں خرجرد میں پیدا ہوا۔ اِس نے خمسۂ نظامی کا جواب لکھنا چاہا۔ لیکن صرف چار مثنویاں لکھیں۔ یعنی لیلےٰ مجنوں۔ شیریں خسرو۔ ہفت منظر اور ظفر نامۂ تیموری۔ آخرالذکر تیمور کی تاریخ ہے۔ یہ ۱۸۶۹ء میں لکھنؤ سے شائع ہوئی تھی۔

(مخطوطاتِ فارسیہ۔ صد ۴۵۲)

۴۸۹ ۔ الہاشمی (۴۴۱ھ - ۱۲۲۴ء)

ابوطالب بن عبدالرحمان بن ابی الفتح بن عبدالسمیع الہاشمی، واسط کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوا۔ بغداد میں تعلیم پائی۔ اِس کے مفصل حالات ابنِ دُبیثی کی تاریخ اور ذہبی کی طبقات القُراء میں ملاحظہ فرمایئے۔ اِس کی تاریخی کتاب کا عنوان: المنتخبُ من مناقبِ الدولۃِ العباسیۃِ وبآثرِ ائمتھا المھدیۃ ہے۔ اِس سے سیوطی اور ابن الساعی نے پورا فائدہ اٹھایا تھا۔

(حاشیہ معجم الالقاب (عین) صد ۳۰۵)

۴۹۰ ۔ ہاشمی فرید آبادی (۱۸۹۰ - ۱۹۶۴ء)

آپ فرید آباد (نزد دہلی) میں پیدا ہوئے۔ دہلی سے میٹرک اور علیگڑھ سے بی۔ اے کیا پھر جامعۂ عثمانیہ میں ادارۂ تالیف و ترجمہ سے وابستہ ہو گئے۔ بعد از تعلیم ۱۹۴۵ء تک انجمنِ

ترقی اُردو، پاکستان۔ کے جائنٹ سیکرٹری بھی رہے۔ ۱۹۶۲ء میں دائرۂ معارفِ اسلامیہ لاہور سے جزوی رابطہ قائم کر لیا اور دو برس بعد جوارِ رحمت میں پہنچ گئے۔ آپ کئی درجن کتابوں کے مصنّف ہیں۔ اِن میں سے چند تاریخی نام یہ ہیں:۔

۱۔ تاریخِ ہند۔ چار جلد۔

۲۔ تاریخِ مسلمانانِ ہند و پاک۔

۳۔ تاریخِ انگلستان۔

۴۔ مآثرِ لاہور۔ لاہور کی تاریخ۔ اِس کے علماء۔ شعراء۔ مشائخ اور سلاطین کے سوانح۔

۵۔ انجمنِ ترقی اُردو کے پچاس سال۔

۶۔ دکن کی تاریخی کہانیاں۔

۷۔ تاریخِ فرشتہ پہ حواشی۔

۸۔ مشاہیرِ یونان و رومہ (ترجمہ)

۹۔ یونانِ قدیم۔ (ترجمہ)

۱۰۔ تاریخِ سلطنتِ رومہ (ترجمہ)

۱۱۔ اسلامی فنِ تعمیر (ترجمہ)

۱۲۔ عربوں کی تاریخ (ترجمہ)

۱۳۔ تاریخِ شاہانِ مغلیہ (ترجمہ)

۱۴۔ تاریخِ معاشیات۔ اکبر سے عالمگیر تک۔ (ترجمہ)۔ وغیرہ وغیرہ۔

(نقوش۔ لاہور نمبر۔ صفحہ ۱۰۱)

۴۹۱۔ ہبتہ اللہ (۱۰۸۷ء)

ابو نصر ہبتہ اللہ المؤید فی الدین بن ابی عمران موسیٰ بن داؤد شیرازی، ایک اسماعیلی داعی تھا۔ جو بغداد و موصل سے ہوتے ہوئے قاہرہ پہنچا۔ اُس وقت مستنصر فاطمی (۱۰۳۵-۱۰۹۴ء) کی حکومت تھی۔ یہیں اس کی ملاقات ناصر خسرو سے ہوئی۔ اس نے ابو العلاء معری سے بھی مراسلت کی تھی جو اس کی کتاب المجالس میں دی ہوئی ہے۔ اس کی تاریخی تصنیف کتاب السیرۃ ہے۔ اس میں آلِ بویہ اور خلفائے فاطمی کے علاوہ اس کے اپنے سوانح بھی ہیں۔ (علمائے اسلام۔ صـ۱۳۸)

۴۹۲۔ ہشام الکلبی۔ (۸۲۲ء)

ہشام بن محمد بن سائب بن بشر بن عمرو ابو المنذر، مشہور ابن سعد (صاحبِ طبقات) کا شاگرد اور انساب و اخبار کا بہت بڑا عالم تھا۔ کہتے ہیں کہ روایتِ حدیث میں قدرے غیر محتاط تھا۔ چونکہ یہ حافظِ قرآن نہیں تھا اس لیئے اس کے والد محمد اس سے ناراض رہتے تھے۔ ایک مرتبہ یہ ایک کمرے میں بند ہو کر بیٹھ گیا اور تین دن کے بعد پورا قرآن حفظ کر کے باہر نکلا۔ یہ اندازاً پونے دو سو کتابوں کا مصنّف ہے۔ اس نے الحیرہ کے گرجوں۔ وثیقوں اور ایرانی تحریروں سے ملوکِ حیرہ کے متعلق مواد جمع کیا تھا۔ اس کی چند تاریخی کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ کتاب ملوک الطوائف۔

۲۔ کتاب ملوکِ کندہ۔

۳۔ کتاب ملوکِ یمن۔

۴۔ کتاب عادِ الاولیٰ والآخرۃ۔

۵۔ کتاب اصحاب الکہف۔

۶۔ کتاب اَخبارِ الخُلفاءِ۔

۷۔ کتاب الحِیرَۃ۔

۸۔ کتاب المُنذِر۔

۹۔ کتاب مُسَیلمہ۔

۱۰۔ کتاب اولادِ الخُلفاءِ۔

۱۱۔ کتاب اَسواقِ العرب۔

۱۲۔ کتاب اخبارِ عَمرِو بن مَعدِی کرب۔

۱۳۔ کتاب جُشم بشر۔

۱۴۔ کتاب مَعَدّ بن عَدنان۔

۱۵۔ کتاب بنو نَوفَل۔

۱۶۔ کتاب بنو عبدِ الشمس۔

۱۷۔ کتاب حِلفِ الفضُول۔

۱۸۔ کتاب حِلفِ عبد المطّلب وخزاعہ۔

۱۹۔ کتاب حِلفِ کلب وتمیم۔

۲۰۔ کتاب اَخبارِ العبّاس رضی بن عبد المطّلب۔

۲۱۔ کتاب اَخبارِ زیاد بن ابیہ۔

۲۲۔ کتاب المَوءُودات۔

۲۳۔ کتاب طَسم وجَدیس۔

۲۴۔ کتاب ازواج النبی صلعم۔

۲۵۔ کتاب اَدیانِ العرب۔

۲۶۔ کتاب اَسماءِ فحُولِ العرب۔

۲۷۔ کتاب اُمّہاتِ الخُلفاءِ۔

۲۸۔ کتاب کُنیٰ آباءِ النبیؐ صلعم۔

۲۹۔ کتاب جمہرۃ الانساب۔

۳۰۔ کتاب مَن ہاجرَ وابُوہُ۔ وغیرہ۔

(معجمُ الادباء۔ ج۔ ۷۔ ص ۲۵۱؛ فہرست۔ ص ۱۴۷)

۴۹۳۔ ہمَدانی (۱۰۷۱ - ۱۱۲۷ء)

ابُوعبداللہ ابوالحسن محمد بن عبدالملک بن ابراہیم بن احمد بن ابی الفضل الہمدانی، بغداد میں پیدا ہُوا اور تاریخ نگاری میں بڑی شہرت حاصل کی۔ اِس کی تاریخی تصانیف یہ ہیں:۔

۱۔ اَخبارُ دولۃِ السّلطان محمد و محمود۔

۲۔ اخبارُ الوُزراء۔

۳۔ تاریخ طبری کی ذیل۔

۴۔ وزیر ابُوشجاع محمد بن حُسین ہمَدانی کی تاریخ ہمَدان کی ذیل۔

۵۔ تاریخ غرسُ النعمۃ کی ذیل۔

۶۔ طبقَاتُ الفقہاءِ۔

(الزیادات علی معجم الالقاب (کاف) ص ۵)

۴۹۴۔ الہَیثَم (۷۴۸ - ۸۲۳ء)

ابُوعبدالرحمان الہَیثَم بن عَدِیّ بن عبدالرحمان بن زید بن اُسَید بن جابرِ بن عَدِی بن خالد

بن خُثیمَہ بن ابی حارثہ بن جُدَیّ الطائی الکوفی الثعلی کے اجداد میں سے ایک کا نام ثعل بن عمرو تھا۔ اور یہ اسی نسبت سے ثعلی کہلاتا تھا۔ یہ چار خلفاء یعنی منصور، مہدی، ہادی اور رشید کا ندیم رہا۔ پچاس کے قریب کتابیں لکھیں۔ چند نام:۔

۱۔ تاریخ العجم و بنی امیہ۔

۲۔ کتاب وُلاة الکوفہ۔

۳۔ تاریخ الاشراف الکبیر۔

۴۔ تاریخ الاشراف الصغیر۔

۵۔ کتاب کُنی الاشراف۔

۶۔ کتاب خواتیم الخلفاء۔

۷۔ کتاب التاریخ مرتب علی السنین۔

۸۔ کتاب الخوارج۔

۹۔ کتاب اخبار الحسن بن علی۔

۱۰۔ کتاب اخبار الفرس۔

۱۱۔ کتاب الوفود۔

۱۲۔ کتاب قضاة الکوفہ والبصرة۔

۱۳۔ کتاب خطط الکوفہ۔

۱۴۔ کتاب طبقات الفقہاء والمحدثین۔

۱۵۔ کتاب من تزوج من الموالی فی العرب۔

۱۶۔ کتاب اخبار زیاد بن ابیہ۔

۱۷۔ کتابُ تسمیۃِ الفقہاءِ والمحدّثین۔

۱۸۔ کتابُ نزولِ العرب بخراسان۔

۱۹۔ کتابُ العُمَرین (فاروقِ اعظمؓ وعمرؒ بن عبدالعزیز)۔

۲۰۔ کتابُ اسماءِ بَغایا قریشٍ فی الجاہلیۃ۔

(فہرست۔ صـ۱۵۱۔ معجم الادباء۔ ج۔ ۷۔ صـ۲۶۵)

ی

۴۹۵۔ یافعی (۱۳۰۰ - ۱۳۶۷ء)

عبداللہ بن اسعد بن علی بن عثمان بن فلاح الیافعی الشافعی، یمن میں پیدا ہوا۔ عدن وغیرہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مکہ مکرمہ میں آباد ہوگیا۔ اور وہیں وفات پائی۔ تصانیف :۔

۱۔ مرأۃ الجنان ۔ ایک تاریخی کتاب جس کا مواد ابن اثیر۔ ذہبی اور ابن خلکان سے ماخوذ ہے۔ سنہ ۱۹۱۶ء میں حیدر آباد دکن سے چار جلدوں میں شائع ہوئی تھی۔

۲۔ روض الریاحین ۔ ۵۰۰ صوفیا کے سوانح ۔

۳۔ نشر المحاسن الغالیہ۔ صوفیا کے حالات نیز درّ النظیم (فضائلِ قرآن)، شمس الایمان اور نور الیقین کا مصنف ۔

(ا نگ ۔ ج ۔ ۴ ۔ صہ ۱۱۴۴)

۴۹۶ ۔ یاقوت حموی ۔

شہاب الدین ابو عبداللہ یعقوب بن عبداللہ الحموی نسلاً یونانی (یا رومی) تھا۔ جو بطورِ غلام بچپن میں فروخت ہوا اور بغداد کے ایک تاجر عسکر حموی نے اسے خرید لیا۔ یہ تاجر حماۃ کا باشندہ تھا اور بغداد میں تجارت کرتا تھا ۔ یاقوت اپنے آقا کی وجہ سے حموی کہلانے لگا۔ اور اسی

نسبت کو دوام حاصل ہُوا۔ آقا نے اِسے پُوری تعلیم دِلائی۔ اِس نے تاریخ۔ جغرافیہ۔ انساب اور اَدب میں بڑی شُہرت حاصل کی۔ اِس نے متعدد کتابیں لکھّیں۔ چند نام یہ ہیں:۔

۱۔ کتاب الدُّوَل۔

۲۔ کتابُ المَبداءِ والمآل۔ (تاریخ)

۳۔ معجم الاُدَباء۔ سات ضخیم جلدوں میں۔

۴۔ معجمُ البُلدان۔ جغرافیہ کی ایک ضخیم کتاب جس میں اکثر شہروں کی تاریخ نیز وہاں کے عُلماء۔ اُدباء اور اعیان و اکابر کا بھی ذکر ہے۔

۵۔ معجمُ الشُعراء۔

۶۔ اخبارُ الشُعراء۔

۷۔ کتاب فی الاَنساب۔

۸۔ کتابُ اخبارِ المُتَنبّی۔

(رانگ۔ ج۔ ۴۔ صـ۱۱۵۳)

۹۷۴۔ یحییٰ ابن حُمَید (۱۱۸۰ء۔ نامعلوم)

ابُوالفضل یحییٰ بن حُمَید بن ظافِر الطّائی، حَلَب میں پیدا ہُوا۔ اِس کا والد نجّار تھا۔ آغاز میں یحییٰ بھی یہی کام کرتا تھا لیکن بعد میں طالب علم بن گیا اور دُنیائے علم میں وُہ شہرت حاصل کی کہ صلاحُ الدّین کے بیٹے المَلِک الظاہر غازی غیاث الدّین (والیٔ حلب از ۱۱۸۶ء۔ ۱۲۱۶ء) نے اِسے اپنا مقرّب بنالیا۔ اِس کی تصانیف:۔

۱۔ معادِنُ الذّہَب۔ تاریخِ حَلَب۔

۲۔ سِلکُ النِظام۔ تاریخِ شام۔

۳۔ الحاوی۔ رُواۃِ امامیہ پر۔

۴۔ مختارُ تاریخِ المغرب۔

۵۔ التاریخ الکبیر۔

۶۔ طبقاتُ العلماءِ۔

(معجم الالقاب (عین) حاشیہ۔ صہ ۵۴۳)

۴۹۸۔ یحییٰ بن عبد اللطیف الحُسینی القزوینی (۴۸ ۱۵ء)

قزوین میں پیدا ہُوا طہماسپ صفوی (۱۵۲۴-۱۵۷۶ء) کا درباری رہا اور پھر ہندوستان میں آگیا۔ یہاں اکبر کا اُستاد رہا۔ اِس کی لُبُّ التواریخ میں عہدِ رسُول سے ۱۵۴۲ء تک کے واقعات ہیں یہ طہماسپ کے لڑکے بہرام مرزا کی فرمائش پر لکھی گئی تھی۔

(عُلمائے اِسلام۔ صہ ۱۴۲)

۴۹۹۔ یعقوبی (۸۹۷ء)

احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح الکاتب کی جوانی آرمینیہ میں گذری۔ پھر خراسان میں دربارِ طاہری سے وابستہ ہوگیا۔ وہاں سے مصر چلا گیا اور وہیں وفات پائی۔ اِس کی شہرت دو کتابوں کی وجہ سے ہے :۔

اوّل۔ کتاب التاریخ۔ آغازِ عالم سے ۸۷۲ء تک۔ اِس میں یونانیوں۔ بابلیوں اور قدیم مصریوں کا ذکر بھی ہے۔ ۱۸۸۳ء میں لیڈن نے دو جلدوں میں شائع کی۔

دوم۔ کتاب البُلدان۔ جغرافیہ جس میں تاریخی مواد کی آمیزش بھی ہے۔

(رنگ۔ ج۔ ۴۔ صہ ۱۱۵۲)

۵۰۰ - مصنّف (۱۹۰۱-۱۹۶۸ء - زندہ)

اِس کتاب کا مصنّف ڈاکٹر غلام جیلانی برق ایم-اے (عربی وفارسی) ایم-او-ایل (عربی وفارسی) مولوی فاضل - منشی فاضل - ادیب فاضل - پی- ایچ- ڈی (عربی) - ضلع اٹک کے ایک گاؤں بسال میں ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۱ء (سنیچر) کو پیدا ہوا - والدِ محمد قاسم شاہ بن حسین شاہ بن محمد حسن بن محمد اعظم بن محمد غازی بن محمد جمیل (۱۹۳۶ء) پٹواری تھے - شب خیز، متّقی اور متشرّع - دو سال گاؤں کے سکول میں تعلیم پائی اور پھر مساجد میں ڈال دیا گیا - درسِ نظامی کی تکمیل کے بعد مدرسہ حمیدیہ لاہور میں داخلہ لیا - وہاں سے ۱۹۱۹ء میں منشی فاضل اور ایک سال بعد مولوی فاضل کیا - ادیب فاضل - میٹرک - ایف- اے اور بی-اے (پرائیویٹ) کرنے کے بعد ۱۹۳۰ء میں ایم-اے عربی کے لیے اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہوا - ۱۹۳۴ء میں ایم- اے فارسی پرائیویٹ کیا - پھر ۱۹۴۰ء میں امام ابن تیمیہ پر ایک مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ حاصل کی - ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۳ء تک سکولوں میں اور پھر ۱۹۵۷ء تک کالجوں میں معلّم رہا - ریٹائر ہونے کے بعد کیمبلپور کے پبلک سکول میں سات سال پرنسپلی کی - ۱۹۶۳ء سے ادارۂ معارفِ اسلامیہ کیمبلپور سے وابستہ ہو گیا - اور یہ تعلّق ہنوز قائم ہے -

برق کی پہلی مطبوعہ کتاب پیامِ ادب تھی - اُردو تلفظ پر - دوسری انفعال - ایک اِصلاحی ڈرامہ - تیسری لمعات - ۵۰ ادبی مضامین کا مجموعہ - چوتھی سیرتِ امام ابن تیمیہ اور پانچویں دو قرآن - یعنی قرآن و معجزاتِ تخلیق - اِس کے بعد بائیس کتابیں اور لکھیں - ان میں سوانحی و تاریخی یہ ہیں :-

۱- حکمائے عالم - القِفطی کی تاریخ الحکماء کا اُردو ترجمہ - جس میں ۱۱۴ حکمائے یونان و اسلام کے سوانح ہیں -

۲۔ سلاطینِ اسلام۔ لین پول کی محمڈن ڈِناسٹیز کا اردو ترجمہ۔

۳۔ یورپ پر اسلام کے احسان۔ ایک تاریخی جائزہ۔

۴۔ فلسفیانِ اسلام۔ ڈیڑھ سو فلسفیانِ اسلام کا ذکر۔

۵۔ مؤرخینِ اسلام۔ پانچ سو مؤرخینِ اسلام کا ذکر۔

برقؔ نے متعدد اساتذہ سے فیض اُٹھایا۔ اِن میں سے چند نام یہ ہیں:۔

۱۔ پروفیسر محمد نور الحق فاضلِ دیوبند۔ اور میرے بڑے حقیقی بھائی (۱۹۵۰ء)

۲۔ مولانا عبد الرؤف۔ فقیہہ و منطقی۔ رنگ آباد۔ ضلع اٹک (۱۹۵۲ء)

۳۔ حضرت مولانا گلاب شاہ سجادہ نشین۔ رنگ آباد۔ (۱۹۲۱ء)

۴۔ حضرت مولانا عبد الرحمان۔ ادیب۔ نحوی۔ منطقی۔ پنڈی سرہال (اٹک)۔ (۱۹۵۰ء)

۵۔ حضرت مولانا قطب الدین۔ فقیہہ و منطقی۔ غورغشتی (اٹک)۔ (۱۹۲۷ء)

۶۔ حضرت مولانا غلام مُرشد۔ (۱۹۶۸ء۔ زندہ)۔ محدث و مفسر۔

۷۔ حضرت مولانا سید محمد طلحہ۔ پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔

۸۔ حضرت مولانا نجم الدین صاحب۔ مفسر و محدث۔ ڈریالہ۔ ضلع جہلم۔

۹۔ ڈاکٹر پروفیسر مولوی محمد شفیع لاہوری۔ مؤرخ و محقق (۱۹۶۳ء)

۱۰۔ پروفیسر ڈاکٹر صدر الدین مرحوم۔ (گورنمنٹ کالج لاہور)

۱۱۔ پروفیسر ڈاکٹر برکت علی قریشی مرحوم۔ (اسلامیہ کالج لاہور)

۱۲۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد دین تاثیر مرحوم۔

۱۳۔ پروفیسر احمد شاہ بخاری پطرس مرحوم۔

اِن عہد آفرین اساتذہ میں سے صرف حضرت مولانا غلام مُرشد زندہ ہیں۔ باقی ابرِ بہار بن کر اِس سرزمین پہ برسے اور دُنیا کو حسین تر بنا کر چلے گئے۔ رَحِمَهُمُ اللّٰه۔

متفرّق تاریخی کتابیں

میرے سامنے اندازاً ایک ہزار مؤرّخین کے حالات بِکھرے پڑے تھے۔ لیکن مجھے بہت جلد احساس ہوگیا کہ میری عمر اور میری صحت اِس تمام مواد کو سمیٹنے کے قابل نہیں رہی۔ اِس لیئے مَیں نے صرف پانچسو مؤرّخین پر لکھنے کا فیصلہ کیا۔ باِیں اُمّید کہ مستقبل کا کوئی صاحبِ قلم اِس کمی کو پُورا کردے گا۔

مَیں اِن متروک مؤرّخین کے نام اُن کی ایک ایک تاریخی کتاب کے ساتھ ذیل میں دے رہا ہُوں۔ تاکہ متلاشی کو آسانی رہے۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ مَیں مؤرّخین کے نام بہ ترتیبِ ہجا لکھتا۔ لیکن میرا سب سے بڑا ماخذ کشف تھا جہاں کتابوں کے نام بہ ترتیبِ ہجا درج تھے۔ مَیں نے اِس ترتیب کو بدلنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ یہاں تاریخی کتابوں کا اندراج بہ ترتیبِ ہجا کر رہا ہُوں۔ اِن کی تعداد ۵ ہے۔

الف

ابجد التواریخ۔	حبیب اللہ قندھاری۔
آتشکدہ۔	لُطف علی بیگ آذر۔
آثار جمال الدّین افغانی۔	قاضی عبد الغفّار۔
احسن التواریخ۔	حسَن بیگ روملو۔
اخبار الاصفیاء۔	عبد الصّمد انصاری۔
اخبار الاطباء۔	ابن الدایہ۔
اخبار الاوائل۔	ابوبکر محمّد البصری۔
اخبار بنی اُمیّہ۔	خالد بن ہشام الاموی۔
اخبار بنی عبّاس۔	احمد بن یعقوب مِصری۔
اخبار تمیم	ابوالیقظان عامر بن حفص۔
اخبار تہامہ	ابو غالب۔
اخبار الحسَن بن علی۔	ابو اسحاق ابراہیم بن محمد اِصفہانی۔
اخبار خلفاءِ بنی عبّاس۔	محمّد بن احمد بن عبد الحمید الکاتب۔
اخبار الدُّوَل۔	ابوالعبّاس احمد بن یُوسف دمشقی (۱۶۱۰ء)۔
اخبار الدُّوَل۔	بدر الدّین حسن عُمر بن حبیب الحلبی (۱۳۷۸ء)۔
اخبارُ الدولۃ (دولتِ ابو محمد عبد اللہ فاطمی المہدی)۔	ابوجعفر محمد بن ابراہیم بن الجزار الافریقی۔

اخبار ربیعۃ و انسابھا۔

اخبار الشعراء۔

اخبار الشعراء۔

اخبار الشعراء السبعہ۔

اخبار الشعراء المتولدین۔

اخبار علماء الاندلس۔

اخبار الطنبوریین۔

اخبار الطنبوریین۔

اخبار العارفین۔

اخبار العباد و آثار البلاد۔

اخبار العباسیین۔

اخبار العلماء۔

اخبار عمر بن عبد العزیز۔

اخبار الفقہاء المتاخرین من اہل قرطبہ۔

اخبار القرطبیین۔

اخبار القضاۃ۔

اخبار القضاۃ الشعراء۔

اخبار قضاۃ مصر۔

اخبار القلاع۔

ابو رعشن۔

ابو عفان المہزمی۔

یحییٰ بن علی بن یحییٰ ابن المنجم الندیم (۹۱۲ء)

ابن ابی طی یحییٰ بن حمیدۃ الحلبی (۱۲۳۳ء)

ہارون بن علی بن یحییٰ المنجم البغدادی (۹۰۱ء)

حافظ قاسم بن محمد القرطبی (۸۵۷ء)

ابو حشیشہ محمد بن علی بن امیہ۔

ابو الحسن احمد بن جعفر بن موسیٰ بن خالد بن برمک۔

شیخ ابن بابویہ شیرازی۔

زکریا بن محمود القزوینی۔

محمد بن علی بن سعید۔

ابو نصر المروزی۔

ابو بکر محمد حسین الاجری (م ۹۵۷ء)۔

ابو بکر الحسن بن محمد النحوی الزبیدی (۹۹۰ء)۔

قاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبی (۱۱۵۰ء)۔

وکیع القاضی۔ ابو بکر بن محمد بن خلف۔

ابو بکر احمد بن کامل بن خلف المشجری البغدادی (۹۶۲ء)

ابن ملقن عمر بن علی الشافعی۔ (۱۴۰۲ء)

ابو الحسین المیدانی۔

اخبار القیروان۔	ابو محمد عبد العزیز بن شداد بن تمیم الصنہاجی۔
اخبار المحدثین۔	ابو عبد اللہ الحسنی۔
اخبار المدینہ۔	ابن زبالہ محمد بن حسن مالکی۔
الاخبار المسموعۃ۔	ابن ابی الشیخ۔
اخبار المغنیین۔	ابو الحسن علی بن حسن ابن طرخان۔
اخبار مقاتل آل ابی طالب	ابو العباس احمد بن عبید اللہ بن محمد بن عمار الثقفی (۹۳۱ء)
اخبار مکۃ۔	الفاکہی ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن عباس۔
اخبار الملاحدہ۔	حسین بن علی الفارسی۔
اخبار الموصل۔	ابو زکرۃ۔
اخبار النحویین۔	ابو محمد عبد اللہ بن جعفر بن محمد بصری (۹۴۲ء)
اخبار یزید بن معاویہ۔	ابو عبد اللہ محمد بن عباس الیزیدی (۹۲۶ء)
اخبار الوزراء۔	ابراہیم بن موسیٰ الواسطی الکاتب۔
الاخبار و الآثار۔	ابو سعید عبد اللہ بن شبیب البصری۔
الاخبار و الانساب و السیر۔	عبد اللہ بن اسحاق بن سلام المکادلی۔
الاختصاص فی التاریخ الخاص۔	تاج الدین ابو زکریا یحییٰ بن ابی القاسم التکریتی۔
اسرار احمدی (حضورؐ اور ائمہ کے حالات)	محمد جانی۔
الاسماء والکنیٰ۔	عبد اللہ بن جعفر المدنی۔
الاسماء والکنیٰ والالقاب۔	ابو زید احمد بن سہل بلخی۔
اشراق التواریخ۔	یعقوب بن ادریس الکرمانی (۱۴۳۰ء)

اعجاز غوثیہ (غوثِ اعظم کے حالات)	سید محمد قاسم (۱۸۵۵ء - زندہ)
الاعلام باعلام بلد اللہ الحرام ۔ (مکہ کی تاریخ)	امام قطبُ الدین محمد بن احمد المکیّ الحنفی۔ (۱۵۸۰ء)۔
الاعلام بالحروب الواقعۃ فی صدرِ الاسلام	ابوُ الحجاج یوسف بن محمد بن ابراہیم الانصاری الاندلسی (۱۳۵۵ء)
الاعلام بفضائل الشام۔	برہان الدین ابراہیم بن عبد الرحمان الفزاری۔
اقصائے مغرب۔	مولوی حامد علی صدیقی سہارنپوری۔
اکبر نامہ (امیرِ کابل دوست محمد خان کے لڑکے اکبر خان کے حالات)۔	قاسم اکبر آبادی۔
الاکلیل (یمن کی تاریخ و جغرافیہ)	ابو محمد الحسن بن احمد الہمدانی (۹۴۵ء)
انساب حمیرِ و ملوکہا۔	امام عبد الملک بن ہشام۔
انساب السمعانی	ابوِ سعد عبد الکریم بن محمد المروزی (۱۱۶۷ء)
انساب الشعراء۔	ابو جعفر محمد بن حبیب البغدادی (۸۶۰ء)۔
انساب قریش۔	ابو عبد اللہ زبیر بن بکار القرشی (۸۷۰ء)۔
الانسُ الجلیل بتاریخ القدس والخلیل۔	عُلیمی۔ ابو الیمن عبد الرحمان بن محمد مجیرُ الدین المقدسی۔ (۱۵۲۲ء)
انفاسُ العارفین۔	شاہ ولی اللہ محدِّث دہلوی۔

ب

بارگاہِ سُلطانی (دہلی و آگرہ کی تاریخ)۔	ضمیر الدین عرش بہاری۔
بغیۃ الطالبین فی احوالِ قدماءِ المصریین۔	احمد بیگ کمال۔
بیانِ واقع۔	خواجہ عبدالکریم بن عاقبت محمود بن محمد بولاقی کشمیری۔
بہمن نامہ۔	حاجی محمد قندھاری۔

پ

پاکستان میں فارسی اَدب۔	ڈاکٹر ظہور الدین احمد۔
پیغمبر نامہ۔	ملا اسعد اللہ مسیحا پانی پتی۔

ت

تاج الانساب۔	محمد بن اسعد الحسینی (۱۱۹۲ء)
تاج التواریخ۔ (ہندوستانی ریاستوں کی تاریخ)۔	نُصرت علی دہلوی۔
تاج التواریخ۔	امیر عبدالرحمان والیٔ کابل کے خود نوشت سوانح۔
تاج الفسرین فی تاریخ قِنّسرین	نامعلوم۔

تاریخ۔	ابنِ ابی شیبہ محمد بن عثمان الکوفی (۹۱۰ء)
تاریخ۔	ابن زریق یحییٰ بن علی التنوخی (پ۔ ۱۱۳۱ء)
تاریخ۔	ابنِ سعید حافظ علی بن موسیٰ المغربی (۱۲۷۵ء)
تاریخ۔	ابنِ الصیرفی، ابوبکر یحییٰ بن محمد غرناطی (۱۱۶۲ء)
تاریخ۔	ابنِ الوصیف مصری۔
تاریخ۔	ابن ہانی۔ احمد بن محمد۔
تاریخ۔	ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن الحسین بن سعید بن مسعود القطربلی۔
تاریخ۔	ابوصالح عبداللہ بن محمد بن یزداد۔
تاریخ۔	ابوعیسیٰ احمد بن علی بن یحییٰ۔
تاریخ۔	جعفر بن ابی محمد بن ازہر (۸۹۳ء)
تاریخ۔	شمس الدین ابوالحجاج یوسف دمشقی (۹۶۵ء)
تاریخ۔	عبدالرحمان بن عیسیٰ (وزیر متقی عباسی)۔
تاریخ۔	محمد بن ازہر بن عیسیٰ۔
تاریخ۔	یحییٰ بن معین۔
تاریخِ ادبیاتِ ایران۔	ڈاکٹر رضازادہ شفق۔
تاریخ اربل۔	ابوالبرکات مبارک بن احمد بن المستوفی اربلی۔ (۱۲۴۰ء)
تاریخِ آسام۔	بہادر علی حسینی ہندی (۱۸۰۲ء۔ زندہ)
تاریخِ آسام (عالمگیر کے عہد میں فتح آسام)	شہاب الدین تالش۔

تاریخ اسحاقی	عبدالمعطی بن ابی الفتح الاسحاقی۔
تاریخ اسکندریہ	وجیہہ الدین ابوالمظفر منصور بن سلیم الاسکندری (۱۲۷۶ء)
تاریخ اسلام۔	محمد احسان اللہ عباسی۔
تاریخ الاشراف۔	ہیثم بن عدی بن عبدالرحمٰن الطائی (۸۲۲ء)
تاریخ اصفہان	احمد بن عبداللہ اصفہانی۔
تاریخ اعیان حلب۔	محمد بن ابراہیم الحنبلی (۱۵۶۹ء)
تاریخ افاغنہ۔	خواجہ نعمت اللہ۔
تاریخ الافریقیہ۔	ابومحمد المالکی۔
تاریخ الافریقیہ۔	ابراہیم بن القاسم القیروانی۔
تاریخ افغاناں (خورشید جہاں)	شیر محمد (۱۸۸۵ء) کلاچی۔ ڈیرہ اسماعیل خان۔
تاریخ آل عثمان۔	ادریس بن حسام الدین بدلیسی (۱۵۲۴ء)۔
تاریخ آل عثمان۔	احمد بن یحییٰ بن سلیمان۔
تاریخ آل عثمان۔	الحدیدی۔
تاریخ آل عثمان۔	محمد القشتری۔
تاریخ آل عثمان۔	مصطفیٰ بن جلال توقیعی (۱۵۶۸ء)۔
تاریخ آل عثمان۔	محی الدین محمد بن علی الجمالی (۹۵۰ء)۔
تاریخ آل مظفر۔	معین الدین یزدی (۱۳۵۶ء)
تاریخ اندلس۔	احمد بن موسیٰ العراوی (۹۹۸ء)
تاریخ اندلس۔	محی الدین علی التیمی المراکشی۔

تاریخِ اودھ۔	محمد نجم الغنی خان رامپوری۔
تاریخِ بخارا۔	غنجار محمد بن احمد بن محمد بخاری (۱۰۳۱ء)
تاریخِ بہاول خان (بہاول پور کے نواب بہاول خان کی تاریخ)	وڈیرا جان محمد خان۔
تاریخِ بیمارستان فی الاسلام۔	احمد عیسیٰ۔
تاریخِ پنجاب۔	غلام محی الدین بوٹے شاہ۔
تاریخ التمدن المصری۔	شکری صادق۔
تاریخِ خاندانِ تیمور۔	مہدی مرزا۔
تاریخِ جرجان۔	علی بن محمد الجرجانی۔
تاریخِ جمالیات۔	مجنوں گورکھپوری۔
تاریخِ الجہمیۃ و المعتزلہ۔	جمال الدین القاسمی۔
تاریخِ حبشی۔	عبدالعزیز (۱۴۴۵ء—زندہ)
تاریخِ الخمیس (تاریخ اسلام تا تاریخِ سلطان مراد ثالث)۔	قاضی حسین بن محمد دیار بکری۔
تاریخِ داؤدی (لودھیوں اور افغانوں کی تاریخ)۔	عبداللہ خان (بعہدِ جہانگیر)
تاریخِ دکن۔	عبدالغفور رامپوری۔
تاریخِ دکن۔	جلیل حسن بن عبدالکریم (مانک پور۔ اودھ۔ ۱۹۴۶ء)
تاریخ الدول الاسلامیہ۔	سید احمد زینی دحلان۔

تاریخِ رشیدی۔	مرزا حیدر گورگانی۔
تاریخِ زندیہ۔	علی رضا ابن عبدالکریم شیرازی۔
تاریخِ سلطان محمود۔	عبدی افندی۔
تاریخِ سندھ (از محمد بن قاسم تا اکبر)	محمد معصوم نامی (۱۶۰۰ء)
تاریخِ سنی العالم۔	احمد بن علی بن یحییٰ بن ابی منصور المنجم ابو عیسیٰ۔
تاریخِ شاہ عباس ثانی۔	اعتماد الدولہ مرزا محمد طاہر وحید۔
تاریخِ شیر شاہی۔	عباس خان شیخ علی شروانی۔
تاریخِ شیورخِ انصاری۔	صادق علی انبیٹھوی۔
تاریخِ عثمانیاں۔	حسن بے زادہ احمد ترکی (۱۶۳۳ء)
تاریخِ عثمانیاں۔	علی امیری دیار بکری۔ (۱۹۲۳ء)
تاریخِ علاءُ الدین خلجی۔	تاج الدین عراقی۔
تاریخِ عماد الملک۔	عبدالقادر خان۔
تاریخِ غدر۔	فضل حق خیر آبادی۔
تاریخِ الفلسفہ۔	حنا اسعد فہمی۔
تاریخِ فیروز شاہی۔	عزّ الدین خالد خانی۔
تاریخِ فیروز شاہی۔	شمس سراج عفیف۔
تاریخِ قندھار۔	حاجی محمد قندھاری۔
تاریخِ کوہ نور۔	فقیر سید نور الدین۔
تاریخِ گیتی کشا۔	مرزا محمد نامی۔

تاریخِ گیلان ۔	عبدالفتّاح فومنی ۔
تاریخِ مصر	قطب الدین عبدالکریم بن عبدالنور (۱۳۳۴ء)
تاریخِ مظفّری (تیموریوں کی تاریخ)	محمد علی خان انصاری ۔
تاریخِ مُلتان	نُور احمد فریدی ۔
تاریخِ نادری ۔	مہدی خان مِرزا (نادر شاہ کا منشی)
تاریخِ النحاۃ ۔	ابو المحاسن مفضّل بن محمد التنوخی (۱۰۵۲ء)
تاریخِ نیشاپُور ۔	الحاکم ابو عبداللہ بن البیع (البیع) نیشاپوری ۔
تاریخِ واسط ۔	اسلم بن سہل الرزاز الواسطی عُرف بحشل ۔
تاریخِ الوزراء ۔	ابو عبداللہ محمد بن القادسی ۔
تاریخِ وزیر علی (اودھ کے نواب وزیر علی خان ۔ جلوس ۱۷۹۸ء ۔ کی تاریخ)	آغا محمد حسین ۔
تاریخِ ہند ۔	محمد بن یوسف الہروی ۔
تاریخِ یمینی ۔	ابو نصر عتبی ۔
تاریخِ یورپ ۔	علی حیدر نظم طباطبائی (۱۹۳۳ء)
تحفۂ اکبر شاہی (شیر شاہ کے حالات)	اکبر عباس بن علی شروانی ۔
تحفۂ سامی (شعرائے قرنِ نہم و دہم)	سام مِرزا ابن اسماعیل صفوی (۱۵۷۶ء)
تحفۃ السلاطین ۔	مُلّا داؤد بیدری ۔
تحفۃ الشعراء	افضل بیگ قاقشال ۔ اورنگ آبادی ۔
تحفۃ الکرام (تاریخِ سندھ)	علی بن احمد بن ابوبکر کوفی ۔

تحفۃ الہند (ہندو ادباء و شعراء)	مرزا خان۔
تذکرہ (خود نوشت سوانح اسلاف)	عبدالغفور نساخ (۱۸۸۸ء)۔
تذکرۃ الائمہ۔	محمد باقر مجلسی۔
تذکرۂ اختر۔	واجد علی شاہ۔
تذکرۃ الانام (مسلم سلاطین مصر و قاہرہ کے حالات)۔	حسن عقانی الحنفی العقانی (۱۵۶۲ء)۔
تذکرۃ الاولیاء (ترکی)	سنان الدین یوسف بن خضر عرف خواجہ پاشا۔
تذکرۃ الاولیاء (فارسی)	عین الدین شیخ بیجاپوری۔
تذکرۃ الاولیاء (فارسی)	حبیب اللہ قنوجی۔ (۱۷۲۸ء)
تذکرۂ بزم آرا۔	سید علی۔
تذکرۂ بہادران اسلام۔	صوفی کرم الہی ڈنگوی۔
تذکرۂ حسینی۔	میر حسین دوست سنبھلی۔
تذکرۃ الحفاظ فی مشتبہ الالفاظ۔	برہان الدین ابراہیم بن عمر الجعبری (۱۴۲۹ء)
تذکرۂ خطاطین۔	ہدایت اللہ (پنجاب یونیورسٹی کے جرنل ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا)۔
تذکرۂ خواتین۔	محمد ذہنی آفندی۔
تذکرۂ دلگشا (شعرائے قاچاری)۔	علی اکبر شیرازی۔
تذکرۂ ریختہ گویان۔	فتح علی حسینی گردیزی (۱۷۵۳ء)
تذکرۂ سخنوران چشم دیدہ۔	ترک علی شاہ قلندر۔

تذکرۃ الشعراء۔	احمد بن شمسی عہدی بغدادی۔ (۱۵۶۴ء)
تذکرۃ الشعراء۔	امام بخش صہبائی۔
تذکرۃ الشعراء (فارسی)	باباشاہ۔
تذکرۃ الشعراء (گلشن گفتار)	خواجہ خان حمید اورنگ آبادی (۱۷۵۲ء)
تذکرۃ الشعراء (ترکی)۔	سہمی ادرنوی (۱۵۴۸ء)
تذکرۃ الشعراء۔	طوفان۔ ابن امین اللہ۔
تذکرۃ الشعراء۔ (ترکی)۔	طیفی قسطمونی (۱۵۸۸ء)
تذکرۃ الشعراء۔ (ترکی)۔	عارف حکمت بے (۱۸۵۹ء)
تذکرۃ الشعراء (ترکی)۔	عاشق چلپی۔ (۱۵۷۲ء)
تذکرۃ الشعراء۔	عبدالعزیز بن جماعۃ۔
تذکرۃ الشعراء۔	عبدالغنی خان۔
تذکرۃ الشعراء۔	قائلی سبزواری (۱۵۴۸ء)
تذکرۃ الشعراء۔ (ترکی)	محمد بن علی۔ عاشق چلپی (۱۵۷۲ء)
تذکرۃ الشعراء۔ (ترکی)	مولیٰ حسن چلپی بن علی بن امراللہ (۱۶۰۴ء)
تذکرۃ الشعراء (ترکی)	مولی المصطفیٰ آفندی۔
تذکرۂ شعراء۔	میر تقی۔
تذکرۂ شعراء۔	میر حسن۔
تذکرۂ شعراء (مجالس النفائس)	میر علی شیر وزیر (۱۵۰۱ء)
تذکرۂ صوفیائے پنجاب۔	اعجاز الحق قدوسی۔

تذکرۃ الفقہاء۔	جمال الدین حسن بن یوسف المطہر۔
تذکرۂ گلزارِ ابراہیم۔ (شعرائے ہند)	نواب علی ابراہیم خان۔
تذکرۂ مردم دیدہ۔	عبدالحکیم حالم الحلی (۱۳۲۶ء)
تذکرۂ نصرآبادی (شعراء کا ذکر)	محمد طاہر نصرآبادی (۱۶۷۳ء)
تذکرۂ ہندی (شعرائے محمد شاہی وغیرہ)	غلام ہمدانی مصحفی (۱۸۲۵ء)
تراجم الشیوخ۔	ابوعبداللہ محمد بن الحاکم نیشاپوری (۱۰۱۵ء)
ترخان نامہ۔	جمال بن میر جلال الدین حسین شیرازی۔
تکملۂ اکمال الکمال۔	جمال الدین ابن الصابونی۔
تکملۂ وفیات النقلہ۔	زکی الدین المنذری المصری۔
تیمور نامہ۔	مفضل علی خان۔

ث

ثمرات الاوراق (شعراء کا تذکرہ)	تقی الدین ابوالمحاسن ابوبکر بن علی الحموی۔ (۱۴۳۴ء)

ج

جامع التواریخ (ترکی)	میر محمد کاتب (سلطان مراد کا معتمد ۱۵۷۵ء)
جامع مفیدی (شعرائے یزد کا تذکرہ)	محمد مفید یزدی۔
جمالیات کے تین نظریے۔	پروفیسر ایم ایم شریف (۱۹۶۵ء)
جنگ نامہ (واقعۂ کربلا کے بعد یزید سے محمد بن حنفیہ کا مقابلہ)	ابوطاہر علی بن اسماعیل طرطوسی

الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیہ۔	ابو الوفا عبد القادر محی الدین مصری (۷۷۳ھ)۔
الجواہر المنتخب فی اخبار اہل العلم والادب۔	تقی الدین ابن البلدی۔
جہانگیر نامہ (واقعاتِ جہانگیر جلوس کے پہلے بارہ برس میں)۔	مُلّا محمدؐ۔

چ

چمنستانِ شعراء۔	شفیق اورنگ آبادی۔(۱۷۶۲ء)
چہار مقالہ	نظامی عروضی سمرقندی۔

ح

حالاتِ محمد تغلق (تحریر۔ ۱۹۳۰ء)	پروفیسر ڈاکٹر مہدی حسن۔ آگرہ کالج۔
حدیقۃ الصفا۔	یوسف علی بن غلام علی۔
حدیقۃ الہند۔	رضی الدین احمد سورتی۔
حملۂ حیدری (غزواتِ رسولؐ پر)۔	رفیع خان باذل مشہدی۔
حیات القلوب۔	محمد باقر بن محمد تقی۔

خ

خریدۃ القصر۔	عماد الاصفہانی (۷۰۰ء)

خطائے نامہ (تاریخِ چین) — علی اکبر خطائی۔

خلاصۃُ الادب فی تاریخ لغۃ العرب۔ — حمدان مُصطفیٰ۔

خلاصۃ الاشعار۔ — تقی الدین محمد کاشی۔

خلاصۃ الافکار۔ — ابو طالب بن تبریزی اصفہانی۔

خلاصۃ الاقوال (شیعی اکابر کے حالات) — جمال الدین حسن بن یوسف حلّی (۱۳۲۶ء)

خلاصۃ الانساب (افغانوں کے نسب نامے)۔ — حافظ رحمت خان (۱۷۷۴ء)

خلافتِ اسلامیہ۔ — خواجہ عبادُ اللہ اختر۔

خُلفائے بنی العبّاس۔ — ابو الفضل محمد بن احمد بن عبد الحمید الکاتب۔

د

داستانِ تاریخِ اُردو۔ — حامد حسن قادری (۱۹۵۳ء۔ زندہ)۔

داستانِ ترکتازانِ ہند۔ (سلاطینِ دہلی کی تاریخ)۔ — مرزا نصرُ اللہ خان دکنی۔

داستانِ دانش۔ — ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم۔

دوُل العرب و عظماء الاسلام۔ — احمد شوقی بیگ۔

ذ

ذات العماد فی اخبار اُمّ البلاد۔ — محی الدین عبد القادر بن محمد جلبی (۱۶۳۱ء)۔

ذکر السیر (مغلوں کی تاریخ شاہ عالم ثانی تک)۔	غلام حسین خان شاہجہان آبادی (۱۸۰۶ء)
ذیلِ تاریخِ بغداد۔	ابن رافع۔

ر

رجال السند والہند۔	ابو المعالی اطہر۔
رسالۃ فی رجالِ الطریقۃ۔	ابو القاسم القشیری (۱۰۷۴ء)
رشحاتُ عین الحیاۃ۔ (صوفیائے نقشبندی کے حالات)	صفی الدین محمد علی بن حسین واعظ کاشفی۔
روض المعطار فی خبر الاقطار۔	ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن محمد الحمیری (۱۴۹۵ء)
روض المناظر فی علم الاوائل والاواخر۔	ابو الولید زین الدین محمد بن محمد عرف ابن شحنہ حلبی (۱۴۱۳ء)۔
روضۃ الابرار۔	عبد العزیز چلپی زادہ۔
روضۃ الابرار۔	عبد اللہ یمنی۔
روضۃ الاحباب (حضورؐ اور صحابہؓ کے حالات)۔	جلال الدین بن عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی (۱۵۹۲ء)۔

ز

زاد المسافر فی التاریخ۔	ابو بحر صفوان بن ادریس الکاتب۔

الزبد والضرب (تاریخِ حلب)۔	محمد بن ابراہیم، ابن الحنبلی (۱۵۰۴ء)
زُبدۃُ التواریخ۔	مولا مصطفیٰ افندی بن ابراہیم (۱۶۱۵ء)
زبدۃُ التواریخ۔	نور الحق بن عبد الحق (محدث) دہلوی (۱۶۶۳ء)
زُبدۃُ المعاصرین (تذکرۂ شعراء ۔ تحریر سنہ ۱۸۲۴ء)۔	سید میر حسن الحسینی شیرازی۔
زہرۃ التاریخ۔	عبد الوہاب النجار۔
زین الاخبار (تاریخِ اسلام)۔	ابو سعید عبد الحیٔ بن ضحاک بن محمود۔
زین الاخبار (فارسی)۔	ابو القاسم جمال الدین محمد بن علی الکاشی (۱۳۳۴ء)
زین الاخبار (ترکی)۔	مولیٰ محمد افندی بن علی (۱۵۷۰ء)
زین الاخبار (فارسی)۔	نور الدین لطف اللہ بن عبد اللہ الہروی (۱۴۳۱ء)
زبینۃ التواریخ۔	عزیز اللہ۔ (۱۶۷۵ء)

س

سلاطینِ معبر (جنوبی ہند کا مشرقی ساحل معبر کہلاتا ہے اور مغربی مالابار)۔	شمس اللہ قادری۔
سلک الدُرر فی اعیان القرن الثانی عشر۔	محمد خلیل المرادی (۱۷۹۲ء)۔
سوانح امیر خسرو۔	مولوی محمد اسماعیل میرٹھی (۱۹۱۷ء)۔
سوشل اینڈ کلچرل ہسٹری آف بنگال۔	ایم۔ اے۔ رحیم۔ پروفیسر کراچی یونیورسٹی۔
سیرۃ الاولیاء۔	وجیہ الدین مبارک کربانی۔

السیرۃ الحلبیۃ۔	علی بن برہان الدین الحلبی (۱۶۳۵ء)
سیرۃ الخلفاء۔	علی بن عیسیٰ بن داؤد بن الجراح۔

ش

شاہنامہ۔	فردوسی۔ منصور بن حسن ابوالقاسم (۱۰۲۰ء)
الشجرۃ النبویۃ۔	محمد بن سلیمان جبرزلی۔
شذرات الذہب فی اخبار من ذہب۔	ابن عماد الحنبلی۔
الشعر والشعراء۔	ابن طباطبا علوی۔
الشعر والشعراء۔	جعفر بن حمدان الموصلی۔
الشعر والشعراء۔	شیخ ابن السراج۔
الشعر والشعراء۔	محمد بن احمد بن الحسین بن الاصبغ بن الحردن۔
الشقائق النعمانیہ فی علماء الدولۃ العثمانیہ	خاشکبری زادہ (۱۵۶۰ء)۔
شوکت نادری۔	کلب حسین خان مرزا ابن احترام الدولۃ دبیر الملک
	کلب علی خان والیٔ رامپور (۱۸۸۷ء)
شہیرات النساء۔	عبدالعزیز امین الخانجی۔

ص

صبح صادق۔	صادق اصفہانی۔
صبح وطن۔	محمد قورچ خان۔

صَلوٰۃ الانفاس (علمائے فاس پر)۔	محمد بن جعفر بن ادریس الکتانی۔
صناعۃ الغناء واخبار المغنیین۔	قریص الجراحی۔
صفوۃ الصفا (فارسی)۔	توکل بن اسماعیل البزار۔

ط

طبقاتِ اکبری (تاریخ ہند۔ از حملۂ مسلمانان تا عہدِ اکبر ۳۸ واں سالِ جلوس)	نظام الدین احمد۔
طبقاتِ اہلِ العلم والجہل۔	واصل بن عطاء معتزلی۔
طبقاتِ الاولیاء۔	سراج الدین بن الملقن (۱۴۰۲ء)
طبقاتِ الاولیاء۔	امیر محمد السنانی (۱۱۵۴ء)
طبقات الحنابلہ۔	الفراء ابوالحسین محمد بن محمد ابویعلی الحنبلی (۱۱۳۲ء)
طبقات الحنیفیہ۔	ابراہیم الحلبی (۱۵۴۹ء)
طبقات الحنفیہ۔ (المرقاۃ الوفیہ)	ابن دقاق ابراہیم بن محمد (۱۴۰۷ء)۔
طبقات الحنفیہ (الغرف العلیہ)	ابن طولون، اسحاق بن حسن الشامی۔
طبقات الحنفیہ۔	بدر الدین محمود بن احمد العینی (۱۴۵۱ء)
طبقات الحنفیہ۔	تقی الدین بن عبدالقادر مصری (۱۵۹۷ء)
طبقات الحنفیہ۔	شمس الدین بن محمد بن محمد۔
طبقات الحنفیہ۔	صلاح الدین عبداللہ بن محمد المہندس (۱۳۶۸ء)
طبقات الحنفیہ۔ (الجواہر المضیئہ)۔	ابوالوفا عبدالقادر محی الدین بن محمد المصری القرشی (۱۳۷۳ء)

طبقات الحنفیہ	قطبُ الدّین محمد بن علاءُ الدین مکّی (۱۵۸۲ء)
طبقات الحنفیہ۔ (وفیات الاعیان فی مذہب النعمان)۔	نجم الدین ابراہیم بن علی الطرسُوسی (۱۳۵۴ء)
طبقات الخواص۔ (مشائخِ یمن کا تذکرہ)	زین الدین احمد بن احمد زبیدی (۱۳۹۱ء)
طبقات الرواۃ۔	خلیفہ بن خیّاط۔
طبقات الرواۃ۔	مُسلِم بن حجّاج۔
طبقات الرواۃ (۱۵ جلد۔ اس کا اِختصار سیوطی نے کیا تھا)	محمّد بن سعد الزہری البصری (۹۱۵ء)
طبقاتِ شاہ جہانی (شعرائے تیمُوری)	محمّد صادق۔
طبقات الشعُراء (کتاب الانموذج فی شعُراءِ القیروان)	رشیق۔
طبقات الشعُراء۔	ابوالبرکات مبارک بن ابی بکر بن شعار الموصلی (۱۲۵۶ء)
طبقات الشعُراء۔ (خریدۃ القصر)۔	ابوحامد محمد بن محمد الکاتب الاِصفہانی۔
طبقات الشعُراء (الجاہلین)۔	ابُوخلیفہ الفضل بن الحباب بن محمد الجمحی البصری (۹۱۸ء)۔
طبقات الشعُراء۔	ابُوسعید محمد بن حسین بن عبدالرحیم الوزیر (۹۹۸ء)
طبقات الشعُراء۔ (کتاب الحدیقہ)	ابوالصّلت اُمیّہ بن عبدالعزیز۔
طبقات الشعُراء۔	ابُوعمر محمد بن عبدالواحد۔ غلام ثعلب (۹۵۷ء)
طبقات الشعُراء۔	ابوالمنعم۔

طبقات الشعراء (شعراء الاندلس)	ابوالولید عبداللہ بن محمد الازدی ۔ ابن القرطبی ۔
طبقات الشعراء (شعراء الاندلس)	اندلسی، عثمان بن ربیعہ ۔
طبقات الشعراء ۔	بدر الدین محمد بن ابراہیم البشتکی القاہری ۔ (۱۴۲۷ء)
طبقات الشعراء ۔	دعبل بن علی الخزاعی ۔
طبقات الشعراء ۔ (کتاب فی شعراء العصر) ۔	عمارہ بن ابی الحسن علی بن زیدان الیمنی ۔
طبقات الشعراء ۔	قدرت اللہ شوق ۔
کتاب الشعراء ۔	محمد بن حبیب النحوی ۔ (۸۶۰ء)
طبقات الشعراء (الاسلامیین)	محمد بن سلام الجمحی (۸۴۶ء)
طبقات الشعراء (الجاہلیین)	محمد بن سلام الجمحی (۸۴۶ء)
طبقات الشعراء ۔	محمد بن عبداللہ الخثعمی ۔
طبقات الشعراء ۔	الملک المنصور محمد بن عمر بن شاہنشاہ صاحب حماۃ (۱۲۱۰ء) ۔
طبقات الصوفیہ ۔	عبدالرحمان سلیمانی ۔
طبقات الصوفیہ ۔	شیخ الاسلام عبداللہ انصاری (۱۰۸۹ء) ۔
طبقات الفقہاء ۔	ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف فیروزآبادی (۱۰۸۳ء)
طبقات الفقہاء ۔	ابومروان عبدالملک بن حبیب المالکی (۸۵۵ء)
طبقات الفقہاء ۔	بوعلی بن البنا الحسن بن احمد البغدادی الحنبلی ۔ (۱۰۷۹ء)
طبقات الفقہاء ۔	شمس الدین عثمانی قاضی صفد ۔

طبقات الفقہاء۔	عمر بن علی، ابن سمرة الجعدی الیمنی (۱۱۹۰ء)
طبقاتُ الفقیہہ۔	عبدالوہاب بن عبدالرحمان بربری (۱۴۶۳ء)
طبقاتُ القرّاء۔	ابوعمرو عثمانی الدانی (۱۱۵۰ء)
طبقاتُ القرّاء۔	ابومعشر عبدالکریم بن عبدالصمد الطبری۔
طبقاتُ القرّاء۔	محمد بن محمد الجزری (۱۴۳۰ء)۔
طبقات الکُتّاب۔	بوعلی احمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن خصیب الانباری۔
طبقاتُ اللغویّین والنُّحاۃ۔	ابوبکر محمد بن حسن الزُبیدی الاشبیلی (۹۹۱ء)۔
طبقاتُ اللغویّین والنُّحاۃ۔	ابوجعفر احمد النحاس النحوی۔ (۹۵۰ء)
طبقاتُ المتکلّمین۔	ابوبکر محمد بن فورک (۱۰۱۶ء)
طبقاتُ المجتہدین۔	احمد بن سلیمان بن کمال پاشا (۱۵۳۴ء)
طبقاتُ المعبّرین۔ (ساڑھے پانچ ہزار معبّرین کا ذکر)۔	حسن الحسین بن الخلال۔
طبقاتُ المعتزلہ۔	عبدالجبار بن احمد بن عبدالجبار ہمدانی استرآبادی (۱۰۲۵ء)
طبقاتُ المفسّرین۔	محمد بن علی بن احمد الداؤدی المالکی (۱۵۳۵ء)۔
طبقاتُ الممالک (سلیمان عثمانی کی تاریخ)	مصطفیٰ ابن جلال توقیعی (۱۵۶۸ء)
طبقاتُ النُّحاۃ۔	ابوبکر محمد بن حسن الزّبیدی (۹۹۳ء)
طبقاتُ النُّحاۃ۔	ابوجعفر النحاس (۹۵۰ء)
طبقاتُ النُّحاۃ۔	ابوالطیب اللغوی (۹۵۰ء)

طبقات النحاۃ	ابو عبداللہ محمد بن حسین الادیب الیمنی (۱۰۱۰ء)
طبقات النحاۃ۔	اثیر الدین ابو حیان محمد بن یوسف الاندلسی (۱۳۴۵ء)
طبقات النحاۃ۔	تاج الدین عبدالباقی بن عبدالمجید المکی (۱۳۴۳ء)
طبقات النسابین۔	محمد بن اسعد الحسینی (۱۱۹۲ء)
طبقات ہمدان۔	عبدالرحمٰن بن احمد انماطی۔
طرات الاخبار۔	نجم الدین احمد بن فضل اللہ اصفہانی۔

ظ

ظفرنامہ (تیمور کے حالات)۔	نظام الدین شامی (معاصر تیمور)
ظفرنامہ (احمد شاہ ابدالی کے حملۂ ہند کے واقعات)۔	غلام محی الدین
ظفرنامۂ عالمگیری۔	سید میر خان شاہی۔

ع

عبداللہ خان (عبداللہ خان شیبانی کی تاریخ)۔	حافظ تانیش بن میر محمد بخاری۔
عبرۃ اولی الابصار فی ملوک الامصار۔	عماد الدین اسماعیل بن احمد بن سعید حلبی (۱۳۰۱ء)
عبرت نامہ (جانشینانِ اورنگ زیب کی تاریخ)۔	محمد قاسم عبرت۔

عجائب القصص (حالاتِ انبیاء)۔	عبد الواحد بن محمد المفتی۔
عجائب المقدور (تاریخِ تیمور)۔	قاضی شہاب الدین احمد۔
عقد الثمین۔ (مکہ کی تاریخ)۔	تقی الدین محمد بن احمد الفارسی۔
عقد الفرید فی انساب بنی اسید۔	قطب الدین ابوبکر بن احمد الزبیدی۔
عقود النظام (والیانِ مصر کے حالات)۔	محمد بن دانیال موصلی (۱۳۱۱ء)۔
عمادۃ السعادۃ (تاریخ اودھ از برہان الملک تا سعادت علی خان تصنیف ۱۹۰۵ء)۔	غلام علی خان۔
عنوان الدرایۃ فی من عُرفُ من العُلماءِ فی المائۃِ السابعۃ ببجایۃ۔	الغُبرینی۔
عنوان المجد (نجد کی تاریخ)	شیخ عثمان بشر النجدی۔
عیون الاخبار۔	طالب بن محمد بن قشنیط۔
عیون اخبار الرضا (امام رضا کے حالات)۔	ابن بابویہ ابوجعفر محمد علی بن الحُسین بن موسیٰ القمی (۹۹۱ء)۔

غ

غبر الاعصار و جنز الامصار۔	الحُسینی (۱۳۶۶ء)
غرر الاخبار۔	محمد بن خلف۔

ف

فتح کانگڑہ (شاہجہان کی فتح) — مرزا جلالہ طباطبائی (۱۶۳۵ء)

فتوح السلاطین۔ — عصامی۔

فِرَقُ الفقہاء۔ — سلیمان بن خلف الباجی (۱۱۰۱ء)

فصل الخِطاب (مشائخ نقشبندی کے حالات)۔ — خواجہ پارسا محمد بن محمد حافظ بخاری۔ (۱۴۱۹ء)۔

ق

قصرِ عارفان۔ — احمد علی (اورنٹیل کالج میگزین مئی و اگست ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا)۔

قصصُ الانبیاء۔ — اسحاق بن ابراہیم بن منصور بن خلف نیشاپوری۔

قلائدُ العِقیان (تذکرۂ علما و اکابر) — الفتح بن محمد بن عبیداللہ خاقان الاشبیلی۔ (۱۱۳۵ء)

قصص العُلما (۱۵۳ علما کا تذکرہ)۔ — محمد بن سلیمان تنکابنی۔

ک

کتاب الاستقصاء (تونس اور مراکش کی حکومتوں کی تاریخ)۔ — السلاوی، شہاب الدین ابوالعبّاس احمد دمشقی (۱۳۴۸ء)۔

کتاب الآل (ائمۂ اثنا عشریہ کے حالات) — حسین بن احمد بن خالویہ بن حمدان الہمدانی۔

کتاب الانساب۔	ابو خالد الغنوی۔
کتاب الاوائل۔	العسکری ابو ہلال الحسن بن عبداللہ۔
کتابُ تاریخ القرآن۔	ابو العباس جعفر بن احمد المروزی۔
کتاب الجنان (تذکرۂ علما)	ابو الحسین احمد بن الرشید الغسانی الاسوانی (۱۱۶۸ء)
کتاب حلیۃ الادباء۔	ابو عبداللہ بن احمد بن ابراہیم بن قریش الحکیمی۔
کتاب الدول والملل۔	ابو معشر جعفر بن محمد بن عمر البلخی (۸۸۶ء)
کتاب زیاداتِ اخبار خوارزم	حسن بن مظفر ابو علی نیشاپوری (۱۰۶۱ء)
کتاب السیر۔	ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن حارث الفزاری (۸۲۶ء)
کتابُ الشعراء۔	عبیداللہ بن ابی سعید الوراق۔
کتاب الضعفاء۔	ابو عبدالرحمان محمد بن علی بن شعیب النسائی (۹۱۶ء)
کتاب فتوح خالد بن ولید۔	عبداللہ بن سعد الزہری۔
کتاب فتوحاتِ عالمگیری۔	محمد معصوم بن حسن۔
کتاب فی وفیاتِ الصحابہ۔	رضی الدین حسن بن محمد صغانی (۱۲۵۲ء)۔
کتاب القند فی علماءِ سمرقند۔	حافظ عمر بن محمد النسفی۔
کتاب کلمۃ الشعراء (جہانگیر و شاہجہان کے فارسی شعراء)۔	محمد افضل سرخوش۔
کتاب المآثر۔	حسن بن میمون البصری۔
کتاب المآثر والانساب	ابو محمد اخباری۔
کتاب مجالس السلاطین۔	محمد شریف حنفی۔

کتاب مجالس الفقہاء ومناظراتہم۔	ابن شہاب ابراہیم بن محمد (۹۶۲ء)
کتاب المحدثین	عیسیٰ بن مہران۔
کتاب المدینۃ واخبارہا۔	عبید اللہ بن ابی سعید الوراق۔
کتاب المغازی۔	عبدالرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی۔
کتاب المغازی۔	علی بن احمد بن محمد الواحدی (۱۰۷۶ء)
کتاب المغازی۔	معمر بن راشد کوفی۔
کتاب المغازی۔	موسیٰ بن عقبہ (۷۵۸ء)۔
کتاب المغازی۔	ولید بن مسلم۔
کتاب مقتل زید بن علی	ابوعبداللہ محمد بن صالح بن النطاح۔
کتاب الملوک۔	اخفش، ابوالحسن سعید۔
کتاب الملوک واخبار الامم۔	ابن عابد۔
کتاب المہلب واخبارہ۔	یزید بن محمد المہلبی۔
کتاب الندماء والجلساء۔	حمدون بن اسماعیل بن داؤد الکاتب۔
کتاب النسب۔	علی بن احمد العقیقی العلوی۔
کتاب وقعۃ صفین۔	ابوعبداللہ محمد بن زکریا بن دینار الغلابی۔
کتاب کلمات الشعراء (جہانگیر وشاہجہان کے شعراء)۔	محمد افضل سرخوش۔ (۱۷۱۴ء)
کنز الجواہر (جامعہ ازہر کی تاریخ)	شیخ سلیمان رصد الحنفی۔

گ

گلزارِ ابرار۔ (علما و مشائخ کا تذکرہ)	شیخ حمید الدین محمد غوث گوالیاری (۱۵۶۲ء)
گلستانِ بے خزاں (تذکرۂ شعراء)	قطب الدین باطن۔
گلشنِ بے خار (تذکرۂ شعراء)	مصطفیٰ خان شیفتہ۔

ل

اللآلی اللامعۃ فی تراجم الائمۃ الاربعۃ۔	زین الدین عمر بن محمد بن احمد الحلبی (۱۵۳۰ء)
لُبّ التاریخ۔	محمد آفندی۔
لطائف الخیال (تذکرۂ شعراء)	محمد صالح مرزا (۱۷۱۲ء)
لوائح الانوار۔	عبد الوہاب شعرانی۔

م

مجالس المؤمنین۔	قاضی نور اللہ شوستری۔
مجمع آثار الملوک۔	قاضی رکن الدین۔
مجمع الاخبار فی مناقب الاخیار۔	محمد بن حسن بن عبد اللہ بن محمد بن قاسم الحسینی الشافعی (۱۳۷۵ء)۔
مجمع الاولیاء۔	علی اکبر (بہ عہدِ شاہجہان)۔
مجمل التواریخ۔	ابو الحسن بن محمد امین۔

مجموعۂ نغز۔	قدرت اللہ قاسم۔ (۱۸۰۶ء)
مخزنِ افغاناں۔	نعمت اللہ۔
مخزن الغرائب (۳۱۴۷ شعراء کا تذکرہ)	علی احمد خان ہاشمی۔
مخزنِ نکات۔	قیام الدین قائم چاندپوری (۱۷۵۵ء)
مذکر الاحباب (شعراء)	نثاری بخاری۔
مرأۃ الادوار۔	مصلح الدین محمد لاری (۱۵۶۷ء)
مرأۃ جہاں نما	شیخ محمد بقا۔
مرأۃ الحکماء۔	امداد امام اثر۔
مرأۃ سکندری (شاہانِ گجرات)	سکندر بن محمد بن اکبر۔
مرأۃ الصفا۔	محمد علی بن محمد صادق۔
مرغوب القلوب (سلطان قطب علیشاہ کی تاریخ)۔	صدر جہاں۔
مرقعِ ملتان۔	سید اولاد علی گیلانی۔
مشاہیرِ اسلام۔	خواجہ عباد اللہ اختر۔
مطلع الانوار۔ (سیرتِ رسولؐ)	عفیف نوا کاشانی بدایونی۔
المظفر فی التاریخ۔	شہاب الدین ابراہیم بن عبد اللہ حموی۔
معجب فی اخبارِ اہلِ المغرب۔	عبد الواحد بن علی المراکشی۔
المعجم۔	ابن الجمیع۔
المعجم۔	احمد بن ابراہیم الاسماعلی۔

المعجم۔	البقاعی۔
المعجم۔	فضل اللہ الحسینی۔
المعجم۔	نور الدین الحموی۔
معجم الحافظ (الحفاظ)۔	عزالدین عمر بن الحاجب۔
معجم الشیوخ۔	ابوبکر احمد بن ابراہیم بن اسماعیل الاسماعیلی (۹۸۲ء)
معجم الشیوخ۔	ابوبکر مبارک بن کامل الخفاف۔
معجم الشیوخ۔	ابوحامد اسماعیل بن حامد الانصاری۔
معجم الشیوخ۔	ابوالحسین عبدالباقی بن قانع بن مرزوق بغدادی (۹۶۳ء)
معجم الشیوخ۔	ابوالعلاءِ الفرضی۔
معجم الشیوخ۔	ابوذر الہروی۔
معجم الشیوخ۔	زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (۱۲۵۸ء)
معجم الشیوخ۔	سعدالدین مبارک بن السقطی۔
معجم الشیوخ۔	شہاب الدین القوصی۔
معجم الشیوخ۔	عبدالخالق بن اسد الحنفی۔
معجم الشیوخ۔	عمر بن احمد بن عثمان عرف ابنِ شاہین بغدادی۔ (۹۹۵ء)
المعجم فی آثارِ ملوک العجم (فارسی)	فضل اللہ بن حمداللہ (والدِ وصاف۔ ۱۲۹۹ء)
معجم القرآء الکبیر و الصغیر والاوسط۔	ابوبکر محمد بن الحسن النقاس (النقاش) الموصلی (۹۶۳ء)۔
مغازی النبی (منظوم)۔	یعقوب صرفی بن حسن کاشمیری (۱۵۹۵ء)

المغرب فی تاریخ المغرب۔	یسیع بن جرم الاندلسی (۱۱۸۰ء)
المغرب فی شعراءِ المغرب۔	ابن سعید العماری۔
المغرب فی محاسنِ حلی۔ اہلِ المغرب ۱۵ جلد	نور الدین علی بن موسیٰ بن سعید غرناطی (۱۲۷۵ء)
مفتاح الاعجاز (صوفیا کے حالات)	محمود تبریزی (۱۴۸۲ء)
مقالات الشعراء (سندھ میں شعرائے ایران کا ذکر)۔	علی شیر قانع۔
المقتبس (علمائے اندلس کا تذکرہ ۱۰ جلد	ابن عماد الاندلسی۔
المِلَل والنِّحَل۔	ابوبکر محمد الباقلانی (۱۰۱۳ء)
المِلَل والنِّحَل۔	ابوالمظفر طاہر بن محمد الاسفرائنی۔
المِلَل والنِّحَل۔	عبدالقاہر بن طاہر البغدادی (۹۳۱ء)
مناقب الائمہ۔	ابوبکر محمد الباقلانی۔
مناقب الائمہ الاثنی عشر۔	ابن ابی یحییٰ بن حمید الحلبی (۱۲۳۳ء)
مناقب الابرار و محاسن الاخیار۔	ابن الخمیس الموصلی۔ (۱۱۵۸ء)
مناقب الاحباب (صحابہ کے حالات)	احمد بن پیر محمد فاروقی۔
مناقب الاحباب و مراتب اولی الالباب	محمد بن حسن بن عبداللہ بن محمد الحسینی (۱۳۷۵ء)
مناقب الاطباء۔	عبیداللہ بن جبریل۔
مناقب الاولیاء۔	ملا جیون (۱۷۱۸ء)
مناقب بنی العباس۔	ابوعبداللہ محمد بن عباس الیزیدی النحوی (۹۴۶ء)
مناقب الشافعی۔	فخر الرازی۔

مناقب العلماء۔	محمد بن سنان الدین یوسف (۱۵۸۱ء)
منتخب التواریخ۔	ابن رافع۔
منتخب التواریخ۔	محمد یوسف بن رحمت اللہ۔
منتخب اللباب (تاریخ از بابر تا محمد شاہ)	خافی خان۔
منتظم ناصری۔	صنیع الدولہ محمد حسن خان (ناصر الدین قاچاری کا وزیر)۔
مہم آسام۔	شہاب الدین احمد بن محمد القسطلانی (۱۵۱۷ء)
المواہب اللدنیہ۔	ابو العباس۔
میخانہ۔	لطف اللہ رازی۔

ن

نامۂ دانشوران ۷ جلد۔	حسن طالقانی۔
نجوم السماء (فقہائے شیعہ پر)۔	نامعلوم۔
النجوم الطوالع علی الدرر اللوامع۔	ابراہیم بن احمد المارغنی التونسی۔
نجیب نامہ (عہدِ عالمگیر ثانی کے ایک افغان سردار کے حالات)۔	محی الدین۔
نفائس المآثر (تذکرۂ شعراء)	مرزا علاء الدین قزوینی۔
نہایۃ الارب فی فنون الادب۔	شہاب الدین احمد بن عبد الوہاب النویری۔

و

واقعاتِ مشتاقی (لودھیوں۔ افغانوں خلجیوں اور مغلوں کے حالات۔ تا اکبر)	رزق اللہ مشتاقی (۱۵۸۱ء)
واقعاتِ کشمیر (از آغاز تا ۱۷۵۷ء)	محمد اعظم۔
وسیلۃُ النجات (داستانِ کربلا)	نوروز علی بن محمد باقر بسطامی۔

ہ

ہندی ادب کی تاریخ۔	ڈاکٹر محمد حسن مراد آبادی۔

وآخِرُ دعوانا انِ الحمدُ للہِ ربِّ العالمین۔

(برق - ۲ - مئی - ۱۹۶۸ء)

کتابیات

الف

۱۔ آئینۂ حقیقت نما۔ اکبر شاہ خان نجیب آبادی۔
۲۔ الاخبار الطوال۔ ابو حنیفہ دینوری۔ طبع قاہرہ۔ سنہ ۱۹۶۰ء۔
۳۔ ارمغانِ شفیع۔ مرتب: ڈاکٹر سید محمد عبداللہ۔ طبع لاہور۔ سنہ ۱۹۵۵ء۔
۴۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔ اردو۔ مرتب: عبدالمقیت۔ بیگم پورہ۔ پٹنہ۔ طبع سنہ ۱۹۴۰ء۔
۵۔ اسلامی عہد میں فنِ تعمیر۔ سید معین الحق کراچی۔ طبع دائرۂ معین المعارف کراچی۔ سنہ ۱۹۴۰ء۔
۶۔ الاعلام۔ خیر الدین بن محمود الزرکلی۔ تحریر ۱۹۵۴ – ۱۹۵۹ء۔
۷۔ اندلس کا تاریخی جغرافیہ۔ شیخ عنایت اللہ دہلوی۔ طبع حیدر آباد دکن۔ سنہ ۱۹۲۷ء۔
۸۔ اہلِ ہند کا عربی ادب۔ ڈاکٹر ایم۔جی۔ زبید۔ طبع جالندھر۔ سنہ ۱۹۴۵ء۔

ب

۹۔ بدرالدجیٰ۔ محمد جہانگیر خان۔ طبع آگرہ سنہ ۱۸۹۲ء۔
۱۰۔ بزمِ تیموریہ۔ سید صباح الدین عبدالرحمان۔ طبع اعظم گڑھ۔ سنہ ۱۹۴۸ء۔

۱۱۔ بزمِ مملوکیہ۔ سید صباح الدین عبد الرحمان۔ طبع اعظم گڑھ۔ ۱۹۵۴ء۔

۱۲۔ البیرونی۔ حسن برنی۔ طبع علی گڑھ۔ ۱۹۲۷ء۔

ت

۱۳۔ تاریخِ ادبِ اردو۔ محمد عسکری۔ اشاعت گلوب پبلشرز۔ لاہور۔

۱۴۔ تاریخِ ادبیاتِ ایران۔ ڈاکٹر رضازادہ شفق۔

۱۵۔ تاریخِ ادبیاتِ عرب۔ پروفیسر نکلسن۔

۱۶۔ تاریخِ فرشتہ۔ محمد قاسم فرشتہ (اردو ترجمہ)

۱۷۔ تاریخِ فلاسفۃ الاسلام۔ محمد لطفی جمعہ۔ ترجمہ میر ولی الدین۔

۱۸۔ تاریخِ فلسفۂ اسلام۔ جے۔ ڈے۔ بوئر۔ لندن ۱۹۶۱ء۔

۱۹۔ تاریخِ مظفر شاہی۔ سید علی کاشی۔ طبع دہلی ۱۹۴۶ء۔

۲۰۔ تاریخِ ہندوستان۔ مولوی ذکاء اللہ دہلوی۔ طبع علی گڑھ۔ ۱۹۱۵ء۔

۲۱۔ تذکرۂ شعرائے پنجاب۔ کرنل۔ ڈاکٹر۔ خواجہ عبد الرشید۔ طبع کراچی ۱۹۶۷ء۔

۲۲۔ تلخیص مجمع الاداب فی معجم الالقاب (ع)۔ ابن الفوطی۔ طبع دمشق۔ ۱۹۶۲ء۔

۲۳۔ تلخیص مجمع الاداب فی معجم الالقاب (ک)۔ طبع لاہور۔ ۱۹۳۹ء۔

ح

۲۴۔ حکمائے عالم (قفطی)۔ اردو ترجمہ از ڈاکٹر برق۔ طبع لاہور۔ ۱۹۶۰ء۔

خ

۲۵۔ خُطبۂ صدارت از سیّد سلیمان ندوی، بہ اجلاس آل انڈیا ہسٹاریکل کانگریس۔ مدراس۔ دسمبر ۱۹۴۴ء۔

۲۶۔ خُطبۂ صدارت از ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب، بہ اجلاس آل انڈیا مُسلم ہسٹاریکل کانفرنس پشاور۔ دسمبر ۱۹۴۴ء۔

د

۲۷۔ دائرۃُ المعارفِ الاِسلامیۃ۔ اُردو۔ پنجاب یونیورسٹی۔

۲۸۔ دائرۃُ المعارفِ الاِسلامیۃ۔ عربی۔ مِصری۔

۲۹۔ دائرۃُ المعارفِ الاِسلامیۃ۔ علّامہ فرید الدین مصطفیٰ وجدی۔ طبع مِصر ۱۹۲۳ء۔

ز

۳۰۔ الزیادات علی المعجم الالقاب۔ محمد عبدُ القدوس القاسمی۔ طبع لاہور ۱۹۳۹ء۔

س

۳۱۔ سلاطینِ اِسلام (لین پول)۔ ترجمۂ ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔

۳۲۔ سلاطینِ مُعبر۔ شمس اللہ قادری۔

۳۳۔ سوغات۔ ممتاز منگلوری۔

ش

۳۴۔ شعرائے اُردو کے تذکرے ۔ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ ۔ اشاعتِ مکتبہ جدید ۔ سنہ ۱۹۵۲ء ۔

ص

۳۵۔ صبحِ گلشن ۔ نوابزادہ علی حسن خان ۔ طبع بھوپال ۔ سنہ ۱۲۹۵ھ ۔
۳۶۔ صولتِ شیر شاہی ۔ احمد مرتضیٰ نصیر آبادی ۔ طبع علیگڑھ ۔ سنہ ۱۹۱۴ء ۔
۳۷۔ صحیفہ (جنوری ۱۹۶۸ء) ۔ مجلسِ ترقیٔ ادب ۔ لاہور ۔

ط

۳۸۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۔ تاج الدین سُبکی ۔ طبعِ مصر ۔

ع

۳۹۔ عرب مؤرخین (انگریزی) ۔ ڈی ۔ ایس ۔ مارگولیتھ ۔ طبع کلکتہ ۔ سنہ ۱۹۳۰ء ۔
۴۰۔ عقود الجواہر ۔ جمیل عظم بیگ ۔ طبعِ بیروت ۔

ف

۴۱۔ الفہرست ۔ ابن الندیم ۔ طبع قاہرہ ۔
۴۲۔ فہرستِ مخطوطات (پنجاب یونیورسٹی لائبریری) ۔ منظور احسن عباسی ۔ سنہ ۱۹۵۷ء ۔

۴۳- فہرستِ مخطوطاتِ عربی (پبلک لائبریری لاہور) - منظور احسن عبّاسی سنہ ۱۹۵۷ء -
۴۴- فہرستِ مخطوطات فارسی (پبلک لائبریری لاہور) - منظور احسن عبّاسی سنہ ۱۹۶۳ء -

ق

۴۵- قاموس المشاہیر - نظامی بدایونی - طبع بدایوں سنہ ۱۹۲۴ء -

ک

۴۶- کشف الظنون - حاجی خلیفہ - طبع مصر سنہ ۱۳۱۰ھ

ل

۴۷- لباب المعارف العلمیہ - مولوی عبدالرحیم - طبع پشاور سنہ ۱۹۱۸ء

م

۴۸- معجم الادباء - یاقوت رومی حموی - طبع مصر سنہ ۱۹۲۳ء -
۴۹- مقالاتِ سلیمان ندوی - سیّد صباح الدّین عبدالرحمٰن - طبع اعظم گڑھ سنہ ۱۹۶۶ء -
۵۰- الملل والنحل - شہرستانی - طبع مصر سنہ ۱۹۶۱ء -

ن

۵۱- نقوش - آپ بیتی نمبر - جون سنہ ۱۹۶۴ء

۵۲۔ نقوش۔ شخصیات نمبر۔ دو حصے۔ ۱۹۴۷ء و ۱۹۵۰ء۔

۵۳۔ نقوش۔ لاہور نمبر۔ فروری ۱۹۶۲ء۔

۵۴۔ نگار۔ علمائے اسلام نمبر۔ جنوری۔ فروری ۱۹۵۵ء۔

و

۵۵۔ وقائع عبدالقادر خانی مرفی۔ مترجم معین الدین افضل گڑھی۔ طبع کراچی۔ ۱۹۶۰ء۔

ھ

۵۶۔ ہسٹری آف انڈیا۔ ایچ۔ ایم۔ ایلیٹ۔ طبع کلکتہ۔ ۱۸۷۵ء۔
